یا محمد ﷺ

محمدؐ	محمودؐ	فاتحؐ	رشیدؐ	نذیرؐ	احمدؐ	قاسمؐ
شاهدؐ	مشهودؐ	داعیؐ	حامدؐ	عاقبؐ	حاشرؐ	بشیرؐ
شافیؐ	هادیؐ	مهدیؐ	ماحیؐ	منجیؐ	ناهیؐ	رسولؐ
نبیؐ	امیؐ	تهامیؐ	هاشمیؐ	ابطحیؐ	عزیزؐ	علیکم حریصؐ
رؤفؐ	رحیمؐ	طهٰ	مجتبیٰ	طسٓ	مرتضیٰ	حٰمٓ
مصطفیٰ	یسٓ	اولیٰ	مزملؐ	ولیؐ	مدثرؐ	متینؐ
مصدقؐ	طیبؐ	ناصرؐ	منصورؐ	مصباحؐ	امرؐ	حجازیؐ
ترازیؐ	قرشیؐ	مضریؐ	نبی التوبہؐ	حافظؐ	کاملؐ	صادقؐ
امینؐ	عبداللہؐ	کلیم اللہؐ	حبیب اللہؐ	نجی اللہؐ	صفی اللہؐ	خاتم النبیاؐ
حسیبؐ	مجیبؐ	شکورؐ	مقتصدؐ	رسول اکرمؐ	قویؐ	حفیؐ
مامونؐ	معلومؐ	حقؐ	مبینؐ	اخرؐ	یتیمؐ	ظاہرؐ
کریمؐ	باطنؐ	حکیمؐ	نبی الرحمۃؐ	خاتم الرسلؐ	سیدؐ	سراجؐ
منیرؐ	محترمؐ	مکرمؐ	مبشرؐ	مذکرؐ	مطہرؐ	قریبؐ
خلیلؐ	مدعوؐ	جوادؐ	خاتمؐ	عادلؐ	شہیرؐ	شہیدؐ
		الملاحم رسولؐ	صاحبؐ	مکیؐ		

صحیح بخاری
بحوالہ
تیسیر الباری



تالیف

خادم دین اسلام
مُنیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سید ھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحقِ مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب : صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (حصہ اوّل)

مؤلّف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

پروف ریڈنگ : مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، ملک محمد سلیم بادشاہ یوسفی، مفتی علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، مفتی علامہ حافظ محمد آصف یوسفی، علامہ حافظ محمد سلیمان شفیق یوسفی، محمد عامر فقیر

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی بن شوکت

کمپوزرز : حافظ محمد عظیم یوسفی، زبیر بٹ یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880028

پہلی مرتبہ : (۲۲۰۰) ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۲ھ

دوسری مرتبہ : (۱۱۰۰) ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ بمطابق اگست ۲۰۱۶ء

ہدیہ : ۴۰۰ روپے

ناشرین : (صاحبزادہ) بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس) 0313-7860920
حافظ مفتی (صاحبزادہ) خلیل احمد یوسفی 0322-4730747
(صاحبزادہ) محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

Web:http://www.seedharastah.com
E-Mail:info@seedharastah.com

فہرست

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضانِ نظر۔	۱۵
۵	اِنتساب۔	۱۶
۶	عرضِ حال۔	۱۷
۷	صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (حصہ اوّل) کے متعلق علماء کرام و دوست اَحباب کے اِظہارِ محبت۔	۲۰
۸	حضرت اِمام بخاری رضی اللہ عنہ۔	۲۸
۹	صحیح بخاری میں کل کتنی حدیثیں ہیں؟	۲۹
۱۰	اِمام بخاری نے اِس کتاب کو کیوں تالیف کیا' اِس کا بیان۔	۲۹
۱۱	محدثین کے تاثرات۔	۳۱
۱۲	حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی معیشت۔	۳۲
۱۳	حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی کتابت۔	۳۲
۱۴	حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِمتحان۔	۳۳
۱۵	بخارا کی طرف واپسی۔	۳۳
۱۶	سمرقند کی طرف روانگی۔	۳۴
۱۷	حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا مرتبہ۔	۳۵

۱۸	حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ پر روپے اور اشرفیاں لٹانا۔	۳۵
۱۹	اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر کے گرد لکڑی کا جال۔	۳۵
۲۰	صاحبِ قبر امام بخاری علیہ الرحمہ کے وسیلہ سے بارش۔	۳۷
۲۱	تیسیر الباری کی پہلی جلد سے تشریحات ملاحظہ فرمائیں۔	۴۰
۲۲	اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی۔	۴۲
۲۳	ورقہ بن نوفل جنت میں۔	۴۴
۲۴	اصول محبت۔	۵۵
۲۵	متشرع درویش سے محبت۔	۵۵
۲۶	اللہ والوں کی برکت سے بخشش۔	۵۷
۲۷	نتیجہ۔	۶۱
۲۸	مسلمان کو کافر کہنے والا۔	۶۲
۲۹	توبہ کی بیعت کا ثبوت۔	۶۴
۳۰	اَقسام بیعت۔	۶۵
۳۱	بیعتِ عقبہ اُولیٰ۔	۶۶
۳۲	بیعتِ رضوان۔	۶۷
۳۳	بیعتِ سماعت واِطاعت۔	۶۷
۳۴	عورتوں کی بیعت کی اَصل۔	۶۸
۳۵	عورتوں کی بیعت۔	۶۹
۳۶	حدیثِ مبارک۔	۷۰
۳۷	مردوں اور عورتوں کی بیعت کا فرق۔	۷۱
۳۸	بیعتِ وفا کرنا۔	۷۲

۳۹	ایک ہی شیخ کی دوبارہ بیعت۔	۷۲
۴۰	نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کے وعدہ پر بیعت۔	۷۳
۴۱	بیعتِ شہادت۔	۷۴
۴۲	زکوٰۃ دینے پر بیعت۔	۷۴
۴۳	نوحہ نہ کرنے پر بیعت۔	۷۴
۴۴	بچے کی بیعت سر پر ہاتھ پھیرنا۔	۷۵
۴۵	جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت۔	۷۵
۴۶	حدیثِ علم غیب۔	۷۵
۴۷	حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ اور امام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ۔	۷۵
۴۸	محولہ بالا حدیث شریف کی تفصیل اِس طرح ہے۔	۷۷
۴۹	ایک اور حدیثِ علم غیب۔	۷۹
۵۰	راوی حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ اور عقیدہ امام بخاری علیہ الرحمہ۔	۷۹
۵۱	نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوزخ کو دیکھنا۔	۸۱
۵۲	حدیث شریف یہ ہے۔	۸۲
۵۳	کفر اور کفران۔	۸۴
۵۴	کفرانِ حقوق اور کفرانِ نعمت۔	۸۴
۵۵	میّت سے زندوں کو فائدہ۔	۸۵
۵۶	حضرت جبرائیل علیہ السلام۔	۸۸
۵۷	نور و بشر۔	۹۱
۵۸	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔	۹۳
۵۹	نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکے سے بات نہیں کرتے۔	۹۵

۶۰	پوچھو جو پوچھنا ہے۔	۹۹
۶۱	شفاعت کا حق دار کون؟	۱۰۴
۶۲	ایک اُمّتی کی شفاعت سے۔	۱۰۸
۶۳	صف بستہ دوزخیوں کی شفاعت۔	۱۰۸
۶۴	کچے بچے کا شفاعت کرنا۔	۱۰۸
۶۵	روزہ اور قرآنِ مجید شفیع۔	۱۰۹
۶۶	اوّل شافعی۔	۱۰۹
۶۷	تین جماعتیں شفاعت کریں گی۔	۱۱۰
۶۸	جاہل لوگ فتوے دیں گے۔	۱۱۰
۶۹	(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا واقعہ۔	۱۱۱
۷۰	(۲) حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ۔	۱۱۲
۷۱	دن مُقرر کرنا سُنّت ہے۔	۱۱۴
۷۲	دن مقرر کرنے کا ایک اور واقعہ۔	۱۱۴
۷۳	دُعا کے طفیل۔	۱۱۶
۷۴	خبر غیب غداً۔	۱۱۹
۷۵	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان۔	۱۲۰
۷۶	علم کے دو تھیلے۔	۱۲۴
۷۷	پگڑی اور ٹوپی پہننا۔	۱۲۷
۷۸	ننگے سر نماز پڑھنا۔	۱۲۸
۷۹	کس موقع پر پگڑی یا ٹوپی نہیں پہنی جاتی؟	۱۳۲
۸۰	قیامت کے دن کیا ہوگا؟	۱۳۳

۸۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ۔	۱۳۴
۸۲	علم غیب، حوضِ کوثر اور وضو کے طفیل کی تفصیل۔	۱۳۴
۸۳	خبرِ غیب، مومن کو قیامت کے دن زیور پہنایا جائے گا۔	۱۳۵
۸۴	جنت کے واجب ہونے کی اطلاعِ غیبی۔	۱۳۵
۸۵	اُمّت پہچاننا اور اُمّت کی تین نشانیوں اور دیگر باتوں کی اطلاعِ غیبی۔	۱۳۶
۸۶	جنت کے آٹھوں دروازے کھلنے کی اطلاعِ غیبی۔	۱۳۷
۸۷	وُضو اور دو رکعات تحیۃ الوضو کی برکت۔	۱۳۸
۸۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّتی۔	۱۴۰
۸۹	نگاہِ ایمان سے مطالعہ کی ضرورت۔	۱۴۲
۹۰	متبرک پانی۔	۱۴۲
۹۱	بے مثل جسم مبارک۔	۱۴۷
۹۲	اُنگلیوں مبارک سے پانی نکلنا۔	۱۴۷
۹۳	قبروں پر کھجور وغیرہ کے درخت کی سبز ٹہنیاں لگانا۔	۱۵۱
۹۴	مسئلہ ایصالِ ثواب۔	۱۵۴
۹۵	کیا روزہ، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے؟	۱۵۶
۹۶	کیا قبر پر سبز ٹہنی اور پھول وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟	۱۶۰
۹۷	مُرتد کی سزا۔	۱۶۱
۹۸	آئندہ کی اطلاع (خبرِ غیب)۔	۱۶۶
۹۹	شہید کی شان۔	۱۶۶
۱۰۰	مِسواک شریف کے فوائد۔	۱۶۷
۱۰۱	جنبی کا پسینہ پاک ہے۔	۱۶۷

۱۰۲	جنبی آدمی کا بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا۔	۱۷۰
۱۰۳	جنبی کیلئے ایک ہی غُسل کافی ہے۔	۱۷۰
۱۰۴	جس گھر میں جنبی ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے۔	۱۷۰
۱۰۵	جنبی کا کھانا کھانا اور پانی پینا۔	۱۷۰
۱۰۶	حدیثِ معراج النبی ﷺ۔	۱۷۱
۱۰۷	عورتوں کا عیدگاہ جانا۔	۱۷۸
۱۰۸	بچپنے کا عالم اور شانِ مبارک۔	۱۸۰
۱۰۹	صحابی رضی اللہ عنہ کی مُرسل حدیث حجت ہے۔	۱۸۰
۱۱۰	وُضو کے پانی کی برکتیں۔	۱۸۱
۱۱۱	کیا اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی پیروی کا حکم خاص ہے؟	۱۸۲
۱۱۲	اپنا کپڑا بچا کر نماز پڑھنا۔	۱۸۶
۱۱۳	اچھے لوگوں کے نزدیک اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان۔	۱۷۸
۱۱۴	جماعتِ اِسلامی کے بانی وسابق امیر کہتے ہیں۔	۱۸۹
۱۱۵	رسول اللہ ﷺ کا آگے پیچھے ایک جیسا دیکھنا۔	۱۸۹
۱۱۶	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کی برکتیں۔	۱۹۰
۱۱۷	دوزخ کی آگ حرام اور جنت میں داخلہ۔	۱۹۱
۱۱۸	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔	۱۹۲
۱۱۹	اَفضل شعبہ ایمان۔	۱۹۲
۱۲۰	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی برکات۔	۱۹۳
۱۲۱	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کیلئے حجاب نہیں۔	۱۹۳
۱۲۲	اَفضل الذکر۔	۱۹۴

۱۲۳	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔	۱۹۵
۱۲۴	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عرش پر لکھا ہوا ہے۔	۱۹۵
۱۲۵	اِیمان باللہ۔	۱۹۷
۱۲۶	اِسلام کے پانچ بنیادی اَرکان۔	۱۹۸
۱۲۷	اِسلام کیا ہے؟	۱۹۸
۱۲۸	صالحین کے آثار سے برکت لینا۔	۱۹۹
۱۲۹	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر۔	۲۰۰
۱۳۰	مسجد میں شعر پڑھنا۔	۲۰۱
۱۳۱	اَندھیری رات میں دو نور۔	۲۰۱
۱۳۲	بااِختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔	۲۰۲
۱۳۳	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا' اللہ عزوجل کے پاس آنا ہے۔	۲۰۶
۱۳۴	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے طفیل۔	۲۰۷
۱۳۵	نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ۔	۲۰۷
۱۳۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی فطرتوں سے باخبر ہیں۔	۲۰۹
۱۳۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ۔	۲۱۰
۱۳۸	حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ۔	۲۱۴
۱۳۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرشتوں کا آنا جانا دیکھنا اور اللہ عزوجل سے سوال وجواب کا علم۔	۲۱۵
۱۴۰	لوگوں کے فوت ہونے کا علم۔	۲۱۶
۱۴۱	اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی خبر	۲۱۷
۱۴۲	خبر غیب۔	۲۱۸

۱۴۳	قیامت کے دن اللہ (عزوجل) جنتیوں سے کیا فرمائے گا؟	۲۱۹
۱۴۴	خبرِ غیب۔	۲۲۰
۱۴۵	جماعت کیلئے کب کھڑے ہوں؟	۲۲۱
۱۴۶	خبرِ غیب' سات خوش نصیب۔	۲۲۲
۱۴۷	نماز میں اِمام کی طرف دیکھنا۔	۲۲۴
۱۴۸	اللہ جل شانہٗ کے بندے مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔	۲۳۱
۱۴۹	آخری دوزخی اور آخری جنتی کا اللہ عزوجل سے مکالمہ۔	۲۳۲
۱۵۰	اُس دوزخی کا اللہ عزوجل سے مکالمہ۔	۲۳۴
۱۵۱	جو لوگ نماز کے بعد دُعا نہیں کرتے وہ اِس حدیث شریف کا مطالعہ کریں۔	۲۳۶
۱۵۲	قل شریف سے محبت۔	۲۳۷
۱۵۳	نماز کے بعد ذکرِ الٰہی کرنا بدعت نہیں۔	۲۳۸
۱۵۴	سلام پہنچ جائے گا۔	۲۳۹
۱۵۵	تیسیر الباری کی دوسری جلد سے تشریحات ملاحظہ فرمائیں۔	۲۴۱
۱۵۶	حضرت مخدوم علی احمد صابر علیہ الرحمہ۔	۲۴۲
۱۵۷	آپ ﷺ عطا فرماتے ہیں اور دِلوں کی کیفیت سے آگاہ ہیں۔	۲۴۲
۱۵۸	رسول کریم ﷺ کی رضامندی۔	۲۴۳
۱۵۹	حدیثِ پاک۔	۲۴۴
۱۶۰	حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو عطائے جنت۔	۲۴۴
۱۶۱	نگاہِ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ دِلوں پر ہے۔	۲۴۷

۱۶۲	چھپی باتوں کی خبریں۔	۲۴۹
۱۶۳	اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے۔	۲۵۲
۱۶۴	واقعہ۔	۲۵۲
۱۶۵	قربانی کا جانور اور اختیارِ نبی کریم ﷺ۔	۲۵۴
۱۶۶	رسول کریم ﷺ کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے طلبِ بارش۔	۲۵۵
۱۶۷	نیک بندوں کا وسیلہ۔	۲۵۶
۱۶۸	توسل کے سب سے پہلے منکر۔	۲۵۷
۱۶۹	ہر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا۔	۲۵۸
۱۷۰	نجد کا علاقہ۔۔۔زلزلے فسادات اور شیطان کا سینگ۔	۲۵۹
۱۷۱	دوزخ اور جنت دیکھنا۔	۲۶۱
۱۷۲	عمیر بن وہب بن خلف کے اِسلام لانے کا واقعہ۔	۲۶۳
۱۷۳	حضرات صوفیہ ہی صراطِ مستقیم پر ہیں۔	۲۶۶
۱۷۴	کیا یہ فقاہت ہے؟	۲۶۶
۱۷۵	نعت مصطفیٰ ﷺ پر اعتراض سے پہلے مطالعہ کی ضرورت۔	۲۷۶
۱۷۶	شیطان کا گدی پر گرہ لگانا۔	۲۷۶
۱۷۷	شیطان کا کانوں میں پیشاب کرنا۔	۲۷۸
۱۷۸	حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز۔	۲۷۹
۱۷۹	نبی کریم ﷺ کو نماز میں سلام کرنا۔	۲۸۰
۱۸۰	اِمام غزالی علیہ الرحمہ کیا فرماتے ہیں؟	۲۸۱
۱۸۱	ابنِ قیم الجوزی کے حوالہ سے۔	۲۸۲

۱۸۲	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	۲۸۳
۱۸۳	دُرود شریف پڑھنے والے سے آگاہ۔	۲۸۴
۱۸۴	سوائے تین مساجد کے کجاوے نہ باندھے جائیں۔	۲۸۶
۱۸۵	مسجد قبا کی طرف سفر۔	۲۸۶
۱۸۶	مسجد قبا شریف میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر۔	۲۸۷
۱۸۷	مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔	۲۸۸
۱۸۸	دُنیا سے بے رغبتی کا ذریعہ۔	۲۹۰
۱۸۹	زیارتِ قبور کے لئے سفر۔	۲۹۱
۱۹۰	والدین کی قبر کی زیارت کے لئے سفر باعثِ بخشش۔	۲۹۲
۱۹۱	وقت مقرر کرنا بدعت نہیں۔	۲۹۵
۱۹۲	ریاض الجنۃ۔	۲۹۵
۱۹۳	خبر غیب۔	۲۹۶
۱۹۴	خوارج مَردُودوں کی نشانیاں۔	۲۹۷
۱۹۵	آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔	۲۹۸
۱۹۶	تین بچے بخشش کا ذریعہ۔	۳۰۱
۱۹۷	دو بیٹیاں بخشش کا سبب۔	۳۰۳
۱۹۸	میّت کو مقدس، متبرک چادر لپیٹنا۔	۳۰۴
۱۹۹	عبداللہ بن ابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتہ مبارک کیوں دیا؟	۳۰۴
۲۰۰	باب زیارۃ القبور: باب قبروں کی زیارت کرنا۔	۳۰۶
۲۰۱	ایک عورت کا واقعہ۔	۳۰۶

۲۰۲	مصیبت اور صبر۔	۳۰۹
۲۰۳	میدانِ جنگ نگاہِ مبارک میں۔	۳۰۹
۲۰۴	قیامت کے دن کے حالات کی اِطلاع۔	۳۱۱
۲۰۵	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زندگی کی خبر۔	۳۱۲
۲۰۶	وصیّت۔	۳۱۴
۲۰۷	میّت کے سبب (وسیلہ) سے زندہ کو نفع۔	۳۱۴
۲۰۸	میّت سنتی ہے۔	۳۱۶
۲۰۹	سماعِ موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ۔	۳۱۹
۲۱۰	عذابِ قبر حق ہے۔	۳۲۱
۲۱۱	برکت والی جگہ دفن ہونا۔	۳۲۳
۲۱۲	قبر پر مسجد بنانا۔	۳۲۳
۲۱۳	فرشتہ آدمی کے لباس میں۔	۳۲۴
۲۱۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق۔	۳۲۵
۲۱۵	شہید کی غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں۔	۳۲۷
۲۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔	۳۲۸
۲۱۷	قبر کے پاس وعظ کرنا۔	۳۲۹
۲۱۸	میّت کی تعریف کرنا۔	۳۳۱
۲۱۹	جو لوگ مرجائیں کیا اُنہیں بُرا کہنا چاہئے؟	۳۳۲
۲۲۰	میّت کو تعریف سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟	۳۳۳
۲۲۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان بالغیب۔	۳۳۴

۲۲۲	منکرین سماع موتی۔	۳۳۵
۲۲۳	عالم غیب کی خبریں۔	
۲۲۴	میّت کا چارپائی پر بولنا۔	
۲۲۵	بچوں کی شفاعت۔	
۲۲۶	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مستقبل کی اطلاع۔	
۲۲۷	خیرات لینے والا کوئی نہ ہوگا۔	
۲۲۸	اللہ جل شانہٗ اور بندے کا مکالمہ۔	
۲۲۹	بہشتی آدمی۔ یقینی علم۔ اعرابی۔	
۲۳۰	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا منکر خارجِ اسلام ہے۔	
۲۳۱	عالم غیب کے حالات بتانا۔	
۲۳۲	ایک اور غیبی خبر۔	
۲۳۳	دُنیا کی زیب وزینت کا پھیل جانا۔	
۲۳۴	مبارک وادی۔	
۲۳۵	اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی۔	
۲۳۶	قیامت کی علامت، حج موقوف ہوجائے گا۔	
۲۳۷	ایک اور خبر۔	
۲۳۸	حجرِ اسود اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔	
۲۳۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ۔	
۲۴۰	اشیاء کا بولنا۔	



بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّر اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفےٰ،
فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امین علمِ لدُنی، قطبِ جلی،
نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶ گ۔ب
تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیفِ لطیف کو

عظیم تابعی، امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الأمہ امام اعظم

حضرت نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

و

سیّد المحدثین، محدثِ کبیر، شیخ الحدیث

حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ

اور

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امین علمِ لدنی، قطبِ جلی، نائبِ غوث الثقلین،
منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز

کے نام منسوب کرتا ہے۔

نیاز آگین

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ حال

ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ بمطابق جون ۱۹۹۳ء کی بات ہے ایک روز بندۂ ناچیز خادمِ دینِ اِسلام منیر احمد یوسفی تاج کمپنی ریلوے روڈ لاہور' تاج کمپنی کا چھپا ہوا درس تراجم والا قرآنِ مجید لینے کے لئے گیا۔ اِسی دوران تاج کمپنی میں صحیح بخاری کی شرح تیسیر الباری از وحید الزماں صاحب غیر مقلد پر نظر پڑی۔ خریدنے کا شوق ہوا۔ ۹ جلدوں پر مشتمل اِس کتاب تیسیر الباری کو خریدا گیا۔ پھر اِس کا مُطالعہ شروع کیا۔ پہلی جلد کے پہلے صفحے سے لے کر آخری جلد کے آخری صفحے تک پوری کتاب کا مطالعہ کیا۔

مُطالعہ سے یہ بات اظہر مِنَ الشّمس ہوئی کہ بخاری شریف کا ہر صفحہ عقائدِ اہلسنّت و جماعت کی تائید کرتا ہے اور وحید الزماں صاحب نے جگہ جگہ اَحادیثِ مبارکہ پر جو حاشیہ آرائی کی ہے' وہ اہلحدیث (غیر مقلد) اور دیوبندی مکتبِ فکر کے عقائد و نظریات کی نفی کرتی ہے۔ چنانچہ بتوفیقِ الٰہی دِل میں اِرادہ پیدا ہوا کہ اُن تمام حاشیہ جات کو قوم کے مطالعہ کے لئے شائع کیا جائے' جو تیسیر الباری میں مختلف اَحادیثِ مبارکہ کے تحت لکھے گئے ہیں۔

پہلے مرحلہ میں ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور میں قسط وار شائع کرنے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ چنانچہ ربیع الاوّل شریف ۱۴۱۴ھ بمطابق ستمبر ۱۹۹۳ء سے **بخاری شریف پڑھئے بحوالہ تیسیر الباری** کے عنوان سے اِشاعت شروع ہوئی' اور شارح بخاری کی حاشیہ میں دی گئی عبارات کو مِن وعَن پیش کیا گیا ہے۔ قارئینِ کرام کی آسانی کیلئے اُن عبارات کو ہائی لائٹ کیا گیا ہے۔

اِس سلسلۂ اِشاعت کے دوران اہلِ سُنّت و جماعت کے عظیم مذہبی سکالر حامی سُنّت' عاشقِ رسول' نائبِ محدثِ اعظم پاکستان' پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمہ نے بندۂ ناچیز خادمِ دینِ اِسلام منیر احمد

یوسفی کو بذریعہ خط اِرشاد فرمایا کہ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور میں تیسیر الباری سے جو تحقیق شائع ہو رہی ہے اُس کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے تا کہ لوگوں کو حقائق سے آگاہی ہو اور عقائدِ اہلسنّت کی سچائی کا علم ہو۔

تیسیر الباری شرح بخاری میں وحید الزماں صاحب نے اَن گنت مقامات پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِسم گرامی کے ساتھ ''ص'' لکھا ہے۔ اِسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ ''رض'' اور فقہاء اور بزرگوں کے ناموں کے ساتھ ''رح'' لکھا ہے جو نہ سُنّت ہے اور نہ ہی مستحب۔

فضیلۃ الشیخ اِمام العلماء والفقہا، مبلغِ اِسلام اِمام اہلسنّت مجدِدِ دین وملّت اِمام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ شریف میں لکھتے ہیں: ''دُرود شریف کی جگہ جو عوام وجہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صللم لکھتے ہیں، محض مہمل وجہالت ہے۔ اَلْقَلْمُ اِحْدَی اللِّسَانَیْنِ جیسے زبان سے دُرود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا دُرود شریف اَدا نہ کرے گا۔ یونہی اِن مہملات کا لکھنا دُرود شریف لکھنے کے کام نہ آوے گا۔ اَیسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں اَیسے لوگ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ... [1] میں داخل نہ ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا دُرود شریف لکھا جائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [2]

بندۂ ناچیز خادمِ دینِ اِسلام منیر احمد یوسفی نے جہاں جہاں تیسیر الباری کی عبارات حوالہ کیلئے پیش کی ہیں اُن میں تیسیر الباری میں جہاں ''ص'' لکھا ہے یا ''رض'' وہ مجبوراً من وعن لکھ دیا ہے تا کہ قارئینِ کرام کے لئے اِس بات کی وضاحت ہو جائے کہ ''ص'' یا ''رض'' یا ''رح'' وحید الزماں صاحب کی اپنی اِیجاد کردہ بدعت ہے۔ ناچیز نے دیگر عبارات میں جہاں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام آیا ہے ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' پورا لکھا ہے۔ اَیسے ہی ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اور ''رحمہ اللہ تعالیٰ'' بھی پورا لکھا ہے۔

---

[1] الاعراف: ۱۶۲ [2] فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۴ سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔

اِس کتاب صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری کے لکھنے کی تجویز دینے پر حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق علیہ الرحمہ کیلئے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کا فیض عام فرمائے اور اُن کی قبر شریف پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور کتاب کی تصحیح اور پروف ریڈنگ میں مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، مفتی علامہ حافظ محمد رضوان یوسفی، علامہ محمد آصف یوسفی، چوہدری رشید احمد جنجوعہ یوسفی، علامہ مولانا محمد شفقت یوسفی، ملک محمد سلیم بادشاہ یوسفی، حافظ محمد عامر فقیر یوسفی کے معاونت کرنے پر بندۂ ناچیز اِن تمام معزز و مکرم حضرات کا تہہ دِل سے شکر گزار ہے۔

ابوبکر کمپوزنگ سینٹر کے اِنچارج محمد عثمان علی یوسفی اور اُن کے ساتھیوں حافظ محمد عظیم اعجاز یوسفی اور زبیر بٹ یوسفی جنہوں نے کمپوزنگ اور پرنٹنگ میں بھرپور کردار اَدا کیا ہے، ناچیز دُعا گو ہے۔

قارئینِ کرام سے اِلتماس ہے اگر اِنہیں کتاب میں کہیں کوئی لفظی غلطی یا ترتیب میں نقص نظر آئے تو بندۂ ناچیز کو بذریعہ ٹیلی فون یا بذریعہ خط اِطلاع فرمائیں اور اگر کتاب دِل کو اَچھی لگے تو اپنے تاثرات لکھ کر بھیجیں۔ اِنشاء اللہ العزیز دوسرے ایڈیشن میں اُن کو شاملِ اِشاعت کیا جائے گا۔ جزاک اللہ، جزاء الخیر

خیر اندیش

خادمِ دینِ اِسلام منیر احمد یوسفی عفی عنہ

صحیح بُخاریؒ

بحوالہ

تیسیر الباریؒ

حصّہ اوّل

کے متعلق علماء کرام و دوست اَحباب

کے اِظہارِ محبت

WWW.SEEDHARASTAH.COM

از: استاذ الکل فی الکل حضرت علامہ مولانا محمد تابش قصوری فرماتے ہیں:

منیر العلما، احد الاصفیا پیر طریقت حضرت الحاج مولانا منیر احمد یوسفی دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی!

آپ کی جدید ترتیب وتصنیف ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری' باصرہ افروز ہوئی۔ ہر دو جلد ظاہری و باطنی' صوری معنوی خوبیوں سے مرصع ہیں' یہ کتاب غیر مقلدین کے لئے مسلکِ حق کی طرف رجوع کے لئے کفایت کر سکتی ہے۔ مثبت ومعتدل انداز تو آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ بڑے اَحسن پیرائے میں ہر شعبۂ تبلیغ کو آپ بڑھا رہے ہیں۔ مسندِ اِرشاد وتبلیغ کے جملہ لوازمات کی تکمیل سے آپ کی ذاتِ ستودہ صفات عبارت ہے۔

تحریر ہو یا تقریر ہر دو فن آپ پر نازاں ہیں۔ جب مقصد اور حرف اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ اور اُس کے حبیب ومحبوب ﷺ کی رضا وخوشنودی ہو تو کامیابی وکامرانی از خود قدم چومتی ہے۔ حسنِ اَخلاق سے سخت دِل بھی نرم ہو جاتے ہیں اور یہ اَوصاف آپ میں بدرجہ اَتم موجود ہیں۔ اللھم زد فزد امین

پیشِ نظر کتاب مستطاب جو درا صل وحید الزماں کی شرح بخاری ہے آپ نے مسلک نور ومنیر کو مزید واضح کرنے کے لئے تیسیر الباری کی شرح کر ڈالی ہے۔ مذکور الصدر شارح کی عبارت پر آپ کی گرفت نے غیر مقلدین کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ اگر اِعترافِ حقیقت کریں تو حق کے نور سے منور ہو سکتے ہیں۔ آپ کی عبارت میں گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے اور علمی اندازِ عمل کی طرف پوری طاقت سے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ دُعا ہے آپ اِس طرح بیش از بیش علمی تحائف ملّت کو عطا کرتے رہیں اور ہم بھی مستفیض ہوتے رہیں۔ جملہ معاونین آپ کے ساتھ ساتھ ہدیہ تبریک وتحسین کے مستحق ہیں۔ لہٰذا سبھی کو مبارکباد۔

فقط والسّلام مع الاکرام طالب دُعا

محمد منشا تابش قصوری مرید کے (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ پاکستان)

۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ ۱۷ فروری (جمعۃ المبارک)

از: سیّد صابر حسین شاہ بخاری القادری

علامہ ذی گرامی محققِ اہلِ سُنّت حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یاد آوری کا شکریہ

دیر آید درست آید آپ کی مرسلہ کتاب ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری'' کی پہلی جلد نظر نواز آئی۔

غیر مقلدین کے سرخیل علامہ وحید الزماں صاحب کی ''تیسیر الباری شرح بخاری'' عرصہ سے چھپ رہی تھی لیکن اِس جانب کسی کی توجہ نہ ہوسکی کہ اِس میں بھی اہلِ سُنّت کے عقائد ونظریات کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ اِس جانب آپ نے سب سے پہلے قدم اُٹھایا اور ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری'' لکھ کر اہل سُنّت کے مایہ ناز رسالہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' میں قسط وار شائع کر کے اہم کارنامہ سرانجام دیا اور اَب اِن قسطوں کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا پروگرام خوش آئند ہے۔ اِس کی دو جلدیں آگئی ہیں۔ آپ کے راہوار قلم نے غیر مقلدین کے ایک فرد کی بخاری شریف کی شرح کی خانہ تلاشی کر کے اہل سُنّت کے عقائد ونظریات کی سچائی کا علم بلند کر دیا ہے۔ اِس پر پوری دنیائے اہل سُنّت کی جانب سے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اگر اِسی طرح مخالفین کی دیگر کتب کی بھی آپ خانہ تلاشی لیں تو حقائق کے اُجالے میں اہل سُنّت کے معمولات کی حقانیت اور واضح ہو جائے گی۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ یوسف مصرِ محبت جلد اوّل اور تفسیر یوسفی پر بھی اپنا کام جاری رکھیں اور اِن کی اشاعت کی بھی جلد نوید سُنائیں۔ اپنی دُعاؤں نگاہوں عطاؤں میں یاد رکھیں۔

والسّلام مع الکرام: سیّد صابر حسین شاہ بخاری القادری

از: مفتی حافظ محمد رضوان انور یوسفی (جاپان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ ناچیز حافظ محمد رضوان یوسفی نے پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب بعنوان صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری کی پروف ریڈنگ کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ دورانِ پروف ریڈنگ ایسی ایسی کتابوں کی زیارت کا موقع ملا ہے کہ جن کے فقط نام ہی کانوں نے سُنے ہوئے تھے۔ یہ بھی میرے شیخ کی مجھ پر نظرِ عنایت ہے کہ آپ جو بھی کتاب تصنیف یا تالیف فرماتے ہیں تو فقیر کو یاد رکھتے ہیں تاکہ فقیر کا شوقِ مطالعہ زیادہ ہو۔ اِس کتاب میں حضرت صاحب نے بڑی عرق ریزی فرمائی ہے۔ یہ کتاب ایک ایسی کتاب ہے جس کو ایک عام سا دُنیادار بندہ جب پڑھے گا تو میں پورے وُثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ وہ بآسانی اِس کتاب کو سمجھ جائے گا۔

اور اگر کوئی بدعقیدہ اِنصاف کی نگاہ سے اِس کو پڑھے گا تو وہ صحیح العقیدہ سُنّی ہو جائے گا اور اُس کا سینہ نورِ ایمان سے بھرپور ہو جائے گا۔ اِس کتاب میں کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جو قرآنِ مجید یا اَحادیثِ مبارکہ کے مطابق نہ ہو۔ ہر بات مستند حوالہ جات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

حضور پاک ﷺ کی شان میں کتابیں لکھنا اور لوگوں میں پھیلانا یہ میرے سیّدی مرشدی کا شیوہ ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
اسی لیے میں مسلمان اسی لیے میں نمازی

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ کے حضور گزارش ہے کہ میرے شیخ کو عمرِ خضری عطا فرمائے اور اِن پر اپنے اَنوار و تجلیات کی بارش برساتا رہے۔ آمین!

نیازمند

محمد رضوان یوسفی عفی عنہ

تبصرہ منجانب ماہنامہ ''دعوتِ تنظیم الاسلام'' گوجرانوالہ:

تیسیر الباری، غیر مقلدین کے ایک مستند عالم علامہ وحید الزماں کی حقیقت بھری کاوش ہے جس میں اُنہوں نے بخاری شریف کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے اَحادیث پر حاشیہ آرائی کی ہے اور احقاقِ حق کی خاطر اہل سُنّت و جماعت کے متعدد عقائد واَعمال مثلاً طبقۂ صوفیاء میں مروجہ بیعت.... حضور ﷺ کے لئے عطائی علم غیب، اختیاراتِ مصطفیٰ، مسئلہ نور وبشر، مسئلہ شفاعت، حضور ﷺ کا بے عیب وجود، مسئلہ ایصالِ ثواب، دُعا بعد از نماز، وسیلۂ اولیاء اور مسئلہ سماع موتیٰ سمیت اکثر مسائل میں حدیث کے ذریعے اہل سُنّت وجماعت کی تائید کی ہے۔ الفضل ماشھدت بہ الاعداء کے مصداق یہ اللہ ربُّ العزّت کا بہت بڑا فضل ہے کہ خود غیر مقلدین کے لئے بھی اپنے عقائد کی اِصلاح میں بڑی آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

وحید الزماں صاحب کا یہ ترجمہ وحاشیہ عام دستیاب ہے مگر مذکورہ بالا عنوان کے تحت پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' نے عقائد واَعمال اہلِ سُنّت و جماعت کی صراحت کرتے ہوئے وحید الزماں کے حاشیہ سمیت اِک اِک مسئلے کے متعدد حوالہ جات درج فرما دیئے ہیں آپ کی یہ کاوش لائق صد تبریک وصد تحسین ہے۔ اِس کتاب کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے تاکہ اہلِ سُنّت کے بچے بچے کو اپنے عقائد واَعمال کی صحت پر حق الیقین نصیب ہو جائے۔ حسین معنوں کے ساتھ ساتھ جاذبِ نظر ٹائٹل، عمدہ طباعت اور مضبوط جلد نے کتاب کی شان وشوکت میں خوبصورت اضافہ کیا ہے۔

تبصرہ منجانب ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ''، گوجرانوالہ:

صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلد اول) فاضل محتشم حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تالیف ہے، جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بخاری شریف کا ہر صفحہ عقائدِ اہلسنّت و جماعت کی تائید کرتا ہے اور مخالفین کے نظریات کی نفی پر مبنی ہے۔ مؤلف موصوف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب ابتداء میں یہ کتاب قسط وار ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' میں شائع ہو رہی تھی تو عاشقِ رسول، نائب محدثِ اعظم پاکستان پیر طریقت حضرت مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی نے بذریعہ خط ارشاد فرمایا کہ اِس تحقیق کو کتابی سائز میں شائع کیا جائے تا کہ لوگوں کو حقائق سے آگاہی ہو اور عقائدِ اہلسنّت کی سچائی کا علم ہو۔ یہ پہلی جلد کتاب تیسیر الباری کی پہلی دو جلدوں کا مجموعہ ہے۔

از: محمد جواد یوسفی:

پیر طریقت رہبر شریعت جناب حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے جب بندۂ ناچیز محمد جواد یوسفی نے کتاب بعنوان ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری'' کی اشاعت کے سلسلے میں پہلی دفعہ سنا کہ مذکورہ بالا کتاب بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہے تو میں نے اُس وقت یہ اِرادہ کرلیا تھا کہ میں اُسے ضرور بضرور پڑھوں گا اور پھر جب میں نے اِس کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو ابھی کچھ ہی صفحات پڑھ پایا تھا کہ میں نے دِل میں یہ نیّت کر لی تھی کہ اِس کتاب کو میں اپنے دوست احباب میں ضرور بضرور تقسیم کروں گا کیونکہ جس طرح اِس کتاب میں پیارے کریم آقا ﷺ کی شانِ مبارک اور اہل سُنّت و جماعت کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اور بدمذہبیت کا مدلل انداز میں رد کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اِس کتاب کا نام ہی اِتنا خوبصورت ہے کہ ہر عقیدے سے تعلق رکھنے والے شخص کو اپیل کرتا ہے اور دین کی تبلیغ میں یہ کتاب میرے لئے کافی موثر ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ خود ایک مبلغ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حضور دِلی دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے شیخ کو عمر خضری عطا فرمائے اور اُن پر رحمتیں برساتا رہے اور میرے شیخ یونہی دینِ اِسلام کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین!

نوٹ

قارئینِ کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ صاحبِ تیسیر الباری نے اَن گنت مقامات پر نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِسم گرامی کے ساتھ ص لکھا ہے۔ اِسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ رض اور فقہا اور بزرگوں کے ناموں کے ساتھ رح لکھا ہے۔ اِس لئے وہ تمام عبارات جو تیسیر الباری سے نمایاں کر کے شائع کی گئی ہیں وہاں جیسا صاحبِ تیسیر الباری نے لکھا ہے ویسے ہی ص رض اور رح لکھ دیا گیا ہے۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ

آپ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہیں۔ آپ ۱۹۴ ہجری کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی اسماعیل علیہ الرحمہ نیک خو اور صالح اِنسان تھے اور والدہ ماجدہ مجابۃ الدُعا تھیں۔ کمسنی میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی بینائی جاتی رہی جس کا اُن کی والدہ کو سخت صدمہ تھا اور وہ اِس صدمہ میں روتی رہتی تھیں۔ رحمتِ لایزال کے فیضان سے اُن کی آرزو پوری ہوئی اور حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اُن کو خواب میں زیارت سے مشرف کرنے کے بعد فرمایا' اے خاتونِ نیک صفات تو اپنے بیٹے کی بینائی کی واپسی کی بکثرت دُعا کرتی رہی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بصارت بحال کردی ہے۔ جب صبح ہوئی تو اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں صحیح سالم اور بصارت دُرست تھی۔

آپ کو کمسنی میں جبکہ آپ کی عمر دس برس تھی' حدیث یاد کرنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ اِسی اثناء میں آپ کے والدِ گرامی حج کرنے حجازِ مقدس گئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ والدِ گرامی تو حج کرکے واپس آگئے مگر حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ طلبِ علم کے لئے مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہر گئے۔ اُس وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس ہوچکی تھی۔ پھر وہاں سے آپ نے علم حدیث کی طلب میں بلادِ اِسلام میں گھومنا شروع کیا اور مشائخِ حدیث اور آئمہ کرام سے وافر علم حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کا کہنا ہے کہ میں نے ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) محدثینِ کرام سے اَحادیثِ نبویہ ﷺ پڑھیں۔

تمام محققین کا اِس بات پر اِتفاق ہے کہ قرآنِ کریم کے بعد صحیح بخاری تمام کتب سے اَصح کتاب ہے۔ ایک لاکھ یا اِس سے کم وبیش لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

صحیح بخاری میں کل کتنی حدیثیں ہیں؟

''ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری میں سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) حدیثیں ہیں اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار (۴۰۰۰) حدیثیں ہیں اور امام نوویؒ نے بھی اِسی قول کی پیروی کی ہے مگر اُنہوں نے کہا یہ اَحادیثِ مسندہ کا شمار ہے۔ قسطلانی نے کہا' حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ تمام اَحادیث صحیح بخاری کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) ہیں تو ایک سو بائیس (۱۲۲) حدیثیں زیادہ نکلیں اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو (۲۶۰۰) حدیثیں اور اگر معلقہ متون کو بھی ملا لو تو دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) حدیثیں ہوتی ہیں اور کل معلقات بخاری میں ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) ہیں اور اکثر اِن کا اِخراج اِسی کتاب میں ہوا ہے اور جن کا اِخراج نہیں ہوا وہ کُل ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں اور متابعات تین سو چوالیس (۳۴۴) ہیں اگر سب حدیثوں کو مع مکررات ملاؤ تو نو ہزار بیاسی (۹۰۸۲) حدیثیں ہیں اور موقوف اور اَقوال تابعین اِس کے سوا ہیں''۔ انتہیٰ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸ من وعن) ☆

☆ مکررات کی حقیقت اور وجہ تو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہی جانتے ہیں مگر ذہن میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بعض احادیثِ مقدسہ کو کئی مرتبہ جو لکھا تو کیوں نہ وہ صحیح اَحادیثِ مبارکہ نقل کر دی جاتیں جو چھوڑ دی گئی ہیں۔ چھ لاکھ حدیثوں کے خزانے سے اُن صحیح اَحادیثِ مبارکہ سے اُمّتِ مسلمہ فیض یاب ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے اِس کتاب کو کیوں تالیف کیا ہے' اِس کا بیان

اِس عنوان کے تحت وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے:

''ابو علی غسانی نے اِمام بخاریؒ سے نقل کیا' وہ کہتے تھے میں نے اِس کتاب کو چھ لاکھ حدیثوں سے چھانٹا ہے اور اسماعیلی نے اِمام بخاریؒ سے روایت کیا' وہ کہتے تھے' میں نے اِس کتاب میں وہی حدیث لکھی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو چھوڑ بھی

دیا''۔(تیسیر الباری جلد ا ص ۳ من وعن)[1]

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا انداز ہے جو اُنہوں نے اَحادیثِ مبارکہ کو ترتیب دینے میں اِختیار کیا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کی مختلف کتابوں کے مختلف اَبواب میں بعض اَحادیثِ مبارکہ کو ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ سے بار بار نقل کیا ہے جب کہ سب کا مضمون ایک جیسا ہے' فرق صرف اِتنا ڈالا گیا ہے کہ ایک تو حدیث شریف کے مختلف عنوان دے کر کئی بار بیان کر دیا گیا ہے اور دوسرے اُس کے راوی مختلف ہیں۔ ایک روایت ۲ بار سے ۷ بار تک نقل کی گئی ہے۔

مثلاً ''بَابُ حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ'' یعنی ''باب: ایمان کا مزہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف لکھی گئی ہے جس کے بارے میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ: اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا' وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ' وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِى النَّارِ[2]

اِسی روایت کو بَابٌ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ

---

[1] تیسیر الباری شرح بخاری جلد ا ص ۳ (ابتدائیہ) چھاپہ تاج کمپنی کراچی' لاہور' راولپنڈی۔ [2] تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱' شرح السنۃ جلد ا ص ۸۵' بخاری جلد ا ص ۷ حدیث نمبر ۲۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۳۔۱۷۴۔۲۳۰' مسلم جلد ا ص ۴۹' حدیث نمبر ۴۳' مجمع الزوائد جلد ا ص ۵۵۔۸۸' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۴' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۲۱۲' مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۰۰ حدیث نمبر ۲۰۳۲۰' نسائی جلد ۲ ص ۲۶۲

اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ مِنَ الْاِیْمَانِ

(یعنی باب جو شخص پھر کافر ہو جانے کو اتنا بُرا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا وہ سچا مومن ہے)۔

اِس باب میں لکھی گئی روایت کی سند یہ ہے اِمام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ [۳]

دونوں روایات ہر لحاظ سے ایک ہی مضمون کی روایات ہیں اور دونوں اَحادیثِ مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جب کہ راویوں کے ناموں میں اِختلاف ہے۔ پہلی حدیثِ مبارک میں راوی ہیں (۱) حضرت محمد بن مثنی (۲) حضرت عبدالوہاب ثقفی (۳) حضرت ابوایوب اور (۴) حضرت ابوقلابہ جبکہ دوسری میں راوی ہیں (۱) حضرت سلیمان بن حرب (۲) حضرت شعبہ اور (۳) حضرت قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اِس کے علاوہ ایک اور معمولی سا لفظی فرق یہ ہے کہ ایک روایت میں ''اَنْ یَّکُوْنَ'' کے اَلفاظ ہیں جبکہ دوسری میں ''مَنْ کَانَ'' کے اَلفاظ ہیں:۔

ترجمہ حدیث شریف: ''نبی کریم (رؤف ورحیم) ﷺ نے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ اِیمان کا مزہ پائے گا۔ (۱) اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت اُس کو سب سے زیادہ ہو۔ (۲) دوسرے کسی بندے سے خالص اللہ (عزوجل) کے لئے دوستی رکھے۔ (۳) تیسرے دوبارہ کفر میں جانا جبکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کو کفر سے چھڑا دیا ہو اِتنا بُرا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا''۔ یہ ایک مثال ہے۔ اَیسی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

محدثین کے تاثرات:

حضراتِ علماء کرام کے نزدیک اِمام بخاری علیہ الرحمہ اِنتہائی درجہ کے معظم و

[۳] تیسیر الباری شرح بخاری جلد ا ص ۲۴، بخاری جلد ا ص ۷۔

محترم تھے حتی کہ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ جب اُن کے پاس جاتے تو سلام کے بعد یہ خواہش کرتے کہ اُن کے پاؤں کو بوسہ دیں اور حدیث کے طبیب' اُستاذ الاستاذین اور سیّد المحدثین کے اَلقابات سے اُن کو یاد کرتے تھے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو اِس اُمّت کی زینت پیدا کیا ہے۔ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اِس اُمّت میں بہت بڑے فقیہہ تھے۔ حضرت محمد بن بشار رحمہ اللہ تعالیٰ علمائے مکہ مکرمہ میں سے تھے' کہتے تھے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہمارے امام وفقیہہ اور خراسان کے فقیہہ ہیں۔ حضرت ابن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اُنہوں نے اُن کی مثل کوئی نہیں دیکھا ہے۔

حضرت ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سقفِ سماء کے نیچے حدیث کا عالم اور حافظ اُن سے بڑا کوئی نہیں۔ بعض علماء نے کہا حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم کی زمین پر چلتی پھرتی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی معیشت:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد کے ترکہ سے کثیر مال پایا مگر اُسے صدقہ کر دیا۔ بسا اَوقات کھانا کھائے بغیر دن گزر جاتا وہ کبھی دو یا تین نوالے کھاتے اور ہر تیسری رات قرآنِ مجید ختم کرتے تھے۔ وہ غایتِ کمال میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم کی حفاظت میں رہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی کتابت:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے صحیح بخاری میں تقریباً ۶ ہزار اَحادیثِ مبارکہ ذکر کی ہیں اور ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعتیں نماز پڑھتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مکہ مکرمہ شَرَّفَهَا

اللہ تعالیٰ میں صحیح بخاری تالیف کی وہ آبِ زمزم سے غسل کرتے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں صحیح بخاری تالیف کی اور روضہ مُبارکہ میں تراجم ابواب لکھے اور ہر ترجمہ لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سولہ برس میں صحیح بخاری تالیف کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اِمتحان:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کئی دفعہ بغداد گئے۔ وہاں کے رہنے والے لوگ علم حدیث میں اُن کی مہارت وصداقت کے معترف ہوگئے۔ ایک دفعہ اُنہوں نے ایک سو اَحادیث میں قلبِ اَسانید اور قلبِ متون سے اِمام صاحب کا اِمتحان لیا۔ اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوراً سب کو درست کر دیا۔ اور وہ لوگ اِمام صاحب علیہ الرحمہ کے علم وفضل کے معترف ہوگئے۔

بخارا کی طرف واپسی:

جب بغداد میں خلقِ قرآن کا مسئلہ پیدا ہوا اور اِس فتنہ نے بڑے بڑے اَعاظم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو آپ نے بغداد سے بخارا کی راہ اِختیار کر لی۔ اہلِ بخارا نے آپ کی بڑی قدر کی اور اُن کی تشریف آوری کا خیر مقدم کیا۔ آپ کچھ عرصہ بخارا کی مسجد میں تدریسِ حدیث کرتے رہے۔ اُس وقت بخارا کا حاکم خالد بن محمد ذہلی تھا اُس نے اِمام بخاری علیہ الرحمہ کو پیغام بھیجا اور گزارش کی کہ وہ اپنی کتاب صحیح بخاری لے کر اُن کے مکان پر تشریف لائیں۔ اور وہاں اُن کو حدیثِ مبارک پڑھائیں۔ مگر اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ کہہ کر اِنکار کر دیا کہ علم کو لوگوں کے دروازوں پر لے جا کر میں اِسے ذلیل نہیں کروں گا۔ اِس پر امیر بخارا برہم ہوا اور یہ واقعہ دونوں کے مابین منافرت ووحشیت کا باعث بنا اور اُس نے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اُس وقت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے بددُعا کی، اَبھی ایک ماہ گزرنے نہ پایا تھا کہ دارالخلافہ سے پروانہ آیا تو بخارا کے حاکم خالد کو معزول کر کے گدھی پر سوار کر کے بخارا کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ بعدازیں اُس کو قید کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔

سمرقند کی طرف روانگی:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے جب بخارا کو اَلوداع کہا تو سمرقند کے لوگوں نے آپ کو سمرقند آنے کی گزارش کی تو آپ نے سمرقند کیلئے رختِ سفر باندھا۔ جب سمرقند سے دو میل دُور خرتنگ کے مقام پر پہنچے تو آپ کو یہ خبر ملی کہ آپ کے سمرقند آنے کے باعث اہلِ سمرقند میں اِختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض اُن کو چاہتے ہیں اور بعض اُن کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت تک وہیں اِقامت رکھی جب تک صورتِ حال کی وضاحت نہ ہو گئی۔ ایک رات آپ کبیدہ خاطر ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم کے حضور رات کو نماز سے فارغ ہو کر دُعا کی کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہ الکریم زمین کشادہ ہونے کے باوجود میرے لئے تنگ ہو گئی ہے اَب مجھے قبض کر کے اپنے پاس بلا لے اور اِسی ماہ ۲۵۶ ہجری میں ۶۲ برس کی عمر میں عازمِ سفرِ آخرت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ کہنا دُرست نہیں کہ حدیث کی روشنی میں اِس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ موت کی خواہش کرنے سے سرورِ کائنات ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں دُنیاوی تکالیف سے تنگ آ کر موت کی خواہش کرنے سے روکا گیا ہے۔ مگر دین میں خلل کے خطرہ کے پیشِ نظر موت کی خواہش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا مرتبہ

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ پر روپے اور اشرفیاں لُٹانا:

''احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب اِمام بخاریؒ بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر اُن کے لئے ڈیرے لگائے گئے اور لوگوں نے اُن کا اِستقبال کیا۔ یہاں تک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو اُن کے اِستقبال کو نہ گیا ہو اور اُن پر روپیہ اور اَشرفیاں تصدُّق کیے گئے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱ من وعن) ☆

☆ ماشاء اللہ جس شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اَحادیثِ مبارکہ جمع کیں اُس کا استقبال کرنا' روپے اور اَشرفیاں اُن پر نچھاور اور تصدّق کرنا کیسا اِیمان اَفروز اور خوبصورت واقعہ ہے؟ جو شخصیت اَحادیثِ مبارکہ جمع کرے اُس پر روپے اَشرفیاں تصدّق کرو اور اِستقبال کرو تو توحید میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا اور نہ بدعت کے فتوے لگتے ہیں۔ اور اگر حدیثِ مبارک والے' صاحبِ قرآنِ مجید' محبوبِ ربّ العالمین ﷺ کی تشریف آوری کے دن جلوس اور جلسے کا اِہتمام کرو تو تعجب کی رَگ اور شرک و بدعت کا مفتی بیدار ہو جاتا ہے۔ اَفسوس ہے ایسی سوچ اور فکر پر۔ کیسے متضاد فکر کے لوگ ہیں جو خود مدارس کے سالانہ پروگرام' ختم بخاری کے جلسے' اہلحدیث کانفرنس اور صد سالہ جشن دیوبند مناتے ہیں مگر میلاد النبی ﷺ کی کانفرنس اور نعت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر روپوں کے تصدّق پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِن حضرات کو بالغ نظری عطا فرمائے۔

اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر کے گرد لکڑی کا جال:

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے مجھے کفن دینا تین کپڑوں میں جن میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ۔۔۔ جب اُن کو کفن میں لپیٹا اور نماز سے فارغ ہوئے اور قبر میں رکھا تو اُن کی قبر سے مُشک کی طرح خوشبو پھوٹی اور بہت دنوں

تک یہ خوشبو باقی رہی یہاں تک کہ کتنے دنوں تک لوگ اُن کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے۔ (سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی) آخر ہم نے اُن کی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱ تا ۲۲ من وعن) ☆

☆ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اُس دور کے لوگ محدثین کی کتنی تعظیم کرتے تھے اور کوئی شرک و کفر کا فتویٰ نہ لگتا تھا۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر سے مُشک کی طرح خوشبو بھی آتی تھی اور لوگ اُن کی قبر کی مٹی بھی لے جاتے تھے۔ تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱ تا ۲۲ (کے ابتدائیہ) میں یہ عبارت تحریر کی ہے ''سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی''۔ جس شخص نے حدیثِ مبارک کی خدمت کی اُس کی مٹی سے خوشبو آئے اور لوگ اُس کی قبر کی مٹی بطورِ تبرک لے جائیں اور غیر مقلد شارح بخاری صاحب یہ کہیں سبحان اللہ! یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی۔ اِن سے پوچھا جا سکتا ہے کیا یہ لوگ قبر پرست نہیں تھے؟ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف لکھی اور بقول حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے اُنہوں نے اکثر صحیح حدیثیں چھوڑ دیں پھر بھی اُن کی قبر سے خوشبو آتی رہی اور لوگ مٹی کو تبرک سمجھ کر لے جاتے تھے۔ تو اولیاء اللہ جنہوں نے لاکھوں اِنسانوں کے سینوں کو عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول اللہ ﷺ سے روشن کیا۔ اُن کے مزارات کی مٹی کی کیا عظمت ہوگی؟ سبحان اللہ! اِسی لئے تو اِن کے مزارات کو عرقِ گلاب سے غسل دیا جاتا ہے اور لوگ اُس عرق کو تبرک سمجھ کر لے جاتے ہیں اور اِس لئے بھی کہ ولی اللہ کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے، وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، وہاں لوگ تلاوتِ قرآنِ مجید کرتے ہیں اور فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، وہاں محافلِ ذکر منعقد ہوتی ہیں، وہاں سیارہ فرشتے محافلِ ذکر میں شرکت کرتے ہیں۔ لوگ وہاں کثیر تعداد میں جاتے ہیں کہ وہاں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔

خطۂ پاکستان اِسلام کا گہوارہ ہے جو اَولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے

صدقے حاصل ہوا۔ آج کل کے بعض لوگ جو انتہائی متشدد ذہنیت رکھتے ہیں' انتہائی احسان فراموش اور نفرتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان بزرگانِ دین کے خلاف باتیں کرتے ہیں جبکہ یہ لوگ محکمہ اوقاف میں ملازم ہو کر مزارات سے حاصل شدہ رقوم سے تنخواہیں حاصل کرتے ہیں' لوگوں سے صدقے اور کھالیں لیتے ہیں۔

جن درگاہوں پر شرک کے اڈے ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ درگاہیں ایسی عظیم الشان جنت کے باغ ہیں جن کے انتظامات کے لئے بہت بڑا محکمہ اوقاف معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اگر یہ لوگ اُنہیں شرک کے اڈے کہتے ہیں۔ تو اپنے باوقار ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اُنہیں شرک کے اڈوں کی کمائی سے تنخواہیں لینے سے انکار کرتے ہوئے استعفےٰ دے دینے چاہئیں۔ مگر یہ لوگ زر پرست اور حریص ہیں' ابن الوقت ہیں' یہ نوکریاں نہیں چھوڑیں گے۔ شرک کی کمائی کھائیں گے اور اپنے ہی فتوؤں کی لپیٹ میں آ کر بے نور زندگی گزارتے رہیں گے۔

قارئینِ کرام! جب لوگ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی قبر سے مٹی لے جانے لگے تو خرتنگ شہر کے لوگوں نے آپ کے مزار کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔ اگر لکڑی کا جال بنایا جا سکتا ہے تو لوہے اور پتھر کا بھی بنایا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ آج جو لوگ بات بات پر کہتے ہیں بخاری دکھاؤ' بخاری دکھاؤ' یا کیا یہ بخاری میں لکھا ہوا ہے' یہ بات کہنا ہی بدعت ہے۔ کیونکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تو فرمایا ہی نہیں کہ (**بخاری دکھاؤ**) یہ تو بعد کے لوگوں نے گردان بنائی ہوئی ہے۔

صاحبِ قبر امام بخاری علیہ الرحمہ کے وسیلہ سے بارش:

''مقدمہ فتح الباری میں اور قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا' ابو علی حافظ سے اُنہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا۔ لوگوں نے پانی کیلئے

کئی بار دُعا کی، پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص آئے، قاضی سمرقند کے پاس اور اُن سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا بیان کرو، وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر اِمام بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دُعا کرو۔ شاید اللہ جَلّ جلالہٗ ہم کو پانی عطا فرمائے، یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر اِمام بخاریؒ کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحبِ قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل سکے"۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۲ من وعن ابتدائیہ) ۴

آغازِ اِسلام سے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اَنبیاء کرام علیہم السّلام اور اَولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مقدس مقامات یعنی قبور پر دُعائیں قبول ہوتی ہیں آج تک مسلمان اِسی عقیدہ پر قائم ہیں۔

سیّدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدُنی قطبِ جلی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نبیاں تے ولیاں دے دَر تے مقبول دُعاواں ہوندیاں نے
ہڑھ وگدے نے جد اَشکاں دے پھر معاف خطاواں ہوندیاں نے

دیوانے نئیں اوہ دانے نے جیہڑے دَر ولیاں تے جاندے نے
نبیاں ولیاں دے پاک مزاراں تے سب ختم سزاواں ہوندیاں نے

گل مَن یوسفؔ دی اے واعظ اے سب نے ٹکڑے جنت دے
اَیہہ روضے والیاں جنیاں وِی دَھرتی تے تھاواں ہوندیاں نے

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری صفحہ نمبر ۵۶،۵۶

الندامة. وقال أبو علي الحافظ: أخبرنا أبو الفتح نصر بن الحسن السمرقندي قدم علينا بلنسية عام أربعة وستين وأربعمائة، قال: قحط المطر عندنا بسمرقند في بعض الأعوام فاستسقى الناس مرارًا فلم يسقوا، فأتى رجل صالح معروف بالصلاح إلى قاضي سمرقند وقال له إني قد رأيت رأيًا أعرضه عليك قال وما هو؟ قال أرى أن تخرج ويخرج الناس معك إلى قبر الإمام محمد بن إسماعيل البخاري ونستسقي عنده فعسى الله أن يسقينا، فقال القاضي نعم ما رأيت فخرج القاضي ومعه الناس واستسقى بهم وبكى الناس عند القبر وتشفعوا بصاحبه، فأرسل الله تعالى السماء بماء عظيم غزير أقام الناس من أجله بخرتنك سبعة أيام أو نحوها لا يستطيع أحد الوصول إلى سمرقند من كثرة المطر وغزارته، وبين سمرقند وخرتنك ثلاثة أيام

تیسیر الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۲۲ دیباچہ

ابوعلی حافظ سے انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابوالفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ھ ہجری میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں انہوں نے کہا بیان کرو وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہٗ ہم کو پانی عطا فرمائے، یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاریؒ کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں رو کے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل سکے


تیسیر الباریؒ
کی پہلی جلد سے
تشریحات
ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے''۔ ۞

۞ ''اِمام بخاریؒ نے حمد و نعت نہیں لکھی کیونکہ زبان سے حمد و نعت کہہ لینا کافی ہے لکھنا ضروری نہیں ☆ اور اَگلے محدثوں کی پیروی کی' اُنہوں نے بھی اپنی کتابوں کو بسم اللہ لکھ کر شروع کیا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱ من وعن)

☆ قرآنِ مجید یا حدیثِ پاک کے حوالہ کے بغیر اپنی طرف سے لکھ دیا ہے جب اہلسنّت و جماعت کوئی کام یا کلام کرتے ہیں تو یہ لوگ پوچھتے ہیں کیا یہ قرآنِ مجید میں ہے؟ کیا حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی کتاب صحیح بخاری میں ہے؟ اور خود لکھ رہے ہیں زبان سے حمد و نعت کہہ لینا کافی ہے لکھنا ضروری نہیں۔ نہ قرآنِ مجید کا حوالہ اور نہ ہی صحاح ستہ میں سے کوئی حوالہ۔

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ ''اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے حمد و نعت نہیں لکھی''۔۔۔اور اَگلے محدثوں کی پیروی کی۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱)

نوٹ: وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:۔ (اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے) ''اگلے محدثوں کی پیروی کی اُنہوں نے بھی اپنی کتابوں کو بسم اللہ لکھ کر شروع کیا ہے''۔

''اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے پیروی کی''۔ پیروی کسی کے قدم بقدم چلنا ہوتا ہے یا یہ کہہ لیں لکیر دا فقیر ہونا۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے خود تحقیق نہیں کی بلکہ جیسا اَوروں نے کیا ویسا ہی حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے کیا۔ سچ ہے اگر اَچھے لوگ اَچھا کام کرتے ہیں تو بغیر تحقیق کے بھی اُن کے پیچھے لگنا جائز ہے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام کا اِرشادِ عظیم ہے: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ ''اُن

لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا''۔ کی طلب کرو اور ...وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ... (لقمان:۱۵) ''اور اُس کے پیچھے چلو جو میری طرف جھکا ہوا ہے''۔ اِسی لئے تو لوگ اِمام اعظم اِمام الائمہ سراج الاُمّہ کاشف الغُمّہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر آئمہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیچھے چلتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ اُن کی بات ماننے پر غیر مقلدین بہت ناراض ہیں اور خصوصاً حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بُغض کا اِظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو وحیدالزماں صاحب نے بہتان لگاتے ہوئے لکھا ہے۔

''معاذ اللہ ہمارے زمانے میں بھی بعضوں نے اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام شافعیؒ وغیرہ کو خدا بنا رکھا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد اص ۱۴ من وعن) اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ

غیر مقلد وحیدالزماں صاحب دوسروں کو طعنہ دیتے ہیں کہ بعضوں نے اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو خدا بنا رکھا ہے جبکہ خود اُن کی حالت یہ ہے۔ لکھتے ہیں:-

''ہمارے اِمام اور اہل حدیث کے پیشوا اور اللہ کی بڑی نشانی زمین پر اِمام احمد بن حنبلؒ تھے۔ ہمارے پیر و مرشد حضرت محبوب سبحانی سیّد عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو احمدؒ کی پیروی کی توفیق دے اور اِن کے تابعداروں میں ہمارا حشر کرے۔ آمین یارب العالمین''۔ (تیسیر الباری جلد اص ۲۷۳ من وعن)

اِن لوگوں نے کبھی سوچا ہی نہیں کہ اِمام الائمہ کاشف الغمہ سراج الاُمّہ فقہ کے اِماموں کے اِمام، اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت حاصل کر کے تابعی ہونے کا درجہ بھی رکھتے ہے۔ اور جنتی ہیں۔

اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی:

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے

امیر المؤمنین (خلیفۂ ثانی) حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو منبر شریف پر خطاب فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِلَی امْرَاَۃٍ یَّنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ [1]

''اَعمال کا اِنحصار نیتوں پر ہے۔ ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا جو وہ نیّت کرے گا۔ جس نے دُنیا کیلئے ہجرت کی اُس کی ہجرت دُنیا کے لئے ہوگی یا کوئی کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہجرت کرتا ہے اُس کی ہجرت اُسی مقصد کیلئے ہوتی ہے''۔ ۞

۞ ''یہ حدیثِ مبارک تبرک کے لئے لائے یا اِس لئے کہ اِمام بخاریؒ کی نیّت اِس کتاب کے بنانے اور اِتنی محنت اُٹھانے سے اللہ اور رسول کی رضا مندی تھی''۔ (تیسیر الباری جلد اص ۲ من وعن) ☆

☆ صاحبِ تیسیر الباری نے لکھا ہے: اِمام بخاری علیہ الرحمہ اِس حدیث شریف کو تبرک کیلئے لائے ہیں یا اِس حدیث شریف کو لکھنے میں یہ نیّت تھی کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ راضی ہو جائیں۔ ویسے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ دِلوں کے حال سے تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی واقف ہے۔ کوئی نہیں جانتا کسی کے دِل میں کیا ہے؟ لیکن یہ تضاد ہے اِن کی فکر اور اِعتقاد کا کہ بارہ سو (۱۲۰۰) سال پہلے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک کتاب صحیح بخاری کے نام سے لکھی تو بارہ سو سال بعد غیر

---

[1] بخاری جلد اص ۲۱، تیسیر الباری جلد اص ۲، ابو داؤد حدیث نمبر ۲۲۰۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۲۷، مسند احمد جلد اص ۲۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد اص ۴۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱، شرح السنۃ جلد اص ۲۹۹، الترغیب والترہیب جلد اص ۵۶، مرقاۃ جلد اص ۹۲۔

مقلد شارح وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے کہ امام بخاری کی نیت اس کتاب کے بنانے اور اتنی محنت اُٹھانے سے اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی تھی"۔ خدا معلوم اُن کی نیت یہ تھی یا اور لیکن انہوں نے مذکورہ بالا کلمات لکھ کر اپنے اس غیر اسلامی عقیدہ پر پانی پھیر دیا کہ کسی کے دِل کی بات اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جبکہ اہل اسلام اہل سُنّت و جماعت کا آغازِ اسلام سے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دِلوں کی باتیں جانتا ہے اور اُس کے عطائی علم سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام بھی دِلوں کے حال جانتے ہیں۔ وہ بات کو بیان کریں یا نہ کریں یہ علیحدہ بات ہے۔

ورقہ بن نوفل جنت میں:

صاحبِ تیسیر الباری نے لکھا ہے: "ایک حدیث شریف میں ہے کہ میں نے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) ورقہ کو بہشت میں دیکھا۔ سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے۔ ابن مندہ نے اُن کو صحابہؓ میں لکھا ہے"۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۶ حاشیہ نمبر ۱ من وعن)

جس نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اُس کا عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں ہوسکتا۔ ایسی بات وہ شخص کہہ سکتا ہے جو علم کی کمی کے نقص میں مبتلا ہو۔ آپ ﷺ تو ورقہ بن نوفل کو بہشت میں دیکھ رہے ہیں یاد رہے، نبوت اور وحی کا سلسلہ تو قائم ہی دیوار کے پیچھے کے علم سے ہے۔ دیوار تو کچھ حقیقت نہیں رکھتی، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ تو آسمان کے پیچھے جنت میں اور زمین کے اندر قبروں میں اور جیسے سامنے دیکھتے ہیں ویسے ہی نورانی چہرۂ مبارک پھیرے بغیر اپنے پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَقِیْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّی اَرَاکُمْ خَلْفَ ظَهْرِیْ [۲] "صفیں ٹھیک رکھو

---

[۲] بخاری جلد ا ص ۱۰۰۔

میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں''۔

اُنہیں سے دوسری روایت میں اَلفاظ ہیں: اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَ تَرَصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ [۳] فرمایا: ''دیکھو صفیں برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں''۔

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ تو آسمانوں کے پیچھے کا علم بھی رکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی: رسول اللہ ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں سورج گرہن لگا۔ آپ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَیْنَاکَ تَنَاوَلُ شَیْئًا فِیْ مَقَامِکَ ثُمَّ رَأَیْنَاکَ تَکَعْکَعْتَ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے دیکھا آپ ﷺ نماز ہی میں اپنی جگہ رہ کر کچھ لینے کو بڑھے پھر ہم نے دیکھا آپ ﷺ پیچھے ہٹے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ اُرِیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَا کَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا [۴] ''میں نے جنت کو دیکھا' میں اُس میں سے ایک خوشہ لینے لگا اور جو لے لیتا تو جب تک دُنیا قائم ہے تم اُس میں سے کھاتے رہتے''۔

اَیسی کئی اَحادیثِ مبارکہ ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے جنت میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ اَیسی احادیثِ مبارکہ ترتیب وار اپنے اپنے مقامات پر آتی جائیں

---

[۳] مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۷۱' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۲۰' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۳۸۰' مشکوٰۃ ص ۹۸ حدیث نمبر ۱۰۸۶' بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰ حدیث نمبر ۷۱۹' مسلم جلد ۱ ص ۱۸۰ حدیث نمبر ۴۳۴' مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۵۳' نسائی جلد ۱ ص ۱۳۱ حدیث نمبر ۸۱۴۔ [۴] بخاری جلد ۱ ص ۱۰۳' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۴۹۴' مسند احمد جلد ۱ ص ۳۵۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۲۱' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۳۵' موطا امام مالک ص ۱۷۳' صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۳۱۴' نسائی جلد ۱ ص ۲۲۱ حدیث نمبر ۱۴۸۲' مشکوٰۃ ص ۱۲۹ حدیث نمبر ۱۴۸۲' مرقاۃ جلد ۳ ص ۵۳۰' مسلم جلد ۱ ص ۲۹۵ حدیث نمبر ۹۰۷' ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۱۱۸۹' ابن ماجہ ص ۹۱ حدیث نمبر ۴۰۲۔

گی۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف جلد ا ص ۶ پر ایک باب باندھا ہے۔ بَابُ اِطْعَامِ الطَّعَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ باب: ''کھانا کھلانا اسلام کی خصلت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱۹)

اِس عنوان کے تحت ایک حدیث شریف نقل کی ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں:- اِنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ ۵ ''ایک آدمی نے نبی کریم (رؤوف ورحیم) ﷺ سے پوچھا اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلانا ۵ اور ہر ایک (مسلمان کو) سلام کرنا اُس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو''۔

اِس حدیث شریف میں کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ جود وسخا اور مکارم اَخلاق کی علامت ہے۔ اِس میں غریبوں کا نفع اور بھوک کا سدِّ باب ہے جس سے سرورِ کائنات ﷺ نے پناہ چاہی ہے۔ نیز اِس حدیث شریف میں سلام کا اِظہار ہے جس سے مسلمانوں میں باہم محبت بڑھتی ہے اور اِسلام میں کسی کی تخصیص نہ کرنا اِسلام کا تقاضہ ہے کیونکہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور آپس میں برابر ہیں۔

۵ ''یعنی دوستوں کو مہمانوں کو محتاجوں کو کھانا کھلانا ایمان کی نشانی ہے خصوصاً جب قحط یا گرانی ہو اُس وقت غریبوں کو کھانا دے کر اُن کی جان بچانا سب کاموں سے اَفضل ہے''۔ ☆ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱۹ من وعن)

☆ معمولاتِ زندگی میں اَیسے جملے اور کلمات آپس میں کثرت سے بولے

---

۵ تیسیر الباری جلد ا ص ۱۹' بخاری جلد ا ص ۶' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۶۲' نسائی جلد ۲ ص ۲۶۷ حدیث نمبر ۵۰۰۰' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۹ حدیث نمبر ۵۱۹۴' تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۹۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹' مشکوٰۃ ص ۳۹۷ حدیث نمبر ۴۶۲۹' مرقاۃ جلد ۸ ص ۴۵۵۔

جاتے ہیں۔ جو ایک بندہ دوسرے بندے کیلئے اِستعمال کرتا ہے۔ حالانکہ وہی جملے اور کلمات اللہ ﷻ کیلئے بھی بولے جاتے ہیں۔ مثلاً ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم جان بچاتا ہے''۔ ''اللہ تبارک وتعالیٰ دیتا ہے''، ''اللہ ﷻ محتاجوں کی محتاجی دُور فرماتا ہے''، ''اللہ ﷻ مدد فرماتا ہے''۔ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کھلاتا ہے''۔ حدیث شریف کی تشریح میں توحید کے داعی وحیدالزماں صاحب لکھتے ہیں: ''دوستوں مہمانوں محتاجوں کو کھانا کھلانا، غریبوں کی جان بچانا سب کاموں سے افضل ہے''۔

رسول اللہ ﷺ جو اِس کائنات میں سب سے زیادہ توحید کی رمزوں کو سمجھتے اور سمجھاتے ہیں اُنہیں ایسے جملوں میں کہیں بھی شرک کی بُو نہیں آئی بلکہ خالق کائنات خود ایسے کلمات اور آیاتِ مبارکہ بیان فرماتا ہے جن میں ایسے کلمات کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:- فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ ○ (الحج:۲۸) ''تو (لوگو!) قربانی (کے گوشت میں) سے (آپ بھی) کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو (بھی) کھلاؤ''۔

دوسرے مقام پر فرمایا: فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط .... (الحج:۳۶) ''تو اُن میں سے (آپ بھی) کھاؤ اور قناعت پیشہ (ہر طرح کے محتاجوں) کو (بھی) اور مانگنے والوں کو بھی کھلاؤ''۔

ایک اور مقام پر فرمایا: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ (الدھر:۹-۸) ''اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور اُنہیں یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ ہم تو تم کو صرف اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہمیں تم سے نہ تو (کچھ) جزاء و بدلہ مقصود ہے اور نہ (تم سے) شکریہ (کی ضرورت)''۔

اِس محولہ بالا آیتِ مبارکہ میں تمام سخی لوگوں کے اَوصاف اور خصوصی طور پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خاتونِ جنت حضرت سیّدہ بی بی فاطمۃ الزہرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان بیان کی گئی ہے۔ [۶]

اللہ جل جلالہ اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ سے فرماتا ہے: قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ط .... (الانعام:۱۴) ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمادیں کیا میں اللہ (ﷻ) کے (مقابلے میں) کسی اور کو اپنا دوست بناؤں؟ میرا معبود (تو وہ ذاتِ عظیم ہے) جو آسمانوں اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ کھلاتا ہے اور وہ کھاتا نہیں''۔

دوسرے مقام پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اپنی شان بیان فرماتے ہوئے اِرشادِ مبارک فرمایا: .... اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ لا .... (القریش:۴) ''وہ ذات جس نے اُن کو بھوک میں کھانا کھلایا''۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اِرشادِ ربّانی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں: وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ o (الشعراء:۷۹) ''اور وہ (اِلٰہ العالمین) مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے''۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الصوم کے باب الوصال میں سات اَحادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں جن کے راوی حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید، حضرت ابوہریرہ اور اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اِن تمام اَحادیثِ مبارکہ میں بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ طے کے روزے رکھتے تھے''۔ یعنی جس طرح روزے کی حالت میں دن کے وقت نہیں کھاتے تھے اَیسے ہی رات کو بھی نہیں کھاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اَیسا ہی کرنا شروع کردیا مگر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ (ﷺ) بھی تو طے کے روزے

---

[۶] تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۸۵، تفسیر درمنثور جلد ۸ ص ۳۷۱۔

رکھتے ہیں تب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: اِنِّیْ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ ۷ ''مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا اور پلاتا ہے''۔

اِن روایات میں اِس بات کا بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واضح طور پر فرما دیا کہ تم میں سے میری مثل کوئی نہیں۔ چنانچہ کوئی بھی صحابی رضی اللہ عنہ یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح ہیں یا ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ایسی جرأت وہی لوگ کرتے ہیں جن کے سینے عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ سے خالی ہیں اور جو لوگ تعظیم کو شرک سمجھتے ہیں اور اُن کے پیرو کار جو کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو اپنے جیسا کہنے کی جسارت کرتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مندرجہ ذیل کلمات سے اِس بات کی وضاحت فرمادی کہ تم میں سے میری مثل کوئی نہیں۔

(۱) لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ ۸ ''میں تم میں سے کسی ایک کی طرح بھی نہیں''۔

(۲) لَسْتُ مِثْلَکُمْ ۹ ''میں تمہاری طرح نہیں''۔

(۳) لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ ۱۰ ''میں تمہاری ہیت کی طرح نہیں ہوں''۔

(۴) لَسْتُمْ مِثْلِیْ ۱۱ ''تم میری مثل نہیں ہو''۔

(۵) اَیُّکُمْ مِّثْلِیْ ۱۲ ''تم میں میری مثل کون ہے؟''

تمام اَحادیثِ مبارکہ کی تطبیق کے بعد یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ کھانا کھلانا اللہ (عزوجل) کی بھی صفت ہے اور مخلوق کی بھی مگر کھانا کھانا اللہ (عزوجل) کے اَوصاف میں سے نہیں۔ یہ صرف مخلوق کا کام ہے۔ اِسی لئے (سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۴ میں) فرما

---

۷ بخاری جلد ا ص ۲۶۳، تفسیر قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۲۲۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۴۹۶، ۴۹۵۔ ۸ بخاری جلد ا ص ۲۶۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۲۔ ۹ بخاری جلد ا ص ۲۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۴۹۵، قرطبی جز ۱ جلد ۲ ص ۲۲۰۔ ۱۰ بخاری جلد ا ص ۲۶۳، قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۲۲۰۔ ۱۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۶۔ ۱۲ بخاری جلد ا ص ۲۶۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۸۲۔

دیا گیا کہ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ط "وہ کھانا کھلاتا ہے کھاتا نہیں"۔

لہٰذا دین اور مسائلِ دین کو بیان کرتے وقت آنکھیں بند کر کے کفر و شرک کی تلوار نہیں چلانی چاہئے۔ عقل و شعور اور فہم و فراست اور نورِ ایمان کی روشنی میں مسائل اور معاملات کو سمجھنا، سمجھانا اور بیان کرنا چاہئے۔

دیکھیں غیر مقلد لوگوں میں سے ایک عالم نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ دوستوں کو، مہمانوں کو، محتاجوں کو کھانا کھلانا ایمان کی نشانی ہے۔ خصوصاً جب قحط یا گرانی ہو، اُس وقت غریبوں کو کھانا دے کر اُن کی جان بچانا سب کاموں سے اَفضل ہے۔

وحید الزماں صاحب کھانا کھلانا اور جان بچانا ایمان کی نشانی اور سب کاموں سے اَفضل کام بتلاتے ہیں۔ حالانکہ کھانا کھلانا اور جان بچانا یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی صفات ہیں۔ مگر اُصولی طور پر معاملات اور اَعمال کے سلسلہ میں یہ گفتگو نہ شرک ہے اور نہ ہی ایسی گفتگو کرنے والا مشرک ہے۔

اِسی لئے سیّد المرسلین خاتم النبیین رسول کریم، صاحبِ قرآنِ مجید، محبوبِ رحمان حضرت محمد مصطفیٰ کریم ﷺ نے شرک کی نزاکتوں کو بیان کرنے کیساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ [۱۳]

---

[۱۳] مشکوٰۃ ص ۳۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۲، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۹۳، قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۹، جلد ۱ جز ۲ ص ۱۳۳، درمنثور جلد ۲ ص ۱۱۵، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۹ ص ۱۵۸، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۲۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۴۵، نصب الرایۃ جلد ۳ ص ۳۰۷، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۲۴۷، کتاب الادب باب نمبر ۷، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۴۲۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲۲ حدیث نمبر ۴۹۴۶، ابن ماجہ ص ۲۰، اس حدیث شریف کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

''جس نے مومن کی دُنیوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی بھی دُور کی اللہ (عزوجل) قیامت کے دن اُس کی پریشانیوں میں سے پریشانی دُور فرمائے گا اور جس نے تنگ دستی میں مبتلا اِنسان کے لئے آسانی مہیا کی' اللہ (جل جلالہ) اُس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی مہیا فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کے عیبوں پر ستاری کی (یعنی پردہ پوشی کی) اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) دُنیا و آخرت میں اُس کی (ستاری یعنی) پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ (عزوجل) اُس وقت تک بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہتا ہے''۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں ایک باب ترتیب دیا ہے۔

بَابُ حُبِّ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاِيْمَانِ

باب: ''رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان سے ہے''۔

اِس عنوان کے تحت حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے دو اَحادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں۔ جن کے راوی بالترتیب حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں' اَلفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ مثلاً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے اَلفاظ ہیں: فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُسے ماں باپ اور اَولاد سے پیارا نہ ہو جاؤں''۔

جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے اَلفاظ ہیں: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ [۱۴] ''تم میں سے کوئی اُس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُسے اُس کے ماں باپ' اَولاد

---

[۱۴] صحیح بخاری جلد ۱ ص ۷' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۰۔۲۱' مشکوٰۃ ص ۱۲ حدیث نمبر ۷' مسلم جلد ۱ ص ۴۹ حدیث نمبر ۴۴' نسائی جلد ۲ ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۵۰۱۳' ابن ماجہ ص ۸ حدیث نمبر ۶۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۰۷' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۲۱' بخاری حدیث نمبر ۱۴۔

اور سب لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں"۔

پہلی روایت میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی قسم بیان فرما کر بات فرمائی گئی ہے۔ جبکہ دوسری روایت میں وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ کے الفاظ زائد ہیں یعنی باپ اور اولاد کے علاوہ جمیع انسانیت کو بھی شامل فرمایا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی اُلوہیت کا اقرار کرنے کے بعد ساری مخلوق میں سب سے بڑھ کر جس ذاتِ عظیمہ کی محبت کلمہ گو انسان کے سینے کو نورِ ایمان سے منور کرتی ہے وہ ذاتِ مصطفیٰ کریم ﷺ ہے۔

وحیدالزماں صاحب نے حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ سے محبت ایمانیہ چاہئے یعنی آپ کی پیروی کرنا ہر کام میں، نہ طبعی محبت، کیونکہ طبعی محبت تو ابوطالب کو آپ کے ساتھ بہت تھی"۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱) ☆

☆ رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمانیہ بھی چاہئے اور طبعی محبت بھی۔

بلکہ رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمانیہ، فطری اور حقیقی چاہئے، نیز صرف ظاہری پیروی کرنے سے محبت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ ظاہراً ایسے کئی لوگ نظر آئیں گے جو پیروی تو کرتے ہیں مگر اُن کے دِل محبت مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایسے لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذاتِ مقدّسہ پر مختلف حوالوں سے اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور اپنے جیسا بھی سمجھتے رہتے ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم کو شرک گردانتے ہیں۔ کلمہ بھی پڑھتے ہیں نمازیں اور حج و عمرہ کی ادائیگی بھی بجالاتے ہیں۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے وہ محبت چاہئے جو حقیقی، فطری اور ایمانی معنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحیح معنوں میں پیروکار بھی تھے اور ادب و تعظیم بھی بجالاتے تھے وہ نہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا کہتے

تھے اور نہ کسی معاملہ میں آپ ﷺ پر اعتراضات کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اگر کسی معاملہ اور واقعہ کے متعلق پوچھتے یا خاموشی اختیار فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتظار کرتے اور خاموشی کو حکمت گردانتے۔ جبکہ وحید الزماں صاحب کے گروہ اور فرقے کے حضرات پوچھنے پر خاموشی اور حکمت کو بالائے طاق رکھ کر پوچھنے اور خاموشی کو بے علمی سے تعبیر کرتے ہیں۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ)۔ اور کہتے ہیں اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا تو خاموش کیوں رہتے؟۔

تاریخ قرآنِ مجید و احادیثِ مبارکہ اس بات کی شاہد ہے کہ پوچھنا اور چُپ رہنا محض بے علمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ پوچھنے اور چُپ رہنے میں حکمت ہوتی ہے۔ نیز با اَدب اور بے اَدب کی تفریق کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ دُنیا کو پتا لگ جائے کہ کون صحیح معنوں میں محبِ رسول ﷺ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں جان، مال، اَولاد اور ہر چیز قربان کر دینے کا جذبہ اور یقین، حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی محبت اور ذکر میں ہر وقت رطب اللسان رہنا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ذکر میں باپ، اَولاد اور جمیع اِنسانیت کا ذکر یہ تقاضا کرتا ہے کہ کسی بھی کام میں ترجیح اور فوقیت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ عظیمہ کے لئے ہے اور آپ ﷺ کو ترجیح اور فوقیت دینا، اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کی محبت میں مضبوطی کا ثبوت ہے۔ جس کے دِل میں محبتِ مصطفیٰ کریم ﷺ ہوگی وہی صحیح معنوں میں بندۂ رب العالمین ہوگا۔

حدیث شریف میں باپ اور اَولاد کی محبت کا ذکر اِس لئے کیا گیا ہے کہ باپ اور اَولاد سے اِنسان کو بے حد محبت ہوتی ہے پھر باپ کی محبت کو مقدم کیا گیا ہے کیونکہ بعضوں کے اَولاد نہیں ہوتی لیکن باپ سب کا ہوتا ہے۔ اِسی طرح دوسری حدیث شریف میں النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض اَوقات لوگ اپنے ماں باپ کے مقابلے میں اپنے دوست اَحباب اور ساس سُسر کو بھی ترجیح دیتے ہیں۔ اِس لئے محبتِ مصطفیٰ ﷺ کے ذکرِ مقدس میں تمام محبتوں کو مؤخر کیا گیا

ہے۔ لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ اگر کسی کو ماں، باپ، بیوی، اولاد اور دوست احباب سے محبت ہو تو یہ محبت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت پر غالب نہ ہو بلکہ سب محبتوں پر رسول اللہ ﷺ کی محبت غالب ہونی چاہئے۔ ماں باپ بیوی بچوں اور دوست احباب کی محبت شرک وکفر نہیں۔

یہ محبتیں اُس وقت سُود مند ہوتی ہیں جب اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اور رضا کے لئے ہوں۔ ایسے ہی صحابہ کرام، اہل بیتِ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ و بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ اور نیک لوگوں سے محبت اللہ کریم ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے حوالہ سے بہت بڑی نعمتِ الٰہیہ ہے۔ کہ خود خالقِ کائنات جَلَّ مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (التوبۃ:۱۱۹) ''اے ایمان والو! اللہ (ﷻ) سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

دوسرے مقام پر فرمایا: اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝ (الزخرف:۶۷) ''قیامت کے دن بعض جگری دوست بعض کے دُشمن ہو جائیں گے مگر متقی کسی کا دشمن نہیں ہوگا''۔

حدیث شریف میں بھی اِس بات کی وضاحت موجود ہے۔ نیک لوگوں سے محبت کرنے والوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ بلکہ نیک لوگوں سے محبت کرنے والے جب اُن کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے اُن پر دُرود شریف بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [۱۵] ''قیامت

---

[۱۵] مسند احمد جلد ۱ ص ۳۹۲، جلد ۳ ص ۱۰۴، دار قطنی جلد ۱ ص ۱۳۲، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۸۶، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۶، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱، بخاری جلد ۲ ص ۹۱۱، مشکوٰۃ ص ۴۲۶ حدیث نمبر ۵۰۰۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۱ حدیث نمبر ۵۱۲۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۷، مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۱۳، دار قطنی جلد ۱ ص ۱۳۲۔

کے دن اِنسان اُسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اُس کو محبت ہوگی"۔

اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی بنیاد اور وجہ سے جن سے محبت ہوگی قیامت کے دن اُن کا ساتھ نصیب ہوگا۔ تمام محبتوں کی اَصل اُصول محبتِ الٰہیہ اور محبتِ رسول اللہ ﷺ ہے اور محبتِ رسول اللہ ﷺ محبتِ الٰہیہ کی پہچان ہے۔

اُصولِ محبت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ[16] "محبت اِنسان کو اَندھا اور بہرہ کر دیتی ہے"۔

یعنی جس سے محبت ہوتی ہے اُس میں نہ کوئی نقص نظر آتا ہے اور نہ ہی محبت عیب سننے کیلئے تیار ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اِس اِرشادِ مبارک کے حوالہ سے یہ کہنا پڑے گا کہ محض ظاہری پیروی ہی محبت کی علامت نہیں بلکہ پیروی کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے نبی محبوب کریم رءُوف ورحیم ﷺ پر ہر قسم کے اِعتراض سے بچنا لازمی ہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ پر کسی قسم کا اِعتراض منافقت کی نشانی ہے۔

علامہ اقبال مرحوم نے حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی محبت میں کیا خوب بیان کیا ہے:

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں ہست حُبِّ رحمۃ للعالمین

متشرع درویش سے محبت:

بَابُ حَلَاوَۃِ الْاِیْمَانِ: "باب: ایمان کا مزہ"۔

---

[16] مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۳۰، مشکوٰۃ ص ۴۱۸ حدیث نمبر ۴۹۰۸، مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۲۹، قرطبی جلد ۱ جزا حدیث نمبر ۳۰۷۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ [۱۷]

''جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا''۔

(۱) اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت اُس کو سب سے زیادہ ہو۔

(۲) یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے کسی سے دوستی رکھے۔ ۞

(۳) یہ کہ دوبارہ کافر بننا اُس کو اِتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا''

۞ یعنی محض خداوندِ کریم کی رضامندی کے لئے نہ کسی دُنیاوی غرض سے مثلاً دیندار عالم یا متشرع درویش سے محبت رکھنا۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱) ☆

☆ نیک لوگوں سے محبت تو اہل اسلام اہلسنّت وجماعت کے عقائد واَعمال کا حصّہ ہے۔ جبکہ غیر مقلدین، اولیاء کرام اور بزرگانِ دین سے لوگوں کو متنفر کرنے کی مذموم مہم میں دن رات مصروف ہیں اور غیر مقلدین کے رسائل اپنے نازیبا اور نامناسب طرزِ تحریر سے اپنے غلط نظریات کا اِظہار کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ بزرگانِ دین اور اَولیاء اللہ کی برکتوں سے فیض یاب ہونا اُن سے محبت وعقیدت رکھنا خوش اِعتقادی اور سچے مومن ہونے کی پہچان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک

---

[۱۷] بخاری جلد ا ص ۸، تیسیر الباری جلد ا ص ۲۱، مسلم کتاب الایمان ص ۴۹ حدیث نمبر ۴۳، نسائی جلد ۲ ص ۲۶۳ حدیث نمبر ۴۹۸۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۷۴، ۱۰۳، ۲۳۰، ابن حبان جلد ا ص ۲۳۰ حدیث نمبر ۲۳۸، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۲۰، مجمع الزوائد جلد ا ص ۵۵، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۲۱۲۔

شخص اپنے بھائی کی زیارت کے لئے دوسری بستی کی طرف گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کی راہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا جب وہ پہنچا تو اُس فرشتے نے پوچھا' کہاں کا اِرادہ ہے؟ اُس نے کہا' اُس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے اُس کی زیارت کے اِرادہ سے جاتا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اُس کا تجھ پر کوئی اِحسان ہے جس کو نبھانے کے لئے تُو اُس کے پاس جاتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں بلکہ میں اُس کے ساتھ اللہ (جل جلالہ) کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں۔ تو فرشتے نے کہا' میں اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کا ایلچی ہوں اور (تجھے بتانے آیا ہوں) کہ جیسے تو اُس سے اللہ (عزوجل) کی راہ میں محبت کرتا ہے تو اللہ (جل جلالہ) بھی تجھ سے محبت فرماتا ہے"۔ [۱۸]

اللہ والوں کی برکت سے بخشش:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سے پہلے ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ اُس نے کسی سے پوچھا' زمین کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک راہب (یعنی عیسائیوں کے پادری) کے بارے میں بتایا۔ وہ راہب کے پاس گیا۔ اُس نے راہب سے کہا' میں نے ننانوے قتل کئے ہیں' کیا میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ راہب نے کہا تیری توبہ قبول نہ ہوگی۔ اُس شخص نے اُس راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر اُس نے اور لوگوں سے پوچھا: کیا زمین میں سب سے زیادہ کوئی عالم ہے؟ تو لوگوں نے ایک عالم کے بارے میں بتایا۔ وہ اُس کے پاس گیا اور بولا' میں نے سو قتل کئے ہیں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وہ بولا' ہاں! ہو سکتی ہے۔ (یہ عالم اللہ والوں اور اُن کی برکتوں سے واقف تھا جس نے اُس قاتل کو راستہ بتایا۔) اُس نے بتایا کہ توبہ کرنے میں کوئی چیز حائل نہیں۔ تو فلاں علاقہ میں جا' وہاں اللہ عزوجل کے بندے رہتے ہیں جو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی عبادت کرتے ہیں تُو بھی وہاں جا کر اُن کے

---

[۱۸] مسلم جلد۲ ص ۳۱۷' مسند احمد جلد۲ ص ۴۶۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۷' مرقاۃ جلد۹ ص ۲۱۱۔

ساتھ اللہ (عزوجل) کی عبادت کر اپنے علاقے میں نہ جا۔ فَاِنَّهَا اَرْضٌ سُوْءٌ ''تیری زمین (شہر یا ملک یا بستی) اچھی نہیں ہے''۔ چنانچہ وہ (قاتل) اُس بستی کی طرف روانہ ہوا جب وہ آدھا راستہ طے کر چکا تو اُس کی اَجل (موت) آ گئی۔ اَب عذاب کے فرشتوں اور رَحمت کے فرشتوں میں بحث شروع ہوگئی۔ فَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَآءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَى اللّٰهِ ''رَحمت کے فرشتوں نے کہا' یہ توبہ کر کے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف دِل سے متوجہ ہو کر آ رہا تھا''۔ وَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا ''اور عذاب کے فرشتوں نے کہا' اِس نے کوئی نیکی نہیں کی''۔ فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ ''چنانچہ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں اُن کے پاس آیا۔ اُنہوں نے اِس کو جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا''۔ اُس ثالث نے کہا: قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ ''دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپو تو جس بستی کے قریب ہوگا وہ وہیں کا ہے۔ جب فاصلہ ماپا گیا تو وہ اُس بستی کے قریب تھا جہاں (جانے) کا ارادہ رکھتا تھا آخر رَحمت کے فرشتے اُس کو لے گئے''۔

حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا ہم سے لوگوں نے بیان کیا: اِنَّهٗ لَمَّا اَتَاهُ الْمَوْتُ نَاٰى بِصَدْرِهٖ ''جب وہ مرنے لگا تو اپنے سینے کے بل بڑھا (تاکہ اُس ملک سے نزدیک ہو جائے)''۔ [۱۹]

مسلم شریف کی دوسری روایت جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے' میں یہ اَلفاظ ہیں: ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ اِلٰى قَرْيَةٍ فِيْهَا قَوْمٌ صَالِحُوْنَ ''پھر وہ ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف چلا جہاں نیک (اللہ والے) لوگ رہتے تھے''۔

پھر اُسے موت آئی تو اُس نے اپنا سینہ آگے بڑھایا اور مر گیا پھر اُس کے معاملہ میں جھگڑا کیا' رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے۔ فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ

[۱۹] مسلم جلد ۲ ص ۳۵۹' مشکوٰۃ ص ۲۰۳۔

الصَّالِحَةِ اَقْرَبُ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا ۲۰ ''تو وہ صالحہ بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب تھا تو اُسے نیک بستی والے نیک لوگوں میں شامل کیا گیا''۔

بخاری شریف میں ہے: فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا ۲۱ ''راستے میں اُس کو موت آن پہنچی تو اُس نے اپنا سینہ اُس بستی کی طرف جُھکا دیا (جدھر وہ توبہ کرنے جا رہا تھا)''۔

وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے: ''جس بستی کی طرف وہ گنہگار شخص جا رہا تھا اُس بستی کا نام نصرہ ہے۔ تو لکھا ہے' نصرہ میں وہاں ایک بڑا درویش رہتا ہے اُس کے ہاتھ پر توبہ کر۔ امام طبرانی کی روایت میں اِس کی صراحت ہے''۔ ۲۲

بخاری شریف میں مزید ہے: فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِىْ وَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِىْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ ۲۳ ''اللہ (ﷻ) نے (نصرہ) بستی کو یہ حکم فرمایا کہ اِس شخص سے نزدیک ہو جا اور اُس بستی کو جہاں سے وہ نکلا تھا یہ حکم فرمایا کہ اِس سے دُور ہو جا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا: اَیسا کرو جہاں یہ مرا ہے وہاں سے دونوں بستیاں ماپو (ماپا) تو دیکھا وہ (نصرہ کی طرف) ایک بالشت زیادہ نزدیک ہے پھر وہ بخش دیا گیا''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۲۲)

ابن ماجہ میں ہے جب ۱۰۰ آدمیوں کا قاتل (اللہ والوں سے محبت رکھنے والے) عالم کے پاس گیا تو اُس نے کہا: اُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ الَّتِىْ اَنْتَ فِيْهَا اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِيْهَا فَخَرَجَ يُرِيْدُ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ ''تو اُس ناپاک بستی سے (جہاں تو نے اِتنے سخت گناہ کئے) نکل جا اور فلاں قریہ صالحہ (بستی شریف' نیک بستی) میں جا' (اُس بستی کا نام لیا) وہاں جا کر اپنے مالک کی عبادت کر۔ وہ شخص اُس صالحہ بستی کو

---

۲۰ مسلم جلد ۲ ص ۳۵۹۔ ۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۴۹۳۔ ۲۲ تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۲۲۔ ۲۳ بخاری جلد ۱ ص ۴۹۴' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۸۲۔

جانے کی نیت سے نکلا''۔

ابن ماجہ میں ہے: جب رَحمت اور عذاب کے فرشتوں کی بحث ہونے لگی تو وہاں شیطان آ گیا اور کہنے لگا اَنَا اَوْلٰی بِہٖ اَنَّہٗ لَمْ یَعْصِنِیْ سَاعَۃً قَطُّ ''اِس شخص کی نسبت مجھ سے زیادہ ہے یعنی میں اِس کا حقدار ہوں اِس نے ایک ساعت بھی میری نافرمانی نہیں کی۔ اور رَحمت کے فرشتوں نے کہا' نہیں وہ توبہ کر کے نکلا تھا۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آگے بیان کرتے ہیں: لَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ اِحْتَفَزَ بِنَفْسِہٖ فَقَرُبَ مِنَ الْقَرْیَۃِ الصَّالِحَۃِ وَبَاعَدَ مِنَ الْقَرْیَۃِ الْخَبِیْثَۃِ فَالْحَقُوْہُ بِاَھْلِ الْقَرْیَۃِ الصَّالِحَۃِ [۲۴] ''جب اُس شخص کو موت آن پہنچی تو گھسٹ کر (یا محنت کر کے) وہ صالحہ بستی (یعنی شریف بستی) کی طرف قریب ہو گیا اور بُری بستی سے دُور ہو گیا۔ آخر فرشتوں نے اُس کو نیک بستی کے لوگوں میں شریک کر لیا''۔

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد کا ہے کیونکہ رہبانیت کی اِبتداء اُن لوگوں سے ہوئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبع تھے۔ اگر یہ کہا جائے ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں تو سارے نصوص کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: .... اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا .... (البقرہ:۱۶۰) ''مگر وہ جو توبہ کریں''۔

اور اگر یہ کہیں کہ توبہ قبول ہے' تو نصوصِ شرع کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے بلکہ اِن میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ حقوق العباد اُن لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو اُن کے مستحق ہیں یا اُن سے معاف کرا لئے جائیں اِس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم جب اُس شخص سے راضی ہو گیا اور اُس کی توبہ قبول کر لی تو وہ لوگ بھی راضی ہو جائیں گے۔ جن کے حقوق اُس نے غصب کر رکھے تھے۔ جب وہ شخص مر گیا تو رَحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے۔

---

[۲۴] ابن ماجہ ص ۱۹۲۔

تھا۔ اُس نے ننانوے انسانوں کے قتل کو بہت بڑا گناہ سمجھا تھا جبکہ دوسرے راہب پر علم کا غلبہ تھا۔ اُس نے جواب دیا اور اُس کو نجات کی راہ بتائی۔ اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو شخصوں کا اپنے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے تیسرے کو حاکم تسلیم کر لینا جائز ہے۔ اور اِس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا کیونکہ رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے باہم جھگڑا کیا تو تیسرے فرشتہ نے اُن میں فیصلہ کر دیا جو اِنسانی شکل وصورت میں ظاہر ہوا تھا۔ فرشتوں نے اِس کے فیصلے کو قبول کیا اور اُس پر عمل کیا۔ نیز اِس حدیث شریف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علماء اور نیک لوگوں کے مقامات کی طرف قصد کر کے جانا باعثِ برکت ہے اور اُن کے توسُّل سے اللہ تبارک وتعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

مسلمان کو کافر کہنے والا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهٖ اَحَدُهُمَا [۲۵] ''جب کسی شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث شریف کے اَلفاظ اِس طرح ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا [۲۶] ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کہے یا کافر تو اُن دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت کے مؤطا امام مالک میں اَلفاظ ہیں:- مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا [۲۷]

---

[۲۵] بخاری جلد۲ ص ۹۰۱، مسند احمد جلد۲ ص ۴۷، الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۴۶۵، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ ص ۱۹۴۔ [۲۶] مسند احمد جلد۲ ص ۱۱۲، الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۴۶۴، مشکوٰۃ ص ۴۱۱، شرح السنۃ جلد۶ ص ۵۱۲ (شرح السنۃ میں یَا کَافِرُ کی بجائے کَافِرٌ ہے)۔ [۲۷] مؤطا امام مالک ص ۳۱۷، الادب المفرد ص ۶۴ (بیروت)۔

''جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا''۔

دُرِّ منثور میں ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے:- مَنْ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَ اِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ ۲۸ ''جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اگر جس کو کافر کہا گیا ہے وہ واقعی کافر ہے تو پھر وہ کافر ہی ہے وگرنہ یہ بات (جو کسی نے کہی ہے) اُس کی طرف لوٹ آتی ہے''۔ (یعنی کہنے والا کافر ہوتا ہے)۔

صحیح مسلم کے اِبتدائی اَلفاظ ہیں: اَیُّمَا اِمْرِئٍ ۲۹ باقی اَلفاظ وہی ہیں جو اُوپر لکھی ہوئی حدیث شریف میں ہیں۔ معنی تقریباً وہی ہیں جو اُوپر تحریر ہو چکے ہیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:- مَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ ۳۰ ''جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا اللہ کا دشمن کہہ کر بلائے پھر وہ جس کو اِس نام سے پکارا ہے اَیسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر پکارنے والے کی طرف پلٹ آئے گا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ایک روایت میں اِسی طرح اَلفاظ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا قَالَ اَخُوْ کَافِرٌ فَقَدْ کَفَرَ اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ الَّذِیْ قَالَ لَہٗ کَافِرًا فَقَدْ صَدَقَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ کَمَا قَالَ لَہٗ فَقَدْ بَاءَ الَّذِیْ قَالَ لَہٗ بِالْکُفْرِ ۳۱ ''جب ایک نے دوسرے کو کافر کہا تو اُن دونوں میں سے ایک نے تو کفر بہر حال کیا جسے کافر کہا تھا اگر وہ ویسا ہی ہے۔ تب تو سچ ہی کہا اور اگر وہ کافر نہیں ہے تو جس نے کہا وہ کفر لے کر لوٹا''۔

---

۲۸ دُرِّ منثور جلد ۷ ص ۵۶۵۔ ۲۹ مسلم جلد ا ص ۵۷۔ ۳۰ صحیح مسلم جلد ا ص ۵۷' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۳' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۶۶' مشکوٰۃ ص نمبر ۴۱۱ حدیث نمبر ۴۸۱۷۔ ۳۱ الادب المفرد ص ۶۵ (بیروت)۔

اِتنی سخت وعیدوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص تحقیق کے بغیر شرک وکفر وبدعت کے فتووں کی بوچھاڑ کر رہا ہے تو دُعا کرنی چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کے خوفناک ضرر سے اہلِ ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

توبہ کی بیعت کا ثبوت:

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰی مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰی ذٰلِكَ [۳۲]

''رسول اللہ ﷺ نے، جبکہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت آپ ﷺ کے آس پاس تھی، فرمایا: مجھ سے اِس بات پر بیعت کرو:

(۱) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ شریک نہ کرنا۔

(۲) چوری نہ کرنا۔

(۳) زنا نہ کرنا۔

(۴) اپنی اَولاد کو قتل نہ کرنا۔

---

[۳۲] مشکوٰۃ ص ۱۳، بخاری جلد ا ص ۷، جلد ۲ ص ۱۱۱۲، ۷۲۷، دارمی جلد ۲ ص ۲۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۳۲۸-۱۸، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۴۸، نسائی جلد ۲ ص ۱۸۰، شرح السنۃ جلد ا ص ۹۱، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۲۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۷۰، تیسیر الباری جلد ا ص ۲۲۔

(۵) کسی پر زنا کا بہتان نہ لگانا۔

(۶) کسی اَچھی بات میں نافرمانی نہ کرنا۔

تم میں سے جو وفائے عہد کرے گا' اُس کا ثواب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے کرم پر ہے اور جو کوئی اِن میں سے کچھ کر بیٹھے اور دُنیا میں سزا پالے تو وہ سزا کفّارہ ہے اور جو اِن میں سے کوئی کچھ (جُرم) کر لے پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے تو وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سپرد ہے اگر چاہے تو معاف فرمادے اگر چاہے تو سزا دے دے۔ (حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) چنانچہ ہم نے اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی''۔ ۝

۝ **اِس حدیث سے توبہ کی بیعت کا ثبوت ہوتا ہے جو حضرات صوفیہ میں رائج ہے۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۲)۔** ☆

☆ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں بیعت کا ثبوت موجود ہے۔ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ پر اِیمان رکھنے والا بیعت کا اِنکار نہیں کر سکتا۔ بیعت کی کئی اَقسام ہیں۔

اَقسامِ بیعت:

عمومی طور پر بیعت کی آٹھ قسمیں ہیں:

(۱) بیعتِ اِسلام۔ (۲) بیعتِ خلافت۔ (۳) بیعتِ تقویٰ۔ (۴) بیعتِ توبہ یا بیعتِ اَنابت۔ (۵) بیعتِ جہاد۔ (۶) بیعتِ ہجرت۔ (۷) بیعتِ اِستقامت۔ (۸) بیعتِ شہادت۔

آج کل کی بیعت' بیعتِ تقویٰ' توبہ یا اَنابت ہے' اِس بیعت کا مآخذ (سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲) یا اِس طرح کی دوسری آیاتِ مبارکہ یا اَحادیثِ مبارکہ ہیں۔

بیعتِ عُقبۂ اُولیٰ:

اِبتداءِ اسلام میں سرورِ کونین رسول اللہ ﷺ ہر موسم میں لوگوں کے پاس جاتے تھے اور مختلف قبائل میں جا کر اِسلام کی تبلیغ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ عقبہ میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ خزرج کے چند لوگوں سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم کچھ دیر ٹھہرو تو میں تم سے کوئی بات کروں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے اُنہیں دعوتِ اِسلام دی اور اُن کے سامنے قرآنِ مجید کی تلاوت فرمائی۔ اُن لوگوں نے یہودیوں سے سن رکھا تھا کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے تو اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا' بخدا یہ وہی (محبوب) نبی ﷺ ہیں جو یہودی کہتے تھے۔ اَیسا نہ ہو کہ یہودی تم سے پہلے اُن پر ایمان لے آئیں اور ہم پر سبقت لے جائیں۔ چنانچہ اُنہوں نے آپ ﷺ کی بات تسلیم کر لی اور مسلمان ہو گئے۔ جب وہ اپنے گھروں کو واپس گئے اور اُنہوں نے اپنی قوم سے آپ ﷺ کا ذکر کیا تو اُن میں آپ ﷺ کی بہت شہرت ہو گئی۔ اور آئندہ بارہ اَشخاص موسم حج میں آئے۔ اُن میں سے ایک (حضرت) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) تھے وہ عُقبہ وادی میں آپ ﷺ سے ملے اور آپ ﷺ کے دستِ ہدایت پر بیعتِ اِسلام کی۔ یہ پہلی بیعتِ عُقبہ ہے۔ بعد ازیں اُن اُمور پر بیعت کی جو محوّلہ بالا حدیثِ پاک میں مذکور ہیں۔ پھر وہ بیعت کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ پھر اُن میں سے حج کے موسم میں ستر آدمی آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وسطِ اَیام میں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب وہ رات آئی جس کا آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا تو ہم شروع رات میں سو گئے جب لوگ گہری نیند سو رہے تھے تو ہم اپنے بستروں سے اُٹھے حتیٰ کہ وادیٔ عقبہ میں اَکٹھے ہو گئے اور کوئی دوسرا آدمی آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اُن سے گفتگو فرمائی اور دعوتِ اِسلام دی۔ اُنہیں اِسلام کی رغبت دلائی اور قرآنِ پاک کی

تلاوت فرمائی۔ یہ سن کر سب نے دعوت قبول کر لی اور آپ ﷺ کی بیعت کرنے کے لئے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ اپنا دستِ اقدس بڑھائیں ہم آپ ﷺ کی بیعت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی قوم میں سے بارہ نقیب نکالو۔ ہم نے ہر گروہ سے ایک ایک نقیب نکالا اور سب نے آپ ﷺ کی بیعت کی۔ اس کا نام بیعتِ عقبہ ثانی ہے۔ اس بیعتِ عقبہ ثانی میں بھی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ شامل تھے اور بنی عوف کے نقیب تھے۔

بیعتِ رضوان:

ایک وہ بیعت ہے جو بہت مشہور ہے جسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں جو ہجرت کے بعد واقع ہوئی۔ پہلی دونوں بیعتیں ہجرت سے پہلے ہوئی تھیں۔ اس تیسری بیعت میں بھی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اس طرح اُنہیں ان تین بیعتوں کا شرف حاصل ہے۔

بیعتِ سماعت و اِطاعت:

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بَایَعْنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمُنْشِطِ وَالْمُکْرِهِ وَالْاَثْرَةِ عَلَیْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَاَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ حَیْثُمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ [۳۳]

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اِطاعت کرنے پر سختی اور آسانی دونوں حالتوں میں بیعت کی اور خوشی اور ناخوشی میں اور اِس حالت میں بھی کہ ہمارے اُوپر دوسرے کو مقدم رکھا جائے اور ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ جو شخص حکومت کے لائق ہے اُس کی حکومت میں ہم جھگڑا نہیں کریں گے

۳۳ ابن ماجہ ص ۲۱۱' بخاری جلد ۲ ص ۱۰۶۹' نسائی جلد ۲ ص ۱۷۹۔

اور سچی بات کہیں گے جہاں ہم ہوں۔ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے کاموں یا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضامندی میں ہم کسی بُرا کہنے والے کی بُرائی سے نہ ڈریں"۔

یہ حدیث شریف اور وہ حدیث شریف جو پہلے بیان ہو چکی ہے جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی ہیں' صوفیاء کرام اور مشائخِ عظام کی بیعت کی اَصل ہے۔ کیونکہ بزرگانِ دین کی بیعت یہی ہے کہ آدمی گناہوں سے توبہ کرے۔ ذکرِ الٰہی اور عبادت میں کمر ہمت باندھے' صبر اور ثابت قدمی سے کام لے کر روحانیت کی منزلیں طے کرلے۔

عورتوں کی بیعت کی اَصل:

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الممتحنہ:۱۲)

"اے غیب کی باتیں بتانے والے (محبوب صلی اللہ علیک وسلم)! جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس عورتیں حاضر ہوں اور اِس (بات) پر بیعت کریں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری' اور نہ اپنی اَولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لگائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اُٹھائیں' اور کسی نیک بات میں نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ)

سے اُن کی مغفرت چاہو۔ بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے''۔

عورتوں سے جن اُمور پر بیعت لی گئی اُن میں یہ باتیں اَہم ہیں۔

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ (۲) چوری نہیں کریں گی۔ (۳) بدکاری نہیں کریں گی۔ (۴) اپنی اَولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ (۵) کسی پر بدکاری کا بہتان نہیں لگائیں گی۔ (۶) ہر نیک کام جس کا حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ حکم فرمائیں گے اُس میں نافرمانی نہیں کریں گی۔

یہ عورتیں مومنہ عورتیں تھیں اُن سے جو بیعت لی گئی وہ دینِ اِسلام پر قائم رہنے کی بیعتِ استقامت تھی۔

اِس سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ **ایک مسلمان کا شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونا سُنّت ہے۔**

عورتوں کی بیعت:

حضرت امیمہ بنتِ رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں چند عورتوں میں آپ ﷺ کے پاس بیعت کرنے کے لئے آئی اور ہم سے آپ ﷺ نے ان باتوں کا عہد لیا جن کا سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲ میں ذکر ہے۔ جب اِس مقام پر پہنچیں کہ **وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ** یعنی کسی نیک بات میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہو: **فِیْمَا اسْتَطَعْنَ وَاَطَقْنَ** یعنی ''جہاں تک ہم کو طاقت اور قدرت ہے''۔ اور عرض کیا، اللہ جَلَّ جلالہ اور اُس کے رسول ﷺ ہماری جانوں پر رحم فرمائیں، **یارسول اللہ** (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ ﷺ ہم سے مصافحہ نہیں فرمائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَآءَ** میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ اور پھر فرمایا: میری سو عورتوں سے بات ایسی ہی ہے جیسے ایک عورت سے۔ [۳۴]

---

۳۴ درمنثور جلد ۸ ص ۱۳۸، ابنِ ماجہ مختصر ا ص ۲۱۲، حدیث نمبر ۲۸۷۴، دار قطنی جلد ۴ ص ۱۴۷-۱۴۶، مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۳۹، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۵۷، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۲۰۶۸۵، کنز العمال حدیث نمبر ۴۷۵-۴۷۶۔

حدیثِ مبارک:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس آجاتیں تو آپ ﷺ اُن کا امتحان لیتے، اِس آیتِ کریمہ سے جو اُوپر بیان ہو چکی ہے۔ (یعنی سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر:۱۲)

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، جو کوئی مومنہ عورت اِس آیتِ کریمہ کے موافق اِقرار کرتی تو آپ ﷺ اُس سے فرماتے بس جاؤ میں تم سے بیعت لے چکا۔ آپ فرماتی ہیں، اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی قسم! آپ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہ لگا۔ فقط اِتنا تھا کہ آپ ﷺ اُن سے زُبان سے بیعت فرماتے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے اُنہی باتوں کا اِقرار لیا جن کا اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے حکم فرمایا۔ (بیعت کیلئے) آپ ﷺ کی ہتھیلی کبھی کسی عورت کی ہتھیلی سے نہ لگی۔ آپ ﷺ جب اُن سے بیعت لیتے تھے تو فرماتے تھے، میں نے تم سے بات کر کے بیعت لی۔ (قَدْ بَایَعْتُکُنَّ کَلَامًا)۔[۳۵]

ایک روایت میں ہے: اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَایَعَ النِّسَآءَ وَبَیْنَ یَدَیْهِ وَاَیْدِیْهِنَّ ثَوْبٌ[۳۶] ''جب رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے تو آپ ﷺ اور عورتوں کے ہاتھوں میں کپڑا پکڑا ہوتا''۔

دوسری روایت میں ہے: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا بَایَعَ النِّسَآءَ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَّاءٍ فَغَمَسَ یَدَهٗ فِیْهِ ثُمَّ اَمَرَ النِّسَآءَ فَغَمَسْنَ اَیْدِیَهُنَّ فِیْهِ[۳۷] ''نبی اللہ ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو آپ ﷺ پانی کا ایک

---

۳۵ ابن ماجہ ص۲۱۲، قرطبی جلد۹ جز۱۸ ص۴۷، بخاری جلد۲ ص۱۰۷۱۔ ۳۶ قرطبی جلد۹ جز۱۸ ص۴۷۔ ۳۷ قرطبی جلد۹ جز۱۸ ص۴۷، درمنثور جلد۸ ص۱۴۳۔

پیالہ منگواتے' اُس میں اپنا نورانی دستِ مبارک رکھ دیتے' بعدازیں اُن عورتوں کو جن سے بیعت لینا ہوتی اُن کو حکم فرماتے کہ وہ پانی کے پیالے میں اپنے ہاتھ ڈال دیں''۔

مَردوں اور عورتوں کی بیعت کا فرق:

مردوں سے بیعت ہاتھ میں ہاتھ لے کر لی جاتی ہے۔ جبکہ عورتوں سے زبانی بیعت لی جاتی ہے۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے عورتوں سے کئی بار بیعت لی لیکن عورت کے ساتھ بیعت لیتے وقت مصافحہ نہ فرمایا۔ کبھی تو زبانی اُن اُمور کی پابندی کا وعدہ لیا' کبھی پانی سے بھرے پیالے میں اپنا دستِ مبارک ڈالا اور اُس کے بعد بیعت کرنے والی عورتوں کو اپنا ہاتھ ڈالنے کا حکم دیا۔ کبھی کپڑا دستِ مبارک میں لے کر عورتوں سے بیعت لی۔

مَردوں کی بیعت کے وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) نے یہ بھی فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ .... (الفتح:۱۰) ''بے شک جو آپ (ﷺ) کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ (ﷻ) سے بیعت کرتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں پر اللہ (تبارک وتعالیٰ د) کا ہاتھ ہے''۔

اِس آیتِ مبارک سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں:

(۱) مرشد کسی کو مرید کرتے وقت عمومی توبہ کے ساتھ خاص اُن گناہوں سے بھی توبہ کرائے جن میں مرید گرفتار ہو۔ مثلاً بے نماز اور سود خور سے' ترکِ نماز اور سود خوری سے خصوصاً توبہ کرائے اور آئندہ کے لئے نماز پڑھنے اور سود نہ کھانے کے وعدہ پر قائم رہنے کا حکم دے۔

(۲) بیعت لے چکنے کے بعد اپنے مرید کے لئے دُعائے مغفرت کرے کہ یا اِلٰہی اِس کے پچھلے گناہ بخش دے۔ خود توبہ کرنے کا اور حکم ہے اور اللہ ﷻ کے کسی بندے کے ہاتھ پر توبہ کرنے کا اور حکم ہے۔ (نورالعرفان زیرِ آیت)

بیعتِ وفا کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۳۸ ''قیامت کے دن تین آدمیوں سے اللہ (جل جلالہ) بات نہیں کرے گا اور نہ ہی اُن کی طرف نگاہ کرم فرمائے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کے لئے عذابِ الیم ہے''۔

(۱) وہ شخص جو بے آب جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی رکھتا ہے اور مسافروں کو (پانی لینے سے) روکتا ہے۔ (یعنی پانی نہیں دیتا)

(۲) وہ شخص جو عصر کے بعد کوئی چیز بیچے اور قسم کھائے کہ میں نے یہ چیز اِتنے کی لی ہے اور خریدار نے اُس کی بات کو سچ مانا حالانکہ وہ سچا نہیں تھا۔ (یعنی وہ شخص جو جھوٹی قسم کھا کر کوئی چیز (سودا) بیچے۔

(۳) وہ شخص جس نے ایک اِمام کی دنیا کے لئے بیعت کی پھر اگر اُس اِمام نے اِس کو دُنیا دی تو اُس نے بیعت پوری کی اور جو نہ دی تو بیعت بھی پوری نہ کی۔

ایک ہی شیخ کی دوبارہ بیعت:

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت سَلَمہ بن اَکْوَع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے درختِ رضوان کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (بیعتِ رضوان) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا سَلَمَةُ اَلَا تُبَايِعُ ''اے سلمہ تو بیعت نہیں کرتا''۔ تو میں نے عرض کیا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايَعْتُ فِي الْاَوَّلِ، قَالَ وَ فِي الثَّانِيْ ۳۹ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے پہلے بھی آپ

---

۳۸ ابن ماجہ ص ۲۱۱، بخاری جلد ۲ ص ۱۰۷۱، مشکوٰۃ ص ۲۵۹ حدیث نمبر ۲۹۹۵، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۵۸، مرقاۃ جلد ۶ ص ۱۷۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۲۱۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۳۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۷۵، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۸۱۶، ۴۳۸۱۸۔ ۳۹ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۷۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۴۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۱۵، دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۱۳۸۔

ﷺ سے بیعت کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا' دوسری بار پھر سہی''۔

نمازِ پنجگانہ کی اَدائیگی کے وعدہ پر بیعت:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ (جل جلالہ) کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم سب نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ ایک شخص نے عرض کیا' ہم آپ ﷺ سے بیعت کر چکے ہیں' اَب کس بات پر بیعت کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوْا وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَّلَا تَسْئَلُوا النَّاسَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْئَلُ اَحَدًا يُّنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ [۴۰]

''(۱) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

(۲) نمازِ پنجگانہ اَدا کرو۔

(۳) اور سنو اور اِطاعت کرو۔

(۴) اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ لوگوں سے مانگو نہیں۔

(حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں پھر میں نے اُن لوگوں میں سے کسی کو دیکھا کہ اگر اُن میں سے کسی کا کوڑا زمین پر گر پڑتا تو وہ کسی سے نہ کہتا کہ مجھے کوڑا اُٹھا کر دے دو بلکہ وہ سواری سے اُتر کر خود ہی اُٹھاتا''۔

---

[۴۰] ابن ماجہ ص ۲۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۹۷' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۷۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۳۹۔ اِس حدیث شریف سے بیعت کی اَصل ثابت ہوتی ہے نیز یہ بات نکلتی ہے کہ ایک ہی بزرگ سے آدمی دو تین بار بیعت کر سکتا ہے۔

بیعتِ شہادت:

حضرت یزید بن ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے حضرت سلمہ بن اَکْوَع رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ بَایَعْتُمُ النَّبِیَّ ﷺ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ قَالَ عَلَی الْمَوْتِ ۴۱ ''تم نے نبی (کریم ﷺ) سے حدیبیہ کے دن کس بات پر بیعت کی تھی؟ اُنہوں نے کہا، شہید ہونے کی''۔

زکوٰۃ دینے پر بیعت:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ۴۲

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے (نورانی) دستِ (ہدایت پر) بیعت کی:

(۱) نمازِ پنجگانہ کو قائم کروں گا۔ (یعنی ٹھیک ٹھیک انداز میں اَدا کروں گا)۔

(۲) میں زکوٰۃ دوں گا۔ اور

(۳) میں ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔

نوحہ نہ کرنے پر بیعت:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَیْنَا اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّ نَهَانَا عَنِ النِّیَاحَةِ ۴۳ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے یہ آیتِ مبارک سنائی یعنی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور ہمیں میّت پر نوحہ کرنے سے منع فرمایا''۔

تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کرنے لگی فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی۔ میں اُس کا بدلہ اَدا کرلوں۔ یہ سن کر نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ

۴۱ بخاری جلد۲ ص ۱۰۶۹۔۴۲ بخاری جلد۲ ص ۷۵۔۱۸۸، جلد۲ ص ۱۰۶۹، شرح السنۃ جلد۱ ص ۹۳، نسائی جلد۲ ص ۱۸۰، تیسیر الباری جلد۱ ص ۵۰، ۵۱۔۴۳ بخاری جلد۲ ص ۷۲۶، نسائی جلد۲ ص ۱۸۲

خاموش رہے۔ وہ چلی گئی، پھر لوٹ کر آئی، آپ ﷺ نے اُس سے بیعت لی"۔ (ممکن ہے اُس وقت نوحہ مکروہ تنزیہی ہو، اِس کے بعد نوحہ کرنا مطلقاً حرام قرار دے دیا گیا)۔

بچے کی بیعت سر پر ہاتھ پھیرنا:

حضرت ابو عقیل زُہرہ بن معبد علیہ الرحمہ سے روایت ہے، اُنہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے بچپن میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو دیکھا تھا۔ اُن کی ماں حضرت زینب بنتِ حُمید بن زُبیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصَی، اُن کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی تھیں۔ اُنہوں نے عرض کیا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَایِعْہُ" "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِسے بیعت کر لیں"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ [۴۴] "یہ تو بچہ ہے پھر اُس کے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور اُس کے لئے دُعا کی"۔ (یعنی اُس کے سر پر ہاتھ پھیر دینا ہی بیعت تھی)۔

جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نَفِرَّ [۴۵] "ہم نے (رسول اللہ ﷺ سے) بیعت کی کہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے"۔

حدیثِ علمِ غیب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ

---

[۴۴] بخاری جلد۲ ص ۱۰۷۰، مسند احمد جلد۴ ص ۲۳۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۷۹، جلد۸ ص ۱۴۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹۴۲۔ [۴۵] نسائی جلد۲ ص ۱۸۰۔

بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ ۴۶

''فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور صاف میدانوں میں لے جائے گا۔ الف ''اپنے دین کی حفاظت کے لئے فتنوں سے دُور بھاگے گا''۔ ب

الف لوگوں سے علیحدہ رہنا، اُس وقت بہتر ہے جبکہ حالات سازگار نہ ہوں اور خطرات ہی خطرات منڈلا رہے ہوں تو لوگوں سے علیحدہ رہنے میں سلامتی ہے۔ بہرحال فتنوں کے زمانہ میں عُزلت اَچھی چیز ہے۔ لیکن اگر اِنسان فتنہ کے اِزالہ پر قادر ہو تو اُسے اُس کے اِزالہ میں کوشش کرنی چاہئے۔ محلّہ کے لوگوں میں مِل جُل کر رہنا چاہئے تاکہ نماز باجماعت پڑھی جا سکے۔ دین کی دعوت کا مشن جاری رہے۔ ویسے بھی اِنسان اپنی طبع کے اِعتبار سے عوام سے مَیل جَول کا محتاج ہے اور کمالِ اِنسانیت لوگوں کے ساتھ اِختلاط سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اُس وقت مستحسن ہے جبکہ فتنوں کا ڈر نہ ہو اور نہ ہی گناہوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔ اور نیک لوگوں کے پاس بیٹھنے سے اِصلاحِ دین ہو۔

ب صاحبِ تیسیر الباری اِس حدیثِ پاک کے بارے میں خاموش ہیں۔ اہل اِسلام کا عقیدہ علم غیب کے بارے میں قرآنِ مجید و حدیثِ مبارکہ کی رُو سے واضح ہے۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید سارے کا سارا اَخبارِ غیب ہے۔ ذَالِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ .... (ھود:۴۹) ''یہ غیب کی خبریں جو ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی فرمائی ہیں''۔

---

۴۶ بخاری جلد ۱ ص ۷، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۳، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۳۹، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۸۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۷، مشکوٰۃ ص ۴۶۲ حدیث نمبر ۵۳۸۶، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۱۶، نسائی حدیث نمبر ۵۰۳۶، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۱۵۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب ایک غیر مقلد رائٹر ہیں جنہوں نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین کی تیسری جلد میں خبر غیب کے عنوان کو پیش گوئی کا عنوان دیا ہے۔ فصل نمبر ۶ قرآن ذی الذکر کی پیشن گوئیاں [۴۷]

ایک متشدّد اور فرقہ پرست رائٹر محمد منظور نعمانی صاحب نے **بوارق الغیب** کے عنوان سے کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت محمد مصطفیٰ کریم ﷺ کے علم غیب کی نفی بیان کرنے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ مگر

"الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں"

کے مصداق اپنی باطل کوششوں پر تمہید کے پہلے جملہ میں ہی پانی پھیر دیا ہے جبکہ اللہ کریم نے علم غیبِ مصطفیٰ ﷺ کے ناقد سے لکھوایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

"اَب سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پہلے صادق مصدوق ﷺ نے اپنی اُمّت کے متعلق فرمایا تھا: **لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ** (الحدیث) "تم لوگ ضرور بہ ضرور پیروی کرو گے اگلی اُمتوں (یعنی یہود و نصاریٰ) کی بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ (بالکل اُن کے قدم بقدم ہو گے)۔ جس ماحول میں زبانِ وحی ترجمان سے پیش گوئی صادر ہوئی تھی، اُس وقت بظاہر حالات میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کبھی اُمّتِ محمدیہ ﷺ میں بھی وہ گمراہیاں راہ پا سکیں گی جن کا شکار یہود و نصاریٰ ہوئے لیکن گردشِ ایّام نے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اس پیش گوئی کے دونوں رُخ دنیا کے سامنے پیش کر دیئے"۔ (من وعن تمہید ص ۷ چھاپہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

محولہ بالا حدیث شریف کی تفصیل اِس طرح ہے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے:۔ **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ** "باب نبی کریم ﷺ کا

[۴۷] ص ۲۶۹ چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

یہ فرمانا کہ تم لوگ (یعنی مسلمان بھی) اگلے لوگوں کی چال پر چلو گے"۔
(تیسیر الباری جلد۹ص۳۴۳ من وعن)

اِس باب میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے دو روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسری کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ دونوں روایات بالترتیب اِس طرح ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ اُمَّتِیْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ مَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰٓئِكَ** ۴۸ "اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری اُمّت پہلے لوگوں کے طریقوں پر برابر نہ چلنے لگے۔ بالشت کے برابر بالشت اور ہاتھ کے برابر ہاتھ (چلے گی۔) عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگلی اُمتوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ پارسی اور نصرانی؟ فرمایا: وہ یہی لوگ تو ہیں"۔ ۝

۝ "جب مسلمانوں کی سلطنت ہوئی پہلے اُنہوں نے اِیرانیوں کی چال ڈھال' وضع قطع اِختیار کی پھر بعد کے زمانے میں مغلیہ سلاطین کی سلطنت ۱۲۰۰ھ تک رہی تو اُنہی کی سب باتیں جاری ہوئیں یہاں تک کہ (اکبر کے وقت میں) دینِ اِلٰہی جاری ہو گیا۔ اِس کے بعد انگریزوں کی حکومت ہوئی اَب اکثر مسلمان اُن کی مشابہت کر رہے ہیں۔ کھانے پینے' لباس معاشرت نشست و برخاست سب رسموں میں اُنہی کی پیروی کر رہے ہیں"۔ (تیسیر الباری جلد۹ص۳۴۴) ☆

☆ اَب تو ہندوؤں کی رسومات کو دین کا حصّہ بنا کر عمل کیا جا رہا ہے۔ جو لوگ اِن نقالیوں سے بچے ہوئے ہیں' اُنہی کے صدقے اور برکت سے دوسرے بچے

---

۴۸ بخاری جلد۲ص۱۰۸۸' مسند احمد جلد۲ص۳۶۷۔۳۳۶' تیسیر الباری جلد۹ص۳۴۳' تفہیم البخاری جلد۱۱ص۲۰۴' کنز العمال حدیث نمبر۳۸۴۱۵۔

ہوئے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ: فَمَنْ؟[۴۹]

''تم پہلے لوگوں کے طریقوں کے برابر ایسی پیروی کرو گے جیسے بالشت بالشت کے برابر ہے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اُن کی پیروی کرو گے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگلے لوگوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اور کون؟ (یعنی یہی ہیں)''۔

ایک اور حدیثِ علم غیب:

راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور عقیدۂ امام بخاری علیہ الرحمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ اَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا

---

[۴۹] بخاری جلد۲ ص ۱۰۸۸، مسلم جلد۲ ص ۳۳۹، شرح السنۃ جلد۷ ص ۳۸۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۹۴ (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) مسند احمد جلد۲ ص ۳۲۷، جلد۳ ص ۸۹۔۸۴، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۹۳، حدیث نمبر ۱۰۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ ص ۱۸۶، حدیث نمبر ۵۹۴۳ (عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

اَوِ الْحَیَاۃِ شَکَّ مَالِکٌ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّۃُ فِی جَانِبِ السَّیْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّھَا تَخْرُجُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِیَۃً؟ قَالَ وُھَیْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو: اَلْحَیَاۃِ وَ قَالَ خَرْدَلٍ مِنْ خَیْرٍ ۵۰

''(حساب و کتاب کے بعد) جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔ پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرمائے گا جس کے دِل میں رائی کے دانہ کے برابر اِیمان ہے' اُسے دوزخ سے نکالو۔ اَیسے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے حالانکہ وہ (لوگ جل کر) سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر اُنہیں نہر حیا یا نہر حیاۃ (برسات کی نہر یا زندگی کی نہر میں) ڈالا جائے گا (اس حدیث شریف کے ایک راوی) مالک نے یہ شک کیا ہے۔ وہ اِس طرح تر و تازہ ہو جائیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کنارے پر جمع شدہ خس و خاشاک میں اُگتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ پیچ و تاب کھاتا ہوا زرد رنگ میں نکلتا ہے؟ حضرت وہیب علیہ الرحمہ نے کہا ہمیں عمرو علیہ الرحمہ نے خبر دی کہ لفظ ''حیات'' ہے اور اُنہوں نے اِیمان کی جگہ لفظ خیر کہا ہے''۔ ☆

☆ اِس حدیث شریف میں قیامت کے دن کے حالات بیان کئے گئے ہیں جو علم غیب پر دلالت کرتے ہیں۔ اِن حالات کو بیان کرتے ہوئے کسی محدث نے نفی علم غیب کا ذکر نہیں چھیڑا بلکہ جیسے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر غیب غداً قیامت کے بعد جنت و دوزخ میں جانے اور دوزخ سے نکلنے کی سُنی ویسے ہی اِعتقاد و یقین کامل رکھتے ہوئے بیان فرما دی۔

اِس حدیثِ پاک سے یہ بھی پتا چلا کہ جس کے دل میں تھوڑا سا بھی اِیمان ہوگا وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ جو گنہگار مومن دوزخ میں داخل ہوں گے وہ بُرے اَعمال کی وجہ سے سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں جائیں گے یہ اہل اِسلام اہلسنّت

۵۰ بخاری جلد ا ص ۸' تیسیر الباری جلد ا ص ۲۴' تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۲۱۔

وجماعت کا مسلک ہے اِس میں دو فرقوں مرجیہ اور معتزلہ کا رد ہے۔

مرجیہ کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ گناہ سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ لہٰذا گنہگار دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ معتزلہ کا عقیدہ ہے' کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف جلد اص ۹ میں باب باندھا ہے: بَابٌ اِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ ''باب اِفشاء سلام کرنا' اِسلام میں داخل ہے''۔ ۵

۵ سلام کا اِفشاء کرنا یعنی ظاہر کرنا ہر مسلمان کو سلام کرنا' اِسلام میں داخل ہے۔ (تیسیر الباری جلد اص ۲۹)

اِس سلسلہ میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف جلد اص ۹ پر حدیث شریف نقل کی ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ ۵۱ ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' اِسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا چاہے اُس سے تمہارا تعارف ہو یا نہ ہو''۔

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا دوزخ کو دیکھنا:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: کُفْرَانُ الْعَشِیْرِ وَکُفْرٌ دُوْنَ کُفْرٍ ۵۲ ''خاوند کی ناشکری بھی ایک طرح کا کفر ہے اور ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہوتا ہے''۔

---

۵۱ بخاری جلد اص ۶' تیسیر الباری جلد اص ۲۹' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۶۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۹' تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۹۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹' مشکوٰۃ ص ۳۹۷' مرقاۃ جلد ۸ ص ۴۵۵۔

۵۲ بخاری جلد اص ۹۔

اِس باب میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث شریف بیان کی ہے۔ ۵

۵ ''اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا مطلب یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے۔ ایک تو کفر حقیقی جس کی وجہ سے آدمی اِسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ دوسرا گناہ' اِس کو بھی شریعت میں کفر کہا ہے۔ مگر یہ کفر اگلے کفر سے کہیں کم ہے۔'' (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۰)

''اِس باب میں اِمام بخاریؒ نے ابو سعید کی حدیث بیان نہیں کی اِس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور کتاب الحیض میں اِس کو نکالا۔ اِس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا! تم صدقہ دو' میں نے دیکھا ہے کہ تم دوزخ میں زیادہ ہو۔ اُنہوں نے پوچھا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کا کفر یعنی ناشکری کرتی ہو۔ ابن عباسؓ کی حدیث بڑی لمبی حدیث ہے جس کو اِمام نے پورا' باب الکسوف میں نکالا۔ یہاں اُس کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور اِمام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث شریف کے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۰ من وعن)

حدیث شریف یہ ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے روز عید گاہ جانے کے لئے نکلے تو (راستے میں) عورتوں کی (جماعت) ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اَرَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ ۵۳ ''اے عورتوں کے گروہ خیرات کرو کیونکہ مجھ کو دکھایا گیا ہے کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ تھیں''۔

---

۵۳ مشکوٰۃ ص ۱۳ حدیث نمبر ۱۸' مرقاۃ جلد ا ص ۱۶۶' بخاری حدیث نمبر ۳۰۴' مسلم حدیث نمبر ۸۹' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۱۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۰۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۳۰۸ جلد ۴ ص ۲۳۵' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۰۷۵۔

عورتوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس کی وجہ؟ فرمایا:

(۱) تم لعنت بہت کرتی ہو۔ (ہر ایک کو گوستی کاٹتی ہو)

(۲) خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

(۳) میں نے ناقص عقل و ناقص دین والی عورت عقل مند آدمی کی عقل کھونے والی تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

عورتوں نے عرض کیا' ہمارے دین اور عقل میں نقصان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کے برابر نہیں؟ عورتوں نے عرض کیا' کیوں نہیں؟ فرمایا: یہ اُس کی عقل میں نقصان کے باعث ہے۔ کیا یہ نہیں کہ جب حیض آ جائے تو وہ نماز نہیں پڑھتی ہے اور نہ ہی روزہ رکھتی ہے؟ عورتوں نے عرض کیا' کیوں نہیں؟ فرمایا! یہ اُس کے دین کا نقصان ہے''۔

بخاری شریف باب الکسوف جلد ا ص ۱۴۳۔۱۴۴ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' لوگوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا' ہم نے دیکھا آپ ﷺ پیچھے ہٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے بہشت دیکھی' میں نے اُس میں ایک خوشہ پکڑا' اگر میں اُس کو لے آتا تو تم کھاتے رہتے جب تک دنیا باقی رہتی' اور مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے اُس سے زیادہ خوفناک منظر نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ اِس میں رہنے والوں کی کثرت عورتوں کی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیونکر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اُن کے کفر کی وجہ سے ہے۔ عرض کیا گیا' کیا وہ اللہ (عزوجل) سے کفر کرتی ہیں؟ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نہیں' وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ وہ اِحسان کا اِنکار کرتی ہیں۔ اگر تُو اُن میں سے کسی ایک سے زمانہ بھر اِحسان کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کوئی ناموافق شے دیکھے تو کہے گی' میں نے تجھ سے خیر کبھی نہیں دیکھی۔ ۵۴

---

۵۴ بخاری جلد ا ص ۱۴۴' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۳۵' مسند احمد جلد ا ص ۳۵۸' صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۳۱۲' نسائی جلد ا ص ۲۲۱' مسلم جلد ا ص ۲۹۸۔

کُفر اور کُفران:

کفر ایمان کے مقابلے میں اور کفران نعمت کے اِنکار کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔ کفران کفر سے ہے۔ اِس کا معنی ستر (پردہ) ہے۔ اِسی لئے ایمان کی ضِد کو کفر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حق (توحید) کو چُھپاتا ہے۔ نعمت کے اِنکار پر کفر کا اِطلاق ہوتا ہے۔

کفر کی چار قسمیں ہیں: (۱) اِنکار (۲) جُحود (۳) عِناد (۴) نفاق۔

(۱) کفر بمعنی اِنکار یہ ہے کہ دِل اور زبان سے اِنکار کرے اور توحید و رسالت کو قطعاً نہ پہچانے۔

(۲) کفر بمعنی جُحود یہ ہے کہ دِل سے پہچانے اور زبانی اِنکار کرے۔

(۳) کفر بمعنی عِناد یہ ہے کہ دِل سے پہچانے اور زبان سے اِقرار بھی کرے لیکن ایمان قبول کرنے سے اِنکار کرے یعنی اِس کے دل میں توحید کی معرفت بھی ہے اور اِس کا زبانی اِقرار بھی کرتا ہے لیکن یقین کا اِظہار نہیں کرتا۔

(۴) کفر بمعنی نفاق یہ ہے کہ مُنہ سے اِقرار کرے اور دِل سے اِنکار کرے جیسے منافقوں کا کفر۔

کُفرانِ حقوق اور کُفرانِ نعمت:

کوئی شخص وحدانیت کا اِقرار کرتا ہے۔ نبوت و رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور اِس کا دِل میں اِعتقاد رکھتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ کبائر کا اِرتکاب کرتا ہے، چوری کرتا ہے، زنا کا مرتکب ہوتا ہے، ناحق قتل کرتا ہے۔ زمین پر فساد پھیلاتا ہے، اِس پر کفران کا اِطلاق ہوتا ہے جو مذکورہ بالا چاروں اَقسام کے علاوہ ہے۔ اُسے کفرانِ حقوق اور کفرانِ نعمت کہا جاتا ہے۔ اِس بات یعنی کفر سے مراد یہی کفرانِ نعمت و حقوق ہے۔

(تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۴۳)

عموماً عورتوں کی عادت ہے کہ وہ شوہر کے اِنعامات کو تھوڑی سی ناراضگی پر

ایک ٹھوکر سے جھٹلا دیتی ہیں، یہ کفرانِ نعمت ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے، سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ سیّدِ عالمین ﷺ نے شوہر کے بیوی پر حق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حق سے ملایا ہے۔ پس جب کوئی عورت اپنے شوہر کے حق میں اِنکار کرتی ہے تو اِس بات کی دلیل ہے کہ عورت اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حق میں سُستی کرتی ہے۔

حضرت ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ شوہر کی نعمت کا اِنکار اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کا اِنکار ہے کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے شوہر کے ہاتھ پر نعمت رکھی ہے، اس لئے شوہر کی نافرمانی کفر بمعنی کفرانِ نعمت ہے۔ (تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۴۴)

میّت سے زندوں کو فائدہ:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب مقرر کیا ہے۔ بَابٌ اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْاِیْمَانِ ''جنازے کے ساتھ جانا ایمان میں داخل ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ ۵۵

''جو کوئی ایمانداری اور ثواب کی نیّت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے یہاں تک کہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھے اور اُس کے دفنانے کے بعد فارغ ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس آئے گا اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کی

۵۵ مشکوٰۃ ص ۱۴۴، تیسیر الباری جلد ا ص ۴۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۰، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۱، بخاری جلد ا ص ۱۲، مسلم جلد ا ص ۳۰۷، ترمذی جلد ا ص ۲۰۱، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۵۹، تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۸۸۔

مثل ہے۔ اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا''۔ ☆

☆ یہ وہ ثواب ہے جو فوت شدہ مسلمان کے ذریعہ' سبب' واسطہ اور وسیلہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ میّت سے کسی کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا' وہ بیچارے ایک تو اَحادیثِ مبارکہ کی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہیں' دوسرے یہ لوگ خیر و بھلائی کی تلاش میں ذہین نہیں۔ اِن کی فکر صرف نہ ماننے اور اِنکار کی فضا میں پروان چڑھنے کی وجہ سے فیل ہو چکی ہے۔ ہر مسلمان کو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے اِرشاداتِ عالیہ کو مثبت اَنداز میں پڑھنا اور پڑھانا چاہئے۔ میں نہ مانوں کا فلسفہ فکری صلاحیتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث شریف میں اُس ثواب کا ذکر ہے جو فوت شدہ مسلمان کے واسطہ' وسیلہ اور ذریعہ سے زندوں کو حاصل ہو رہا ہے۔ صرف نماز پڑھنے والے کے لئے ایک قیراط ثواب ہے جبکہ قبرستان جا کر میّت کو دفنانے تک شریک ہونے والے کے لئے دو قیراط ثواب کی خوش خبری دی گئی ہے۔ ایمان کی بدولت کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جنازوں میں جانے کا ثواب' نماز پڑھنے کا ثواب' میّت کے ساتھ چلنے کا ثواب' قبرستان جانا' قبریں بنانا' قبروں کے پاس کھڑے رہنا۔ دفنانا' قبریں نہ گرانا۔ قبر بنائی جاتی ہے جو جائز ہے۔ اگر قبریں بنانا جائز نہ ہوتا تو ہندوؤں کی طرح میتوں کو جلا دیا جاتا۔ جو لوگ قبروں کے خلاف ہیں اُن کو قبریں بنانی ہی نہیں چاہئیں اور اگر معاشرے کی شرم کی وجہ سے اپنے مُردوں کی قبر بنائیں تو رات کے اَندھیرے میں اُنہیں گرا دینی چاہئیں۔ قبروں پر جانا سُنّت ہے۔ نیز مومنوں کی قبروں پر جانا قرآنی حکم ہے اور سُنّتِ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ ہے اور جب قبروں پر جانا نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ ہے تو سُنّتِ مبارکہ کی اَدائیگی کا ثواب بھی یقینی ہے۔ اور خصوصاً آج کے اِس دَور میں جبکہ قبروں پر جانے کو بُرا

سمجھا جاتا ہے۔ اِس کا تو خصوصی اِہتمام ہونا چاہئے تا کہ قبروں پر جانے کی سُنّت ختم نہ ہو جائے۔ اور سُنّتِ مبارکہ کی اَدائیگی کا ثواب اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ** ۵۶ ''جو میری سُنّت سے محبت کرے اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ** ۵۷ ''جس نے میری اُمّت کے بگڑتے وقت میری سُنّت کو مضبوط تھاما تو اُسے سو شہیدوں کا ثواب ہے''۔

بعض لوگ قبرستان یا قبروں پر جانے والے مسلمانوں کو قبر پرست کہتے ہیں۔ چونکہ وہ قبروں پر جاتے ہیں تو کیا جو قبروں پر جائے وہ قبر پرست ہو جاتا ہے؟ اِس طرح تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

جو ماں باپ کے پاس جائے	وہ ماں باپ پرست
جو دکان پر جائے	وہ دکان پرست
جو دوستوں کو ملنے جائے	وہ دوست پرست
جو کالج جائے	وہ کالج پرست
جو زمین پر جائے	وہ زمین پرست
جو بنک میں جائے	وہ زر پرست
جو سسرال جائے	وہ سسرال پرست

---

۵۶ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۴۸، ترمذی جلد ۲ ص ۸۶، مشکوٰۃ ص ۳۰ حدیث نمبر ۱۷۵، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۸۳۔ ۵۷ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۸۰، مشکوٰۃ ص ۳۰ حدیث نمبر ۱۷۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۸۴۔

جو بیوی کے پاس جائے	وہ زن پرست
جو سبزی منڈی جائے	وہ سبزی پرست
جو ڈاکٹر کے پاس جائے	وہ ڈاکٹر پرست
جو حکیم کے پاس جائے	وہ حکیم پرست
جو باغ میں جائے	وہ باغ پرست
جو کھیت میں جائے	وہ کھیت پرست
جو اجتماع میں جائے	وہ اجتماع پرست وغیرہ وغیرہ

پھر تو جو جس جگہ جائے وہ اُس کا پرست ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تعصب، کینہ اور فرقہ پرستی سے بچائے۔ آمین!

حضرت جبرائیل علیہ السلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان جلوہ اَفروز تھے۔ اِتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا:-

(۱) اِیمان کسے کہتے ہیں؟

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اِیمان یہ ہے کہ تُو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے فرشتوں، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے ملنے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر یقین رکھے۔

(۲) اِسلام کیا ہے؟

(تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا): اِسلام یہ ہے کہ تُو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی عبادت کرے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور نمازِ (پنجگانہ) قائم کرے۔ زکوٰۃ کا فرض اَدا کرے اور رمضان (المبارک) کے روزے رکھے۔

(۳) اِحسان کیا ہے؟

تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اِحسان یہ ہے کہ تُو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی

اَیسے عبادت کر جیسے تُو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ جان لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(۴) قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں۔

پھر کچھ نشانیاں ہی بتا دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اُس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔

(الف) جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔

(ب) کالے اُونٹ چرانے والے (بڑے اَمیر بن جائیں گے) اور بڑی بڑی عمارتوں کے مالک ہوں گے۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا: اِس (جانے والے) کو (میرے پاس بُلا کر) لاؤ۔ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہ دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے، لوگوں کو اُن کا دین سکھانے آئے تھے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے اِن باتوں کو دین کہہ کر ایمان میں شامل فرما دیا ہے۔ ۵۸

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ یہ حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ صحیح مسلم والی حدیث شریف میں حج کا بھی ذکر ہے کہ یہ بھی اِسلام ہے "تو جو صاحبِ اِستطاعت ہو حج کرے"۔

صحیح مسلم، سنن ابنِ ماجہ، الترغیب والترہیب، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور مشکوٰۃ میں ہے وہ آدمی جو آیا تھا اُس کا لباس اور صورت اَیسی تھی یعنی شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ،

---

۵۸ بخاری جلد ا ص ۱۲، جلد ۲ ص ۷۰۴، مسلم جلد ا ص ۲۹، صحیح ابنِ خزیمہ جلد ۴ ص ۵ (کتاب الزکاۃ)، تیسیر الباری جلد ا ص ۴۵۔

شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ.

نسائی میں ہے:-اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْھًا اَطْیَبُ النَّاسِ رِیْحًا کَانَ ثِیَابُہٗ لَمْ یَمَسُّھَا دَنَسٌ.

مجمع الزوائد میں ہے:- حَسَنُ الْوَجْہِ طِیْبُ الرِّیْحِ فِی الثَّوْبِ

اور مسند احمد میں حَسَنُ الْوَجْہِ، حَسَنُ الشَّعْرِ، ثِیَابُ بِیَاضٍ

''یعنی وہ آنے والا شخص اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا جب ہم پر نمودار ہوا اُس کے کپڑے بہت سفید تھے' بال بہت خوبصورت اور کالے سیاہ تھے' چہرہ انتہائی خوبصورت تھا' اُس کے بدن سے خوشبو آ رہی تھی' اُس کے کپڑوں سے خوشبو آ رہی تھی' اُس کے کپڑوں پر مَیل نہ تھی' آثارِ سفر ظاہر نہ ہوتے تھے اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی بھی اُن کو نہ پہچانتا تھا۔ جب وہ شخص' وہ آدمی' وہ بشر چلا گیا تو صحیح مسلم والی روایت میں ہے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنک) اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ ''تُو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟'' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے''۔ ۵۹

سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے:- اِذَا اَقْبَلَ رَجُلٌ اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْھًا وَاَطْیَبُ النَّاسِ رِیْحًا کَانَ ثِیَابُہٗ لَمْ یَمَسُّھَا دَنَسٌ ۶۰ ''ایک آدمی آیا جس کا چہرہ سب لوگوں سے خوبصورت تھا اور جس کے بدن کی خوشبو سب سے بہتر تھی اور اُس کے کپڑوں پر ذرا سا بھی میل نہ تھا''۔

---

۵۹ صحیح مسلم جلد ا ص ۲۹۷' ابن ماجہ ص ۷' مشکوٰۃ ص ۱۱' ترمذی جلد ۲ ص ۸۸' مجمع الزوائد جلد ا ص ۳۹-۴۰۔ ۶۰ نسائی جلد ۲ ص ۲۶۵' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۶۶۴-۶۶۵' مختصراً (آخری حصہ)۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟ عرض کیا' اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول اللہ ﷺ خوب جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حضرت جبرائیل اَمین علیہ السلام تھے۔

نور و بشر:

ہمارے معاشرہ میں عام طور پر نور و بشر کی بحث ہوتی رہتی ہے۔ اگر لوگ ربِّ ذوالجلال والاکرام کے قادرِ مطلق ہونے پر یقین کر لیں اور یہ جان جائیں اور مان جائیں کہ خالقِ کائنات جو آسمانوں اور زمین' سورج و چاند اور ستاروں کو بنانے والا ہے تو اُس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں' نیز اگر لوگ اپنی تخلیق و ولادت پر غور کریں کہ ہمیں ربُّ العالمین نے پانی کی بُوند سے بنایا ہے تو سارے مسائل حل ہو جائیں۔ مگر فرقہ پرستی' من گھڑت عقائد اور قدرتِ الٰہیہ پر ناقص اِعتقاد نے لوگوں کو بکھیر دیا ہے اور کلمہ پڑھنے کے باوجود اکثر لوگ آداب و اَندازِ گفتگو میں ایمان اور شرک و کفر کی تمیز نہیں کر سکتے۔

ربِّ ذوالجلال والاکرام نور کا بشر' بشر کا نور' پانی کا بشر' جو چاہے بنا سکتا ہے۔ اِس میں شرک و کفر کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اگر ہم تخلیقِ کائنات کا مطالعہ کریں تو پتا چلے گا کہ اللہ قادرِ مطلق نے پانی سے گوشت' ہڈیاں' دانت' خُون اور رگ و ریشہ بنائے ہیں۔ اور چھوٹی سے چھوٹی مخلوق سے لے کر بڑی سے بڑی مخلوق ہاتھی وغیرہ بھی بنائے ہیں۔ ملائکہ کو تو خالص نور سے پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اَربع عناصر آگ' ہوا' پانی اور مٹی سے بنایا ہے۔ شیطان کو آگ کے شعلے سے تخلیق فرمایا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی تخلیق و ولادت بے مثل نوری بشریت کے اَنداز میں فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کو نور و بشر بنایا بھی ہے اور فرمایا بھی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

...قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○ (المائدۃ:۱۵)

''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب''۔

سیّد المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نور سے مراد رسول یعنی محمد ﷺ ہیں۔ ۶۱ غیر مقلدین جو شوکانی صاحب کو اپنا امام مانتے ہیں اور تفسیروں میں فتح القدیر کو ترجیح دیتے ہیں۔ فتح القدیر میں النور محمد ﷺ لکھا ہے۔ ۶۲

۱۹۹۸ء سے حج کی سعادت حاصل کر کے آنے والے اُردو خوان حضرات کو واپسی میں مترجم قرآنِ مجید دیا جا رہا ہے۔ ترجمہ اور تشریح کرنے والے متنازعہ اور فرقہ پرست حضرات ہیں جو اُمّت مسلمہ کے 95% حصّہ کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں۔ اِس ترجمۂ قرآنِ مجید میں قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○ (المائدۃ:۱۵) کی تشریح میں لکھا ہے:-

''یہ نہیں ہے کہ نور سے آنحضرت ﷺ اور کتاب سے قرآنِ مجید مراد ہے جیسا کہ اہل بدعت باور کراتے ہیں''۔ (من وعن ص ۲۹۱۔۲۹۲) مفسر صاحب نے آنکھیں بند کر کے لکھ تو دیا مگر اُنہیں یہ پتا نہیں چلا کہ اُن کے اپنے مفسر محمد بن علی بن محمد شوکانی نے تفسیر فتح القدیر میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو نور لکھا ہے۔ علاوہ ازیں تفسیر ابن عباس، بیضاوی، تفسیر النسفی، مواہب الرحمان اور تفسیر قرطبی سے حوالہ جات بھی ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ اَیسے لگتا ہے موجودہ فرقہ پرستوں کو اُن کے نئے نظریات کی عینک میں ہر کوئی اہلِ بدعت نظر آ رہا ہے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صالحین، مفسرین، متقدمین پر بھی اہلِ بدعت ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہلِ بدعت ۶۳ نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نور ہونے کا عقیدہ گھڑ لیا اور

---

۶۱ تفسیر ابن عباس ص ۷۲، تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۳۱۳، تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۷۹، بیضاوی جلد ۱ ص ۲۶۰، فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۱۔ ۶۲ فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۱ سطر ۶ چھاپہ المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت۔

۶۳ حالانکہ یہ لوگ خود ''اہل بدعت'' ہیں جو ''اہلسنّت وجماعت'' کو ''اہل بدعت'' ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔

آپ ﷺ کی بشریت کا اِنکار کرتے ہیں۔ حالانکہ صحیح العقیدہ اہل اِسلام اہل سُنّت و جماعت کے کسی فرد کی کسی کتاب، حکایت و روایت اور تقریر سے کوئی فرقہ پرست ثابت نہیں کرسکتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بے مثل بشریت کے منکر ہیں۔ بلکہ یہ مَن گھڑت بات اُن کی اپنی فیکٹری کی تیار کردہ ہے۔ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ اور مفسّر نے نہیں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو نور ماننا اہل اِسلام اہل سُنّت و جماعت کا مَن گھڑت عقیدہ ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کو نور ماننا قرآنِ مجید سے ثابت ہے۔ ہر کلمہ گو کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی اور نور و بشر کے اِمتزاج سے بے مثل نور و بشر کی صورت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے جنت اور دوزخ کو دیکھا:

حضرت اَسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی، وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے پوچھا، لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟ (وہ پریشان کیوں ہیں؟) اُنہوں نے آسمان کی طرف اِشارہ کیا (سورج گرہن) دیکھ کر لوگ کھڑے ہیں۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ سبحان اللہ! میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ اُنہوں نے سر کے اِشارہ سے ہاں فرمایا۔ تب میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوئی۔ حتیٰ کہ مجھے غشی آنے لگی۔ میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی (نماز کے بعد)۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثناء بیان فرمائی پھر اِرشاد فرمایا:

مَامِنْ شَیْءٍ لَّمْ اَکُنْ اُرِیْتُهٗ اِلَّا رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتَّی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ۶۴ ''میں نے (آج) اپنے اِس مقام سے ہر وہ شے دیکھی جو مجھے دکھلائی نہیں گئی تھی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا''۔ ☆

☆ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: جو چیزیں اَیسی تھیں کہ (یہاں رہ کر)

---

۶۴ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۴۵، بخاری جلد ۱ ص ۱۸، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۷۵۔

مجھے دِکھلائی نہیں گئی تھیں میں نے آج اِس جگہ ہر شے کو دیکھ لیا یہاں تک کہ (سرا نور) کی آنکھوں سے جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا۔ جب ہر چیز کو دیکھا تو پھر کون سی چیز بچی جس کو نہ دیکھا؟ بعض کلمہ پڑھنے والے فرقہ پرستی کی بنیاد پر نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے ہر چیز کے جاننے اور دیکھنے کا اِنکار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

پھر مجھ پر وحی کی گئی کہ آپ لوگ (یعنی آپ ﷺ کی اُمت) اپنی قبروں میں مسیح دجّال کے فتنہ کی مثل آزمائے جاؤ گے"۔

اِس حدیث شریف کی ایک راویہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یاد نہیں کہ حضرت اَسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کونسا کلمہ فرمایا۔ مثل یا قریب کا لفظ۔ قبر میں میّت سے (نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے بارے میں) پوچھا جائے گا۔ **مَا عِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُلِ** "اِس مرد کے بارے میں تم کیا اِعتقاد رکھتے تھے؟"۔ (بندۂ مومن) کہے گا' یہ حضرت **محمد رسول اللہ** ﷺ ہیں جو ہمارے پاس کھلے معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے۔ ہم نے اُن کا اِرشادِ مبارک مان لیا اور آپ ﷺ کی پیروی کی وہ (حضرت) **محمد** (ﷺ) ہیں۔ تین بار اَیسا ہی کہے گا پھر اُس سے کہا جائے گا۔ **نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا بِہٖ** "آرام سے سو جائیے' ہم تو پہلے ہی جان چکے تھے یا جانتے تھے کہ تو اُن پر یقین رکھتا ہے"۔ اور پھر منافق اور شک کرنے والے سے پوچھا جائے گا' وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا میں بھی وہی کہنے لگا۔ ☆ (تیسیر الباری جلد ا ص ۷۶۔۷۵)

☆ قبر میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے بارے میں پوچھا جائے گا یہ بات فرماتے ہوئے **رسول اللہ** ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تو باہر ہوں گا اور بعد ازیں دُنیا سے بھی تشریف لے جاؤں گا اِس لئے میں قبر میں ظاہر نہیں ہوں گا۔ حدیثِ پاک نے یہ مسئلہ بہت خوبصورت اَنداز میں حل فرمایا ہے کہ فرشتے کہیں گے **مَا عِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُلِ** (تم اِس مرد) کے بارے میں کیا اِعتقاد رکھتے تھے؟ یہ

اَلفاظ بتاتے ہیں کہ قبر میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ہی ہوگی (اور مومن دیکھ کر) عرض کرے گا' یہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے قرب والے رسول ﷺ ہیں۔ کھلے معجزات اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے ہیں۔

صاحبِ نسائی نے صلوٰۃ الکسوف کے باب میں جو حدیث شریف نقل کی ہے اُس میں رسول اللہ ﷺ کے یہ مقدّس کلمات بیان کئے گئے ہیں۔

رَأَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وُّعِدْتُّمْ لَقَدْ رَأَیْتُمُوْنِیْ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَ قِطْعًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَیْتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضًا حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ تَأَخَّرْتُ وَرَأَیْتُ فِیْھَا اِبْنَ الْحَیِّ وَھُوَ الَّذِیْ سَبَبُ السَّوَائِبِ [۶۵]

''میں نے اِس جگہ چیزوں کو دیکھ لیا جن کا تم سے وعدہ ہوا ہے۔ تم نے دیکھا' میں نے چاہا کہ جنت کے میووں میں سے ایک گچھا توڑ لوں جب تم نے دیکھا میں آگے بڑھا اور جب تم نے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا اُس وقت میں نے جہنم کو دیکھا تھا کہ اُس کا ایک حصّہ دوسرے حصّے کو کاٹ رہا تھا اور میں نے جہنم میں عَمرو بن حی کو دیکھا اُس نے سب سے پہلے سائبہ نکالا (سائبہ وہ اُونٹنی تھی جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے' اُس کی سواری کرنا اور دُودھ پینا حرام سمجھتے تھے۔)''

مسلم شریف میں یہ اَلفاظ بھی ہیں عُرِضَ عَلَیَّ کُلُّ شَیْءٍ ''کل شے میرے سامنے پیش کی گئیں''۔ اَیسی روایات اور بھی ملتی ہیں۔

نبی اللہ ﷺ تکّے سے بات نہیں کرتے:

حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ جو بات اِرشاد فرماتے' وہ حق اور سچ

---

۶۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۱۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۴۱' مسلم جلد ۱ ص ۲۹۷-۲۹۶' بخاری جلد ۱ ص ۱۶۱۔

ہوتی اور جیسے اِرشاد فرماتے ویسے ہی ہو جاتا ہے اور کیسی عظمت وشان، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے کہ وہ مِن وعَن ہر بات پر اِیمان لے آتے تھے۔ ہم ہی اَیسے دَور میں پیدا ہوئے ہیں جس میں کلمہ پڑھ کر بعض بے خبر اپنی بے لگام زُبان سے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جاہلوں والا کلام کرتے ہیں اور اپنی بے خبری کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ اَفروز ہوئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی مبارک کی آخری مجلس تھی۔ ایک چادر مبارک کندھوں پر ڈالے ہوئے سر اَنور کو کالے کپڑے سے باندھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کی حمد وثناء بیان فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ هٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْاَنْصَارِ یَقِلُّوْنَ وَیَکْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَّلِیَ شَیْئًا مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَطَاعَ اَنْ یَّضُرَّ فِیْهِ اَحَدًا اَوْ یَنْفَعَ فِیْهِ اَحَدًا فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِهِمْ ۶۶ ''امابعد! دیکھو یہ اَنصار کا قبیلہ کم ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بڑھ جائیں گے۔ پھر (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں جو کوئی کچھ حکومت کرے جس کی وجہ سے کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے تو اُس کو چاہئے کہ اَنصار کے نیک لوگوں کی نیکی منظور کرے اور اُن کے بُرے کی بُرائی سے در گذر کرے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۱ من وعن)

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ ''اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِسلام کی ترقی بے حد ہوگی۔ ہزاروں، لاکھوں آدمی اور قوموں کے لوگ مسلمان ہوں گے''۔

یہ خبرِ غیب اور دُرست ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تکے سے نہیں فرماتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے دیئے ہوئے علم غیب سے فرماتے ہیں۔

---

۶۶ بخاری جلد ا ص ۱۲۷۔

علاوہ ازیں اِس حدیث شریف سے یہ بھی پتا چلا کہ بندے نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا' وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نظام سے بے خبر اور بے علم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم خالق و مالکِ نفع وضرر ہے۔ جبکہ اِنسان ایسا نہیں۔ لہٰذا اِس طرح عقیدہ ہونا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے خود چیزوں میں نفع نقصان رکھا ہے۔ اِس کا اِنکار قرآنِ مجید کا اِنکار ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے فرمایا: فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَابَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا ''مُقرّب فرشتے کس چیز کے بارے جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا' اے میرے رب کریم تُو خُوب جانتا ہے۔ پھر ربِّ کائنات نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے' میں نے سب کچھ جان لیا اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی'' وَ کَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ○ (الانعام:۷۵) ۶۷

''یونہی ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہیاں دکھاتے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے اِس سے زیادہ گفتگو بھی بیان کی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے (بعدازیں) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ نَعَمْ

۶۷ درمنثور جلد۳ص۳۰۱' ترمذی حدیث نمبر۳۲۳۵' مشکوٰۃ ص۷۰ حدیث نمبر۷۲۵' مرقاۃ جلد۲ ص۳۹۹۔

''یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا آپ (ﷺ) جانتے ہیں' ملاء الاعلیٰ کے فرشتے کس معاملے میں جھگڑتے ہیں؟ (تو آپ ﷺ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا' ہاں''۔ (تیری عطا سے اور تیرے کرم سے سب کچھ جانتا ہوں۔)

(معلوم ہوا اللہ کریم نے صرف بتایا ہی نہ تھا بلکہ سب کچھ دِکھا بھی دیا تھا) کہ کفارے' نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور نمازوں کی جماعتوں کی طرف پیدل چلنا اور ناگواری کی حالت میں پورا وُضو کرنے کے بارے۔ جو کوئی اَیسا کرے گا وہ خیر سے جیئے گا' خیر سے فوت ہوگا اور اپنی خطاؤں سے اَیسا ہو جائے گا جیسے اُسے آج ہی اُس کی ماں نے جنم دیا ہو''۔ ۶۸

ایک اور صحیح روایت میں ہے جس کے راوی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں' ایک دن صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے تشریف لانے میں دیر کی' قریب تھا کہ ہم سورج دیکھ لیتے۔ آپ ﷺ تیزی سے تشریف لائے' نماز کی تکبیر کہی گئی۔ نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ مختصر تلاوت فرمائی' جب سلام پھیرا تو آواز سے پکارا اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو جیسے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں آج صبح مجھے تم سے کس چیز نے روکا' میں رات میں اُٹھا' وُضو کیا اور جس قدر مقدّر میں تھا' نماز پڑھی۔ نماز ہی میں مجھے اُونگھ آ گئی حتیٰ کہ نیند غالب ہوگئی۔ اَچانک میں اپنے رب کے حضور اچھی صورت میں تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے فرمایا:

یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَیْتُهٗ وَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ ۶۹

---

۶۸ شرح السنۃ جلد۲ ص ۴۵۹' در منثور جلد۳ ص ۳۰۱-۳۰۲۔ ۶۹ مشکوٰۃ ص ۷۰ حدیث نمبر ۴۸۷' مرقاۃ جلد۲ ص ۴۲۳' ترمذی حدیث نمبر ۳۲۲۵۔

''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے عرض کیا' میرے پروردگار میں حاضر ہوں۔ فرمایا: مقرب فرشتے کس بارے جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ یہ تین بار فرمایا۔ فرماتے ہیں میں نے ربّ (ذوالجلال والاکرام) کو دیکھا کہ اُس نے اپنے دستِ رحمت کو میرے کندھے کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اُس کے دستِ قدرت کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو مجھے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی''۔ آگے حدیث شریف پچھلی بیان شدہ حدیث شریف کی مثل ہے۔

مذکورہ بالا اَحادیثِ مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے وُسعتِ علم کی کھلی دلیل ہیں۔ ربّ کریم نے رسول اللہ ﷺ کو ساتوں آسمانوں بلکہ اُوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور اُن کے نیچے ذرّے ذرّے کا علم کلی عطا فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو گذشتہ' موجود اور قیامت کے بعد ہونے والی ہر چیز کا علم عطا فرما دیا۔ اِن اَحادیثِ مبارکہ کی تائید قرآنِ مجید کی بہت سی آیاتِ مبارکہ کر رہی ہیں جن آیاتِ مبارکہ میں علم کی نفی ہے' وہاں ذاتی علم مراد ہے نہ کہ عطائی۔

مذکورہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بھی پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ کا علم کلی سارے عالَم کو گھیرے ہوئے ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا یہ علم کسبی نہیں بلکہ لَدُنی ہے۔

ربّ کائنات تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے سب کا اِعتقاد و اِیمان درست رکھے۔

پوچھو جو پوچھنا ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے اَیسی باتیں پوچھیں جن کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے بُرا محسوس فرمایا۔ جب لوگوں نے بہت کچھ پوچھا تو آپ ﷺ نے ناراضگی اور جلالِ نبوّت

میں فرمایا: سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ مجھ سے جو چاہے پوچھتے جاؤ تو ایک شخص نے عرض کیا' مَنْ اَبِیْ؟ میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَبُوْکَ حُذَافَةُ تیرا باپ حذافہ ہے۔ دوسرا کھڑا ہوا' اُس نے عرض کیا' مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: اَبُوْکَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَةَ تمہارا باپ سالم ہے جو شیبہ کا غلام ہے۔ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے جلالِ مبارک کو دیکھا' تو عرض کرنے لگے' یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اللہ (عزوجل) کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ ۷۰

اِسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو (حضرت) عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر آپ ﷺ بار بار فرمانے لگے پوچھو پوچھو۔ آخر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ کر دوزانو ہو کر بیٹھے اور عرض کرنے لگے ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے رب ہونے' اِسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی (ﷺ) ہونے پر خوش ہیں۔ تین بار یہ عرض کیا اُس وقت آپ ﷺ خاموش رہے۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸۱) ○

○ ''لوگ عبداللہ کو کسی اور کا بیٹا کہتے اُن کو شک پیدا ہو گیا تھا۔ اِس لئے اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھ کر اپنی تشفی کر لی''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸۲ من وعن) بے ضرورت سوال کرنا آنحضرت ﷺ سے منع تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ غصے ہوئے۔ ☆ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸۱ من وعن)

☆ رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں صاف بیان ہے سَلُوْنِیْ عَمَّا

۷۰ تیسیر الباری جلد ا ص ۸۱۔ مسند احمد جلد ا ص ۲۷۸' مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۳۱۴' بخاری جلد ا ص ۱۹۔

شِئْتُمْ اَب جو چاہو پوچھو۔ چونکہ غیر مقلدین نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم غیب کے منکرین کی جماعت ہے، اِس لئے بغیر حوالہ گفتگو کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ کریم نے قرآنِ مجید میں واضح طور پر اِرشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ اِرشاد عظیم ہوتا ہے:-

...وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ..... (آل عمران:۱۷۹)

''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں! اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) چُن لیتا ہے اپنے رسولوں (علیہم السّلام) میں سے جسے چاہے''۔ ایک اور جگہ فرمایا:۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ.... (الجن:۲۶)

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مُسلّط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں (علیہم السّلام) کے''۔

مذکورہ اَشخاص کے سوال سے معلوم ہوتا ہے: سَلُوْنِىْ عَمَّا شِئْتُمْ میں لفظ مَا سے عموم سمجھا جاتا تھا اگر بالفرض اِس حالت میں کوئی شخص قیامت سے متعلق پوچھ لیتا تو یقیناً آپ ﷺ اُس کی بھی تسلی فرماتے ورنہ دعویٰ کے عموم میں نقص آتا۔ معلوم ہوا جو چاہو جبھی فرمایا کہ آپ ﷺ کو ہر شے کا علم ہے۔ جو ربِّ ذوالجلال والاکرام نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ اِس لئے ظہر سے شام تک ایک خطبۂ مبارکہ میں قیامت تک ہونیوالی ہر شے کا ذکر فرمادیا جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خطبۂ مبارکہ اِرشاد فرمایا اور اِبتدائے آفرینش سے لے کر کائنات میں ہونے والے تمام

اُمور بیان فرما دیئے حتیٰ کہ جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہر شے بیان فرما دی۔ اے

منافقین، رسول اللہ ﷺ کے علم پر طعن کیا کرتے تھے۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے:-

قَالَ الْبَغْوِیُّ قَالَ السُّدِّیُّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ فِیْ صُوَرِھَا فِی الطِّیْنِ کَمَا عُرِضَتْ عَلٰی آدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ یُّؤْمِنُ وَمَنْ یَّکْفُرُ فَبَلَغَ ذٰلِکَ الْمُنَافِقِیْنَ فَقَالُوْا اِسْتِھْزَآءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَنْ یُّؤْمِنُ وَمَنْ یَّکْفُرُ مِمَّنْ لَّمْ یَخْلُقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَہٗ وَمَا یَعْرِفُنَا فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا نَبَّاْتُکُمْ بِہٖ فَقَامَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ السَّھْمِیُّ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ حُذَافَۃُ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِالْقُرْآنِ اِمَامًا وَّبِکَ نَبِیًّا فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ ۲ے (یَعْنِیْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ... مَنْ یَّشَآءُ)

حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے بروایت حضرت سُدّی علیہ الرحمہ لکھا ہے

اے تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۲۹۵، بخاری جلد ۱ ص ۴۵۳، مشکوٰۃ ص ۵۰۶ حدیث نمبر ۵۶۹۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۴۴، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۹۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۸۵، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۳۶۶۔ ۲ے تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۱۸۵۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے میری اُمت اپنی شکلوں میں طینی (خمیر کی) حالت میں لائی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے (اُن کی تمام نسل) لائی گئی تھی اور جو لوگ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لانے والے، سب مجھے بتا دیئے گئے۔ اِس فرمان کی اِطلاع منافقوں کو پہنچی تو وہ مذاق کرتے ہوئے بولے کہ (حضرت) محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ جو لوگ اَبھی پیدا بھی نہیں ہوئے اُن میں کون مومن ہوگا اور کون غیر مومن، حضرت محمد ﷺ اُن سب سے واقف ہیں اور ہم اُن کے ساتھ رہتے ہیں، اِس کے باوُجود وہ ہم کو نہیں پہچانتے۔ منافقوں کے اِس قول کی خبر حضرت محمد ﷺ کو پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے منبر (شریف) پر جلوہ اَفروز ہو کر اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی حمد وثناء فرمانے کے بعد فرمایا: لوگ کس وجہ سے میرے علم پر طعن کرتے ہیں؟ تم اپنے زمانے سے قیامت تک کی جو چیز مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا (پوچھ کر دیکھ لو) اِس پر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حذافہ۔ اِس کے بعد فوراً (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اللہ (جل جلالہ) کے رَب ہونے پر، اِسلام کے دینِ (برحق) ہونے پر، قرآنِ مجید کے اِمام (یعنی واجب التسلیم کتاب) ہونے پر اور آپ ﷺ کے (سچے) نبی (ﷺ) ہونے پر رضامند ہیں۔ (دِل سے مانتے ہیں)۔ آپ ﷺ ہم کو معاف فرمائیں۔ اللہ (وجل وعلا) آپ (ﷺ) پر ہر گاہ نگاہِ رحمت فرمائے۔ حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا، کیا تم باز آ گئے، کیا تم باز آ گئے؟ پھر منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم نے محوّلہ بالا سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۷۹ انازل فرمائی"۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران:۱۷۹)

''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی یہ شان نہیں کہ اے لوگو! تمہیں غیب پر مطلع فرمائے لیکن اپنے رسولوں (علیہم السلام) میں جسے چُن لیتا ہے''۔ (اُسے علم غیب عطا فرما دیتا ہے)

ایک مثال ملاحظہ فرمائیں: قیامت کے دن کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ. يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ۳؎

''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) مال دے اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اُس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ بن کر' جس کی آنکھوں پر دو نشان ہونگے' طوق کی طرح اُس کے گلے میں لپٹ جائے گا اور اُس کی باچھوں کو چیرتا رہے گا اور وہ کہتا جائے گا میں تیرا مال ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں''۔

شفاعت کا حق دار کون؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم):

مَنْ اَسْعَدَ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَّا يَسْئَلَنِيْ عَنْ هٰذَا

۳؎ ابن کثیر جلد ا ص ۳۷۲' بخاری جلد ا ص ۱۸۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۵۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۸۱' جلد ۷ ص ۲' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۵۴۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۱۰' مشکوٰۃ ص ۱۵۵ حدیث نمبر ۱۷۷۴' مسلم حدیث نمبر ۹۹۰' نسائی حدیث نمبر ۲۴۵۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۸۵' کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۸۶۱' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۳۲ نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۴۰۸۔

اَلْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْکَ لِمَا رَأَیْتُ مِنْ حِرْصِکَ عَلَی الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ ۴۷

''قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہوگا؟ (کس کی قسمت میں یہ نعمت ہوگی؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں تجھے حدیث (شریف) سُننے کی کیسی حرص ہے؟ (اَب سُن لے) قیامت کے دن میری شفاعت سے سعادت مند ہونا اُس شخص کے نصیب میں ہے جس نے صدقِ دِل کے ساتھ یا صدقِ نفس کے ساتھ (یعنی خلوص نیّت سے) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔

○ ''دل سے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شرک سے بچتا ہو کیونکہ جو شخص شرک میں مبتلا ہے وہ دل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل نہیں اگرچہ زبان سے کہتا ہو۔
(تیسیر الباری جلد ا ص ۸۵) ☆

☆ جو شخص خلوص سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے گا تو قیامت کے دن نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی شفاعت اُس کے لئے ہوگی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اِعلانِ نبوّت فرمایا تو بُت پرست تو کلمہ پڑھنے کو تیار ہی نہ تھے اور جنہوں نے پڑھا وہ خالصتاً مومن، موحّد اور عاشقِ رسول ﷺ بن گئے۔ مگر مدینہ منورہ میں اَیسے لوگ موجود تھے جو خلوصِ دِل سے کلمہ نہیں پڑھتے تھے، جنہیں منافقین کہا جاتا ہے۔ لہٰذا صاحب تیسیر الباری یہ لکھنے کی بجائے کہ ''دل سے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شرک سے بچتا ہو کیونکہ جو شخص شرک میں مبتلا ہے وہ دل سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا

۴۷ بخاری جلد ا ص ۲۰، تیسیر الباری جلد ا ص ۸۴۔

اللّٰہُ کا قائل نہیں"۔☆

☆ اگر یہ لکھتے کہ "دل سے کہنے کا مطلب یہ ہے منافقت سے بچتا ہو کیونکہ جو شخص منافقت میں مبتلا ہے وہ دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل نہیں' تو زیادہ مناسب تھا" مگر اُمّت کا صدمہ یہ ہے کہ غیر مقلدین کو اپنے سوا سارے مشرک نظر آتے ہیں۔ اور یہ بے چارے تو بات بات پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے کا اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔

نیز یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کے بغیر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ اگر ایک شخص خلوصِ دل سے کہے کہ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل ہوں لیکن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نہیں مانتا تو ایسا شخص کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا آخری نبی ﷺ مان کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد کرتا ہے' اُس ایمان والے کی خوش بختی ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اُس کی شفاعت فرمائیں گے۔

اہل اِسلام اہل سُنّت و جماعت کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتے ہیں کبھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد کرتے ہیں اور کبھی اِلَّا اللّٰہَ اور اَللّٰہُ اَللّٰہُ کا مگر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کے ذکر پر ذکرِ الٰہی کی تکمیل کرتے ہیں کیونکہ مکمل کلمہ طیب' مکمل کلمہ توحید و رسالت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ جیسا کہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

هَلْ يَكْفِيْ مُجَرَّدُ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دُوْنَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قُلْتُ لَا يَكْفِيْ لٰكِنَّ جُعِلَ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنْ كَلِمَةِ الشَّهَادَةِ شِعَارًا الْمَجْمُوْعَا فَالْمُرَادُ الْكَلِمَةُ بِتَمَامِهٖ كَمَا تَقُلْ قَرَأْتُ (الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ) اَیْ سُوْرَةً بِتَمَامِهَا ۵؎

۵؎ عمدۃ القاری جلد ۱ جز ۲ ص ۱۲۹۔

"یعنی کیا اکیلا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا نجات کے لئے کافی ہے، فرماتے ہیں میں کہتا ہوں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بغیر نا کافی ہے کیونکہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کلمہ شہادت کا پہلا حصہ ہے جب کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سے مراد پورا کلمہ توحید ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ یا ایسے ہے جیسے کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ پڑھی ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ پوری سورۃ (البقرۃ) پڑھی ہے"۔

اہل اسلام اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اہلِ ایمان، گنہگار اور اصحابِ کبائر کی قیامت کے دن شفاعت ہوگی۔ مگر منافقین، کفّار اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے سوا کسی معبودِ باطل کے ماننے والوں، جھوٹے معبودوں کی پوجا کرنے والوں کی شفاعت نہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا [۶] "میرے پاس میرے پروردگار کے پاس سے آنے والا آیا تو مجھے اختیار دیا گیا کہ یا تو آدھی اُمّت جنت میں داخل کرلیں یا شفاعت حاصل کریں تو میں نے شفاعت اختیار فرمائی۔ یہ شفاعت ہر اُس شخص کے لئے ہے جو اِس حالت میں مرا کہ اللہ (جل جلالہ) کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ (یعنی کسی کو اِلٰہ نہیں مانا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو بھی عبادت کے لائق نہیں سمجھا)"۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ [۷]

---

[۶] مشکوٰۃ ص ۴۹۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۳۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۶۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۲، ترمذی جلد ۲ ص ۷۰، ابن ماجہ ص ۳۲۹ (عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)۔

[۷] الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۴۶، البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۰ ص ۲۲۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۳۵۸، جلد ۱۱ ص ۱۵۱، مشکوٰۃ ص ۴۹۴، ترمذی جلد ۲ ص ۷۰، ابن ماجہ ص ۳۲۹، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۷، جلد ۱۰ ص ۱۹۰، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۷۸، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۴۰۔

''میری شفاعت میری اُمّت کے بڑے بڑے گنہگاروں کے لئے ہے''۔

ایک اُمتی کی شفاعت سے:

حضرت عبداللہ بن ابی الجدعا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے ہیں: یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرَ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ ۸؎ ''میرے ایک اُمّتی کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے''۔

صف بستہ دوزخیوں کی شفاعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَیَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَةً وَّقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ ۹؎ ''دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک شخص اُن کے پاس سے گزرے گا تو اُن میں سے ایک دوزخی کہے گا' اے فلاں کیا تُو مجھے پہچانتا نہیں' میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور (دوسرا) دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے تجھے وُضو کا پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اُن کی شفاعت کرے گا پھر اُن کو جنت میں داخل کرائے گا''۔

کچے بچے کا شفاعت کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ السَّقْطَ لَیُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَیْهِ النَّارَ فَیُقَالُ اَیُّهَا السَّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَیْکَ الْجَنَّةَ فَیَجُرُّ هُمَا

۸؎ مشکوٰۃ ص ۴۹۴' ترمذی جلد ۲ ص ۷۰' ابن ماجہ ص ۳۳۰۔ ۹؎ مشکوٰۃ ص ۴۹۴' ابن ماجہ ص ۲۷۰' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۵۲۰۔

بِسُرَرِہٖ حَتّٰی یُدْخِلَھُمَا الْجَنَّۃَ ۸۰ ’’کچا بچہ (یعنی وہ بچہ جو پیدائش سے پہلے گر جاتا ہے، جسے اَسقاطِ حمل کہتے ہیں) اپنے رب سے جھگڑے گا جب رَبّ (ذوالجلال والاکرام) اُس کے ماں باپ کو آگ میں داخل فرمائے گا، تو فرمایا جائے گا، اے رَبّ (ذوالجلال والاکرام) سے جھگڑنے والے گرے بچے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا، تب وہ اُنہیں اپنے نارُو سے کھینچے گا حتیٰ کہ اُنہیں جنت میں داخل کردے گا‘‘۔

روزہ اور قرآنِ مجید شفیع:

حضرت عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ یَارَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ ۸۱ ’’روزے اور قرآنِ مجید بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزے عرض کریں گے یارَبّ (ذوالجلال والاکرام) میں نے اُسے دن میں کھانے اور شہوات سے روکا۔ لہٰذا اِس کے بارے میری شفاعت قبول فرما اور قرآنِ (مجید) کہے گا، میں نے اُسے رات کو سونے سے روکا۔ لہٰذا اِس کے بارے میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول ہوگی‘‘۔

اوّل شافعی:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ وَلَوَاءُ الْحَمْدِ بِیَدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ ۸۲

---

۸۰ مشکوٰۃ ص ۱۵۳، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۸۰، کنز العمال حدیث نمبر ۴۴۴۴۴-۶۵۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۳۳، ابن ماجہ ص ۱۱۶۔ ۸۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۳، بیہقی فی شعب الایمان جلد ۴ ص ۵۵۹، درمنثور جلد ۱ ص ۴۴۱۔ ۸۲ ابن ماجہ ص ۳۲۹، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۸۱، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۴۲۔

''میں سردار ہوں (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے زمین میرے لئے کھلے گی اور میں فخر نہیں کرتا' سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی اور میں فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں فخر نہیں کرتا''۔

تین جماعتیں شفاعت کریں گی:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ الشُّهَدَآءُ ۸۳ ''قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی۔ (۱) انبیاء کرام علیہم السلام (۲) علماء کرام (۳) شہداء کرام''۔

جاہل لوگ فتوے دیں گے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَایَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَّنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَّقْبِضُ الْعُلَمَاءَ حَتّٰی اِذَالَمْ یَبْقَ عَالِمًا اِتَّخَذَالنَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا ۸۴

''اللہ (تبارک وتعالیٰ دین کا) علم بندوں سے چھین کر نہیں اُٹھائے گا بلکہ علمائے دین کی وفات سے علم اُٹھائے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ اُن سے مسئلے پوچھیں گے' وہ علم کے بغیر

۸۳ ابن ماجہ ص ۳۳۰' مشکوٰۃ ص ۴۹۵۔ ۸۴ بخاری جلد ا ص ۲۰۔ تیسیر الباری جلد ا ص ۸۶' شرح السنۃ جلد ا ص ۵۳۔ ۲۴۷' دارمی جلد ا ص ۷۷' مجمع الزوائد جلد ا ص ۲۰۱' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۵۴۳' مشکوٰۃ ص ۳۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۹۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۵۲۔ ۱۶۲۹۔

فتویٰ دیں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے"۔ ۞

۞ "گو اللہ کی قدرت کے سامنے یہ کچھ مشکل نہیں کہ دل سے علم چھین لے مگر آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب ایسا نہیں ہوگا بلکہ دین کے عالم مر جائیں گے اور جاہل لوگ عالم بن کو لوگوں کے پیشوا ہوں گے"۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸۶) ☆

☆ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کل کی بات سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء کرام علیہم السّلام خصوصاً نبی کریم رءُوف ورحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غیب کی خبریں جانتے ہیں تو یہ شرک ہے۔ اِس خیال اور عقیدے کو درست کرنے کی ضرورت ہے اِس کی دُرستگی اِس طرح ہوگی۔ "کہ کل کی، غیب کی خبریں، اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے اور جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کل کی یعنی غیب کی خبریں بتادے وہ بھی جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا؟ کل تو کل رسول اللہ ﷺ نے تو قیامت اور قیامت کے بعد کی بھی خبریں بتادی ہیں۔ لہٰذا عقیدہ کی درستگی اور صحت بڑی ضروری ہے اَیسے ہی زبان سے اُلٹ پلٹ باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ علم عطا فرمادے اُس کا علم ماننا شرک نہیں بلکہ توحید اور ایمان کے لئے لازمی جزو ہے۔ بے شمار واقعات میں سے صرف دو واقعات پڑھیں۔ جن میں سے ایک کا تعلق ایک عورت سے ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آئندہ کا علم عطا فرمایا۔ اور دوسرے کا حضرت زکریا علیہ السلام سے ہے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا واقعہ:

سورۃ القصص آیت نمبر ۷ تا ۱۳:

"(اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالہ نے فرمایا) اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو وحی کی (یعنی اِلہام کیا) کہ اِسے (یعنی موسیٰ علیہ السلام) کو دُودھ پلاتی رہ اور جب تجھے اِس کی نسبت خوف معلوم ہو تو اِسے دریا میں بہادینا۔ کوئی خوف، ڈر، رنج اور غم نہ

کرنا''۔ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o ''ہم یقیناً اُسے تیری طرف لوٹائیں گے اور اُسے اپنے رسولوں (علیہم السّلام) میں سے بنانے والے ہیں''۔ کیسی واضح اِطلاع اور علم ہے جو مستقبل کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو عطا فرمائی۔

آیت نمبر ۱۳ میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:- فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَایَعْلَمُوْنَ o ''پھر ہم نے اُسے اُس کی ماں کی طرف واپس پہنچا دیا تا کہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور آزردہ خاطر نہ ہو۔ اور جان لے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

اِختتامِ آیتِ کریمہ کن خوبصورت کلمات سے ہوا:- وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَایَعْلَمُوْنَ o کہ ''اکثر لوگ نہیں جانتے''۔ جن کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے بندوں' اَنبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء کرام کو آنے والی باتوں کا علم دیتا ہے وہ لوگ صاحبِ علم بھی ہیں' صحیح العقیدہ بھی اور جو لوگ یہ بات تسلیم نہیں کرتے' نہ صرف یہ کہ وہ بے علم ہیں بلکہ اُن کا عقیدہ بھی صحیح نہیں ہے۔

(۲) حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ:

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت بی بی مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے کفیل تھے۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں' جہاں حضرت بی بی مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا رہتی تھیں' آئے' تو دیکھا وہاں بے موسم کا کھانا اور پھل پڑا ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ازراہِ تعجب حضرت بی بی مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ''اے مریم یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی؟''۔ تو اُنہوں نے جواباً عرض کیا: هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ''یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے ہے''۔ حضرت بی بی مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی یہ کرامت دیکھ کر جائے ولیہ اور جائے کرامت پر حضرت زکریا

علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے:-

هُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ (آل عمران:۳۸)

''اُسی جگہ (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اَولاد عطا فرما بے شک تو دُعا سننے والا ہے''۔

چنانچہ فرشتوں نے اُنہیں آواز دی جبکہ وہ حجرہ میں یا محراب میں نماز پڑھ رہے تھے

اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا ۢ بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (آل عمران:۳۹)

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) تجھے یحییٰ (علیہ السلام) کی یقینی خوش خبری دیتا ہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا اور سردار ضبطِ نفس کرنے والا اور غیب کی باتیں بتانے والا ہے نیک لوگوں میں سے''۔ ☆

☆ مذکورہ بالا آیتِ مبارک سے کتنا واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آئندہ ہونے والے معاملہ کا کتنی تفصیل کے ساتھ علم عطا فرمایا۔

فرشتوں کو، حضرت زکریا علیہ السلام اور اُن کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی معلوم ہو گیا کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک یقینی غیبی خبر ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کو عطا فرمائی اور مختصر الفاظ میں کتنا تفصیلی مضمون اور علم عطا فرما دیا، یہی اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنہیں چاہتا ہے، علم غیب عطا فرماتا ہے اور کائنات میں سب سے زیادہ علم غیب حضور نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ جس کی کسی اُمتی کو خبر نہیں۔

دن مقرر کرنا سُنّت ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ عورتوں نے نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنے میں مرد ہم پر غالب آ گئے ہیں:

فَاجْعَلْ لَّنَا یَوْمًا مِّنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَ هُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ ۸۵

''ہمارے لئے ایک دن مقرر فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ایک دن مقرر کر کے ملنے کا وعدہ فرمایا، اُس دن اُن کو نصیحت کی اور شرع کے مطابق حکم بتلائے''۔ ☆

☆ عورتوں نے عرض کی مرد ہر روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں بیٹھتے، علم سیکھتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں۔ ہم عورتیں کمزور ہیں مردوں سے مزاحمت نہیں کر سکتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیں تا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم اور اُمورِ دین سیکھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ کرنے کے لئے دن مقرر فرمایا جو شرع شریف میں کسی لحاظ سے ناجائز نہیں اگر دن مقرر کرنا ناجائز ہوتا تو نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما دیتے کہ دن مقرر کرنا جائز نہیں اِس لئے کسی نہ کسی دن تمہیں بھی وعظ کر دیا کریں گے اور کسی نہ کسی دن تم بھی وعظ و نصیحت سننے کے لئے آجایا کرنا۔ تو سوال یہ ہے کہ پھر وہ کس دن وعظ و نصیحت سننے کے لئے آتیں؟

دن مقرر کرنے کا ایک اور واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وعظ کرنے کیلئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ایک شخص نے عرض کیا، اے ابو

---

۸۵ تیسیر الباری جلد ا ص ۸۶، بخاری جلد ا ص ۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۲۸۵۵۔

عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ)! میری تمنا یہ ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ فرمائیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''سن' بات یہ ہے کہ مجھے ہر روز وعظ کہنے سے یہ اَمر لاحق ہے۔ مجھے اَچھا نہیں لگتا کہ میں تمہیں پریشان کروں۔ اِس لئے میں وقفہ وقفہ کے بعد تمہیں وعظ کہتا ہوں' جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ وقفہ کر کے اَیسا کرتے تھے تا کہ ہم لوگ پریشان نہ ہوں اور بوجھ محسوس نہ کریں''۔ (حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اِس حدیث شریف کو بیان کرنے سے پہلے عنوان باب لکھا ہے:

بَابٌ مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّامًا مَّعْلُوْمَةً

باب: ''جو شخص علم سیکھنے والوں کے لئے کچھ دن مقرر کردے'' ۸۶

اِس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ اِسلامی تقریب کے لئے دن مقرر کرنا مستحسن ہے۔ اِس حدیث شریف کی رُو سے سیرت النبی ﷺ' تبلیغی اجتماعات' جلسوں' اِیصال ثواب' محافل میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور بزرگانِ دین کے اَعراس کیلئے دن مقرر کرنے میں لوگوں کی سہولت ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں کسی تقریب کیلئے تاریخ مقرر کرنے کی ممانعت نہیں آئی۔

اِس محولہ بالا حدیثِ پاک سے معلوم ہوا دن مقرر کرنا شرک' حرام یا بدعت نہیں۔ جو اَیسا کہتے ہیں' اُن بے چاروں کے علمِ حدیث کی کمزوری واضح ہے لیکن کیا عجب بات ہے' دن مقرر کرنے کی مخالفت کرنے والے سبھی لوگ اپنے پروگراموں کے لئے دن' تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ بلکہ جگہ کا بھی تعین کرتے ہیں۔ اگر دن' تاریخ اور جگہ کا تعین کرنا اور وقت کا تعین ناجائز ہوتا تو پھر کسی پروگرام اور تقریب کی اِطلاع اِس طرح ہوتی' حضرات کسی دن کسی وقت کسی جگہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ ہوگا اور کوئی صاحب آ کر خطاب کریں گے آپ حضرات سے اِلتماس ہے کہ آپ کسی دن کسی جگہ کسی تاریخ کو کسی جلسہ گاہ میں تشریف لا کر فیوض و برکات حاصل کریں''۔

---

۸۶ بخاری جلد ا ص ۱۶' تیسیر الباری جلد ا ص ۶۴۔

دُعا کے طفیل:

حضرت وہب بن مُنَبِّہ علیہ الرحمہ نے اپنے بھائی حضرت ہمام بن مُنَبِّہ علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ فرماتے تھے:

مَامِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَحَدٌ اَکْثَرَ حَدِیْثًا عَنْهُ مِنِّیْ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَاِنَّهٗ کَانَ یَکْتُبُ وَلَا اَکْتُبُ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ۸۷

''نبی کریم ﷺ کے اَصحاب (رضی اللہ عنہم) میں سے مجھ سے زیادہ اَحادیثِ (مبارکہ) کا روایت کرنے والا کوئی نہیں۔ اَلبتہ (حضرت) عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ نے بہت اَحادیثِ (مبارکہ) روایت کی ہیں۔ کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ ۝ (حضرت وہب بن منبہ کے ساتھ اِس حدیث کو معمر نے بھی ہمام سے روایت کیا اُنہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے)

۝ ''ابو ہریرہؓ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ عبداللہ بن عمروؓ نے مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں حالانکہ عبداللہ کی روایت کی ہوئی حدیثیں سات سو سے زیادہ نہیں ہیں اور ابو ہریرہؓ نے پانچ ہزار تین سو حدیثیں روایت بیان کی ہیں۔ اِمام بخاریؒ نے کہا آٹھ سو تابعین نے ابو ہریرہؓ سے سنا ہے اور یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی۔ یہ اُس دُعا کا طفیل تھا جو آنحضرتؐ نے ابو ہریرہؓ کے لئے کی تھی وہ کوئی بات نہیں بھولتے تھے رضی اللہ عنہ ☆ (تیسیر الباری جلد ا ص ۹۴ من وعن)

☆ رسول اللہ ﷺ کی دُعائے مقدس کے طفیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۸۷ بخاری جلد ا ص ۲۲۔ تیسیر الباری جلد ا ص ۹۴۔

کوئی بات نہیں بھولتے تھے۔ اُنہیں لوگ یُکثِرُ الْحَدِیْثَ کہتے تھے اور مانتے ہیں۔ اِس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ تیسیر الباری میں یہ جو لکھا گیا ہے کہ ''یہ اُس دُعا کا طفیل ہے جو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے کی تھی''۔ یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ ہر مسلمان دُعا کے طفیل اور بزرگوں اور محبوبوں کی دُعا کے طفیل فیض یاب ہونے کا عقیدہ رکھے۔

پوری حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نسیان اور اِعتقاد کا ذکر ہے ملاحظہ ہو۔

''حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) جناب رسول اللہ ﷺ سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور تم کہتے ہو مہاجرین اور اَنصار کا کیا حال ہے؟ وہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ اصل بات یہ ہے:- اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغُلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مِلَاءِ بَطْنِيْ فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا. ''میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں خرید وفروخت مشغول رکھتی اور میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتا اِس حال میں کہ پیٹ بھرنے پر قناعت کرتا' میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا جب وہ غائب ہوتے اور میں اَحادیثِ مبارکہ یاد کرتا جب وہ بھول جاتے''۔ وَكَانَ يَشْغُلُ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ اِمْرَأً مِسْكِيْنًا مِّنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ اَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ ''اور میرے اَنصاری بھائیوں کو کھیتی باڑی مصروف رکھتی ہے اور میں صُفّہ کے مساکین میں سے ایک مسکین تھا۔ میں یاد کرتا جب وہ بھول جاتے ایک دفعہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے حدیث شریف بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّهٗ لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهٗ

حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ هٰذِهٖ ثُمَّ یَجْمَعُ اِلَیْهِ ثَوْبَهٗ اِلَّا وَعٰی مَا اَقُوْلُ ''کوئی شخص اپنا کپڑا بچھائے اور میں اپنا کلام مکمل کرلوں تو پھر وہ اپنے کپڑے کو اپنے سینے سے لگالے مگر میں جو بھی کہوں گا وہ اُسے یاد رہے گا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَیَّ حَتّٰی اِذَا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهٗ جَمَعْتُهَا اِلٰی صَدْرِیْ فَمَا نَسِیْتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِلْکَ مِنْ شَیْءٍ ۸۸ ''میں نے اپنی چادر بچھادی جو میرے اُوپر تھی جب رسول اللہ ﷺ نے بات پوری کر لی تو میں نے اُس کو اپنے سینے سے ملا لیا تو میں جناب رسول اللہ ﷺ کی اِس گفتگو سے کوئی شئے نہ بھولا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم): اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاهُ ''میں آپ (ﷺ) سے بہت اَحادیثِ مقدسہ سنتا ہوں اور اُن کو بھول جاتا ہوں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی چادر پھیلاؤ میں نے اپنی چادر پھیلا دی''۔ پھر فرمایا: فَغَرَفَ بِیَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ: ضُمَّ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ ''آپ ﷺ نے اپنے دونوں نورانی ہاتھوں (مبارک) سے ایک لپ لے کر اُس میں ڈال دیا پھر فرمایا: ''اِس کو لپیٹ لے (یا اپنے سینے سے لگالے) میں نے لپیٹ لیا (یا اپنے سینے سے لگالیا) اِس کے بعد میں کوئی چیز نہ بھولا''۔ ۝

۝ ''یہ لپ آپؐ کے فیض اور برکت کا تھا اُس کا یہ اثر ہوا کہ ابو ہریرہؓ کا نسیان بالکل جاتا رہا اور پھر اِس کے بعد جو اُنہوں نے سُنا اُس کو کبھی نہ بھولے''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۹۸ من وعن) ☆

☆ آپ ﷺ کی برکت' دُعا اور نگاہِ کرم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نسیان کی بیماری ختم ہوگئی۔ اِس لئے اُن کو بہت اَحادیث یاد تھیں۔

۸۸ بخاری جلد ا ص ۲۷۴۔

خبر غیب غدًا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

صَلّٰی لَنَا النَّبِیُّ ﷺ الْعِشَاءَ فِیْ آخِرِ حَیَاتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ قَالَ اَرَأَیْتَکُمْ لَیْلَتَکُمْ ھٰذِہٖ فَاِنَّ رَأْسَ مِائَۃِ سَنَۃٍ مِّنْھَا لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ ۸۹

''نبی (کریم رءُوف ورحیم) ﷺ نے (ظاہری زمانۂ حیات کے) آخری ایام (زندگی) میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی' جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم نے اِس رات کو دیکھا ہے؟ یعنی اِسے یاد رکھا کہ اَب سو برس کے بعد جتنے لوگ اِس وقت زمین پر ہیں اُن میں سے کوئی نہیں رہے گا۔ ۝

۝ ''اِس حدیث کے موافق سو برس کے بعد آنحضرتؐ کا کوئی دیکھنے والا زندہ نہیں رہا سب سے آخیر میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی ایک سو دس (۱۱۰) ہجری میں انتقال کر گئے۔ (تیسیر الباری جلد اص ۹۶) ☆

☆ یعنی جو شخص اِس رات زمین کی پُشت پر ہے وہ اِس وقت سے لے کر سو سال کے بعد زندہ نہ رہے گا جو لوگ اِس رات کے بعد پیدا ہوں گے' وہ اِس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ ''یعنی زمین کی پُشت سے مراد یہ ہے جو زمین پر رہتے ہیں۔ یہ حدیث شریف حضرت خضر علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ابلیس پر لاگو نہیں کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام سمندر پر ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں جب کہ ابلیس لعین فضا میں ہے یا آگ میں ہے''۔

---

۸۹ بخاری جلد اص ۲۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد اص ۴۵۳' جلد ۹ ص ۷' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۵۰۰' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۷' مسلم جلد ۲ ص ۳۱۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۸۴' ترمذی حدیث نمبر ۲۲۵۱۔

نبی کریم ﷺ کی شان:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک رات میں اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آستانۂ اَقدس میں سویا۔ آپ ﷺ بھی وہاں جلوہ اَفروز تھے۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے عِشاء کی نماز اَدا فرمائی' پھر اپنے گھر تشریف لے آئے: فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ''پھر آپ ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھی اور سو گئے پھر اُٹھے (جاگے)'' پھر فرمایا: نَامَ الْغُلَیِّمُ اَوْ کَلِمَةً تُشْبِهُهَا ''کیا بچہ سو گیا یا کچھ اَیسا ہی کلمہ فرمایا: آپ ﷺ پھر اُٹھے (اور نماز پڑھنے لگے) میں بھی (اُٹھا) اور آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں طرف کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانچ رکعت نماز پڑھی: ثُمَّ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِیْطَهٗ اَوْ خَطِیْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلَاةِ ۹۰ ''پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں (نمازِ فجر کی سنتیں) اَدا فرمائیں' پھر آپ ﷺ سو گئے' یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹے (مبارک) کی آواز سنی' پھر نماز فجر کے لئے تشریف لے گئے۔ ۝

۝ یہ آپ کے خصائص میں سے تھا کہ سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا دوسری روایت میں ہے میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۹۷ من وعن) ☆

☆ حضرت سفیان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عَمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ یوں کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ حضرت عَمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے' اَنبیاء کرام (علیہم السّلام) کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر اُنہوں نے پڑھا:-

---

۹۰ بخاری جلد ا ص ۲۲' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۹۶۔

....اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ.... ۹۱

''(یعنی اے میرے بیٹے)! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ سجدہ فرماتے تھے (یعنی نماز پڑھتے تھے۔) وَیَنَامُ وَیَنْفُخُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ ''اور سو جاتے تھے یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز آتی تھی پھر نماز پڑھتے تھے اور وُضو شریف نہیں فرماتے تھے''۔ ایک بار میں نے عرض کیا' صَلَّیْتَ وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ ''(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وُضو نہیں کیا حالانکہ آپ ﷺ سو گئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰی مَنْ نَّامَ مُضْطَجِعًا ۹۲ ''وضو اُس شخص پر لازم آتا ہے جو کروٹ لے کر سو جائے' حضرت ہناد بن سری رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے اِتنا زیادہ بیان کیا ہے: فَاِنَّہٗ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُہٗ ''جب کروٹ پر لیٹ کر سوئے گا تو اُس کے جوڑ ڈھیلے ہو جائیں گے''۔ مراد اِس سے عام آدمی کا سونا اور کروٹ کے بَل لیٹ کر سونا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیثِ پاک میں اوّل حصّہ ایک جماعت نے بیان کیا ہے مگر اِس میں یہ مضمون نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کَانَ النَّبِیُّ ﷺ مَحْفُوْظًا ''نبی کریم ﷺ اِس خواب سے' اِس سونے سے محفوظ تھے' جیسا لوگ سویا کرتے ہیں''۔ اور اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ۹۳ ''میری دونوں آنکھیں

---

۹۱ بخاری جلد ا ص ۴۵' فتح الباری جلد ا ص ۳۱۷' عمدۃ القاری جلد ا جز ۲ ص ۵۴' تیسیر الباری جلد ا ص ۱۱۴۔ ۹۲ ابوداؤد جلد ا' ص ۳۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۱۲۱۔ ۹۳ ابوداؤد جلد ا ص ۳۰' مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۴۰۵' صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۳۰۔

سوتی ہیں مگر میرا دِل نہیں سوتا یعنی جس طرح سونے میں لوگوں کو غفلت ہو جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ ایسی غفلت سے پاک، معصوم و محفوظ ہیں۔

جو لوگ نبی کریم رءُوف و رحیم ﷺ کو اپنی مثال کہتے ہیں۔ کیا اُنہیں فہم و فراست اور علم و شعور نہیں ہے کہ آپ ﷺ اگر سو جائیں تو آپ ﷺ کا وُضو نہیں ٹوٹتا بلکہ سونے کی حالت میں آپ ﷺ خراٹے (مبارک) بھی لیتے ہیں اور سننے والے دیکھنے والے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ مگر آپ ﷺ کا وُضو برقرار رہتا ہے۔ جبکہ اپنی مثل کہنے والے حضرات لیٹیں بھی نہ صرف ٹیک لگا کر سو جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اِس سلسلہ میں مزید روایات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے رات تہجد کی نماز پڑھی جتنی اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور تھی۔ پھر مؤذن آیا اور آپ ﷺ کو نماز کے لئے جگایا۔ **فَقَامَ مَعَهُ اِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ** ''پھر آپ ﷺ اُس کے ساتھ نماز کے لئے چلے، آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وُضو نہیں فرمایا۔ اِس حدیث شریف کے راویوں میں سے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم سے (حضرت) عَمرو رضی اللہ عنہ نے کہا، **اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ** ۹۴ ''بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھیں (ظاہر میں) سوتی تھیں اور آپ ﷺ کا دِل نہیں سوتا تھا''۔

(۲) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی کریم رءُوف و رحیم ﷺ نے فرمایا: **تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ** ۹۵ ''میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دِل نہیں سوتا''۔

اِس روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

---

۹۴ بخاری جلد ۱ ص ۲۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۱۴۔ ۹۵ صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۰ حدیث نمبر ۴۸، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۴۰۵ حدیث نمبر ۳۸۶۴، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۰۰، ابن حبان حدیث نمبر ۲۱۲۳۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَسْجُدُ وَیَنَامُ وَیَنْفُخُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ ۹۶

''رسول اللہ ﷺ سجدہ فرماتے تھے اور سو جاتے تھے یہاں تک کہ خراٹوں (مبارک) کی آواز آتی تھی۔ پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں فرماتے تھے''۔

(۳) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے خبر دی کہ اُنہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا:-

کَیْفَ کَانَتْ صَلَاۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ؟

''نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی رمضان المبارک کے مہینہ میں نماز کیسی تھی؟'' فرماتے ہیں' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا ''رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک اور غیر رمضان المبارک میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے'' فرماتی ہیں: فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَ طُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَطُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا ''تو اُن کے حُسن اور طُول کے بارے میں نہ پوچھو' پھر تین رکعتیں پڑھتے''۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ وتروں سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یَا عَائِشَۃُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ۹۷ ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک) میری آنکھیں سو جاتی اور میرا دِل بیدار رہتا ہے''۔

---

۹۶ ابوداؤد جلد ا ص ۳۰' مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۴۰۵' (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) ۔ ۹۷ بخاری جلد ا ص ۱۵۴' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۴۲' مسلم جلد ا ص ۲۵۴' صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۳۰' ترمذی حدیث نمبر ۴۲۹' السنن الکبری للبیہقی جلد ۲ ص ۴۹۶' نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۱۵۳' حلیۃ الاولیاء جلد ۱۰ ص ۳۸۴۔

○ ''اِس سے معلوم ہوا کہ سونا حدث نہیں لیکن چونکہ اِس میں غفلت ہوتی ہے اور حدث کا گمان ہوتا ہے اِس لئے سونے کو حدث سمجھا گیا اور آنحضرت ﷺ کے سونے میں غفلت نہ ہوتی اِس لئے آپ کے حق میں سونا حدث نہ تھا۔''
(تیسیر الباری جلد ا ص ۱۱۴ مِن وعَن)

علم کے دو تھیلے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُ هُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْبَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ '' قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ ۹۸

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو تھیلے سیکھے (یعنی دو طرح کا علم حاصل کیا)۔ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ میرا بلعوم کاٹ ڈالا جائے'' ○ اور امام بخاری نے کہا کہ بلعوم (نرخرا) وہ ہے جس میں سے کھانا اُترتا ہے''۔

○ ''دوسرے علم سے مراد وہ باتیں ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ابو ہریرہؓ کو بتلائی تھیں کہ میرے بعد ایسے ایسے ظالم حاکم ہوں گے اور وہ ایسے بُرے بُرے کام کریں گے۔ابو ہریرہؓ نے کبھی اِشارے کے طور پر اِن باتوں کا ذکر بھی کیا ہے جیسے کہا میں ۶۰ ہجری کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور چھوکروں کی حکومت سے اِسی سن میں یزید پلید بادشاہ ہوا''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۹۹ من وعن) ☆

☆ یہ دوسرا علم وحید الزماں صاحب کی تحریر اور انداز سے واضح ہوتا ہے، علم

---

۹۸ تیسیر الباری جلد ا ص ۹۸ تفہیم البخاری جلد ا ص ۳۴۰' بخاری جلد ا ص ۲۳' فتح الباری جلد ا ص ۲۸۸' عمدۃ القاری جلد ا جز ۲ ص ۱۸۴۔

غیب ہے۔ آنے والے حالات اور واقعات کا علم ہے جس کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہ پھیلاؤں تو میرا گلا کاٹ ڈالا جائے۔ آج یہ بات صحیح ثابت ہو رہی ہے۔ جو ایمان والا رسول اللہ ﷺ کے اِس دوسرے علم کے بارے عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ جلّ مجدہٗ الکریم نے رسول اللہ ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا تو علم کے نور سے ناآشنا لوگ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ وحید الزماں صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دوسرے علم سے مراد وہ باتیں ہیں جن کا آپ ﷺ نے اپنے دُنیا سے جانے کے بعد واقع ہونا بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں

سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ يَقُوْلُ هَلَكَةُ اُمَّتِیْ عَلٰی يَدَیْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ اَبُوْ هَرَيْرَةَ لَوْشِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ بَنِیْ فُلَانٍ وَبَنِیْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ ۹۹

''میں نے سچے (نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ) سے جنہیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے سچا (نبی ﷺ) بنا کر بھیجا ہے' سنا ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ میری اُمت کی حکومت تباہ ہوگی۔ مروان نے کہا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن پر لعنت فرمائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چاہوں تو اُن کے نام بیان کر دوں فلاں کا بیٹا' فلاں کا بیٹا ہے''۔ ۝

۝ ''اُنہوں نے اُن ظالم حاکموں کے نام آنحضرت ﷺ سے سنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے کیونکہ مروان خود اُن چھوکروں میں شامل تھا گویا اُس نے اپنے اُوپر لعنت کی''۔ (تیسیر الباری جلد۹ ص۱۳۲ من وعن)۔

۹۹ تیسیر الباری جلد۹ ص۱۳۲' بخاری جلد۲ ص۱۰۴۶' فتح الباری جلد۱۳ ص۱۰' عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۴ ص۱۸۰' البدایہ والنہایہ جلد۹ ص۲۵۹' مشکوٰۃ ص۴۶ (مختصراً)' مستدرک حاکم جلد۴ ص۵۷۲

کتنی روشن باتیں ہیں۔☆

☆ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا کتنا اچھا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آنے والے حالات کا بخوبی علم تھا۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا مگر آج صحیح بخاری شریف کا ختم دلانے والے بعض حضرات کہتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غیب کا علم ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ اس عقیدے کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ بھی مشرک اور کافر ثابت ہوتے ہیں اور اس حدیث پاک کے جو دیگر راویان اور محدثین ہیں، وہ بھی کافر اور مشرک ثابت ہو رہے ہیں (نعوذ باللہ) دیگر روایانِ حدیثِ شریف کے نام حسبِ ذیل ہیں، وہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

موسیٰ بن اسماعیل، عمرو بن یحییٰ بن سعد بن عمرو بن سعد حافظ ابن حجر عسقلانی صاحبِ فتح الباری، علامہ بدر الدین عینی صاحبِ عمدۃ القاری، عماد الدین ابن کثیر صاحبِ البدایہ والنہایہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت حسین بن حفص علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں ہم سے حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے اُنہوں نے حضرت سماک بن حرب علیہ الرحمہ سے اُنہوں نے حضرت مالک بن ظالم علیہ الرحمہ سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، فرماتے تھے: **اَخْبَرَنِیْ حَبِیْبِیْ اَبُو الْقَاسِمِ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ** ﷺ **اَنَّ فَسَادَ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدِیْ غِلْمَةٍ سُفَهَاءٍ مِّنْ قُرَیْشٍ** ۱۰۰ "مجھے میرے محبوب ابو القاسم (حضرت محمد ﷺ) صادق المصدوق ﷺ نے خبر دی کہ میری اُمّت کی خرابی قریش کے بے وقوف نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی"۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے کہا اُن چھوکروں میں "**اِنَّ اَوَّلَهُمْ**

---

۱۰۰ مسند احمد جلد۲ ص ۳۰۴، مستدرک حاکم جلد۴ ص ۵۱۷۔۵۷۲، فتح الباری جلد۱۳ ص ۱۰، البدایہ والنہایہ جلد۶ ص ۲۵۹، تاریخ ابن کثیر مترجم جلد۶ ص ۱۰۱۱۔

یَزِیْدُ'' ۱۰۱ ''پہلا چھوکرا یزید ہے''۔

حضرت ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ سے یوں روایت ہے:- اِنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ كَانَ یَمْشِیْ فِی السُّوْقِ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُدْرِكْنِیْ سَنَةَ سِتِّیْنَ وَلَا اَمَارَةَ الصِّبْیَانِ ۱۰۲ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے چلتے یہ دُعا کرتے یا اللہ مجھے ۶۰ ہجری مت دکھلانا اور نہ ہی بچوں کی حکومت''۔

ساٹھ ہجری میں یزید حکمران ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سال پہلے ہی دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے حالات اور واقعات کے بارے علم عطا فرما دیا تھا۔ کیونکہ ربّ کائنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والے واقعات کا علم عطا فرمایا۔ عقیدہ اُس کا درست ہے جو ایمان رکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والے واقعات اور حالات کا علم عطا فرمایا ہے۔

پگڑی اور ٹوپی پہننا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مُحرِم (یعنی وہ شخص جو اِحرام باندھے) کیا پہنے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِیْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ اَوِ الزَّعْفَرَانُ فَاِنْ لَّمْ یَجِدِ النَّعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسِ الْخُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا حَتّٰی یَكُوْنَا تَحْتَ الْكَعْبَیْنِ ۱۰۳

''وہ نہ قمیص پہنے نہ عمامہ نہ پائجامہ نہ ٹوپی نہ وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو پھر اگر (پہننے کو) جوتیاں (چپل) نہ ملیں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک

---

۱۰۱ فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۳۔ تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۳۲۔ ۱۰۲ فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۲۔ تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۳۲۔ ۱۰۳ تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۱۰' دار قطنی جلد ۲ ص ۲۳۰' بخاری جلد ۱ ص ۲۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۲۹ باختلاف الفاظ۔

کاٹ کر پہن لے''۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا صرف اِحرام کی حالت میں سِلہ کپڑا ٹوپی، عمامہ، قمیص، پائجامہ وغیرہ نہیں پہننا لیکن اِحرام کے علاوہ ننگے سر پھرنا، قمیص نہ پہننا، یہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے معمولات میں سے نہیں۔

ننگے سر نماز پڑھنا:

نئی سے نئی بیماریاں معاشرے کو کینسر کی بیماری کی طرح تباہ و برباد کرتی جارہی ہیں۔ مسلمان لوگ ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کی نقالی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر شرم وحیاء وغیرت کا جنازے پر جنازہ نکالتے چلے جارہے ہیں اور اپنے رَب کریم جل جلالہ اور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مقدّس باتوں اور اِرشادات واَحکامات کو محض یہ کہہ کر رَد کردیتے ہیں۔ کہ یہ مولوی حضرات کی باتیں ہیں، مولوی تنگ نظر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اِسلامی اَقدار کی بات کرنے والے کو **قدامت پسند، اَندھی عقیدت، اَندھی تقلید** اور **بنیاد پرستی** کا شکار کہا جاتا ہے اور اِسلامی اَحکام سے راہِ فرار اِختیار کی جاتی ہے۔ یہ وہ شر ہے جو یہودی، ہنودی شیطانوں نے ذرائع اِبلاغ سے پھیلایا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے شعائرِ دینیہ کے معاملہ میں جتنی بے وفائی مسلمانوں میں ہے کوئی اور قوم اپنے شعائر سے اَیسا نہیں کرتی۔

کتنے اَفسوس کی بات ہے کہ مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے پسپا ہونے والے مسلمان اِسلامی تہذیب کو اَپنانے میں اپنی ذلت اور پستی سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے شرماتے نہیں کہ اگر ہم نے اِسلامی اَقدار اور طرزِ بُود وباش کو اپنایا تو دنیا کی دَوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔ حالانکہ اِن کو خبر نہیں کہ ربّ کائنات کا فرمانِ عظیم ہے کہ ''تم ہی غالب رہو گے، کامیاب رہو گے اگر نبی آخرالزماں ﷺ کی پیروی کرو گے''۔

یہ کلمات تحریر کرتے ہوئے دِل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ مغربی تہذیب نے نہ صرف یہ کہ مردوں کے سر سے پگڑی اور ٹوپی چھین لی بلکہ عورتوں کو بھی دوپٹے سے

آزاد کر دیا ہے۔ اِس گندی تہذیب کے سیلاب میں پڑھے لکھے اور شریف مرد اور عورتیں سبھی تِنکوں کی طرح بہتے چلے جا رہے ہیں۔ اِلّا مَاشَآءَ اللہ

اَخبارات ورسائل وغیرہ میں خواتین ننگے سر سے اپنی نمائش کرواتی ہیں۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر عُریانی اور آزادرَوِی اور حیاء سوز حرکتیں یہود ونصاریٰ کو شرما رہی ہیں۔ مسلمان حکمران اپنی عورتوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ننگے سر کھڑے کرتے ہیں۔ مشرکوں اور کافروں سے اپنی عورتوں کے مصافحے کرواتے ہیں۔ نامعلوم اِن لوگوں کی غیرت ایمانی کو کیا ہوا ہے؟

اِس دورِ گمراہی میں اَعمالِ صالحہ بھی بے اَدبی' لاپرواہی اور غفلت کے ہاتھوں پِس رہے ہیں۔ نماز ایک اہم عبادت ہے جس میں بندے کو اپنے رب کی بارگاہ میں اَدب کے ساتھ اپنی بے بسی اور عاجزی کا بھرپور اِظہار کرنا چاہئے۔ اِس میں بدن کی طہارت کے ساتھ ساتھ شائستگی اور وقار کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ مگر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ کئی لوگ نماز جیسی عظیم عبادت میں شائستگی اور وقار کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ہیں' غافلوں اور لاپرواہوں کی طرح نماز اَدا کرتے ہیں اور کئی حضرات سر پر کپڑا' ٹوپی یا پگڑی وغیرہ رکھنے کے خلاف بے علمی سے کج بحثی کرتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ برہنہ سر رہنے کو معیوب نہیں سمجھتے بلکہ ننگے سر نماز پڑھنے پر اِصرار کرتے ہیں کہ ''سر کو ڈھانپنا نماز کی شرائط میں سے نہیں ہے''۔

جماعت اِسلامی کے ماہنامہ جریدہ **ترجمان القرآن** جنوری ۱۹۸۱ء کے شمارہ میں **محمود حسن** کے ایک مضمون **ایک فراموش شدہ سُنّت** میں سر کو ڈھانپے بغیر نماز پڑھنے والوں کے لئے لکھا ہے کہ ''فقہ کی رو سے تو کرتہ پہننا بھی ترک کر دیا جائے۔ فقہی نقطۂ نظر یہ ہے کہ آدمی اگر اپنا ستر صرف ناف سے گھٹنے تک ڈھانپ لے تو نماز پڑھ سکتا ہے''۔

مضمون نگار نے یہ بات تو لکھ دی مگر شاید مضمون نگار کو علم نہیں کہ ننگے سر نمازیں پڑھنے والے زیادہ لوگ **جماعت اِسلامی** اور **فرقۂ اہلحدیث** (غیر مقلدین)

سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر مضمون نگار یہ مشورہ دیتے کہ سرے سے کپڑے ہی نہ پہنو۔ ننگے ہی نماز ہو جاتی ہے تو زیادہ موزوں تھا۔ کیونکہ مضمون نگار نے ترجمان القرآن جلد ۹۶ ص ۲۳ پر لکھا ہے "رہا وہ شخص جس کے پاس پہننے کے لئے سرے سے کوئی کپڑا نہ ہو وہ بیٹھ کر اشارے سے رکوع و سجود کر کے نماز ادا کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی لکھا ہے کہ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ آدمی استطاعت کے باوجود کرتہ کے بغیر نماز ادا کرتا رہے یا ننگے سر ہو کر نہ صرف یہ کہ نماز ادا کرنے کو اپنا معمول بنائے بلکہ اس پر اصرار بھی کرتا رہے"۔

مضمون نگار نے لکھا ہے "کسی مجبوری یا عدم استطاعت کے علاوہ برہنہ سر نماز پڑھنے میں بے ادبی اور بے پرواہی کا پہلو ہے"۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ اہلحدیث شمارہ نمبر ۴۱ جلد نمبر ۲۲ ماہ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے صفحہ نمبر ۶ کالم نمبر ا پر لکھا ہے۔ "نبی اکرم ﷺ سے عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہیں۔ بعض انتہا پسند حضرات اسے مردہ سُنّت خیال کر کے اس کے احیاء کا بڑی سختی سے اہتمام کرتے ہیں۔ اُن کا یہ طرزِ عمل نفرت کا باعث ہے۔ اس سے احتراز کیا جائے۔ کپڑا موجود ہونے کی صورت میں عام طور پر ننگے سر نماز پڑھنا سُنّت نہیں ہے"۔

جماعت اسلامی کے ترجمان ماہنامہ ترجمان القرآن (جنوری ۱۹۸۱ء) میں لکھا ہے۔

"کہ آج کل ننگے سر رہنے کا جو رواج عام چل پڑا ہے۔ یہ سُنّتِ نبوی ﷺ اور اسلامی تہذیب کے خلاف ہے"۔

حضور ﷺ کی کسی حدیثِ مبارک میں یہ ثابت نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھائی یا پڑھی ہو یا ننگے سر پھرتے ہوں۔ احادیثِ مقدسہ میں یہ تذکرہ تو کثرت سے ملے گا کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے فلاں فلاں مواقع پر پگڑی شریف باندھی ہوئی تھی اور باندھتے تھے اور سوائے احرام کی حالت کے کوئی موقع ثابت نہیں کہ آپ ﷺ ننگے سر رہے ہوں یا کوئی حدیث ایسی نہیں جس سے ثابت

ہو کہ آپ ﷺ نے نماز بغیر عمامہ شریف کے پڑھی یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا ہو کہ ننگے سر نماز پڑھنا میری سُنّتِ مبارک ہے یا حدیث شریف ہے۔

اَحادیثِ مبارکہ میں کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **عَمَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** ۱۰۴ ''رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر پگڑی باندھی''۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے سرِانور پر عمامہ شریف تھا۔ ۱۰۵

(۳) حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ** ۱۰۶ ''میں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو منبر شریف پر دیکھا اور آپ ﷺ کے سرِانور پر عمامہ (شریف) تھا''۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ جب عمامہ شریف باندھتے تو اُس کے شملہ (شریف) کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے''۔ ۱۰۷

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضور ﷺ کو وُضو کرتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ نے اپنے (نورانی) دست (مبارک) کو اپنی پگڑی شریف کے نیچے داخل فرمایا اور اپنے سرِاقدس کے اگلے حصّے کا مسح فرمایا اور سرِمبارک سے پگڑی شریف نہیں اُتاری۔ ۱۰۸

(۶) حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو پگڑی شریف کو سر سے اُتارتے اور پانی سے اپنے سر کا مسح فرماتے۔ ۱۰۹

---

۱۰۴ مشکوٰۃ ص ۳۷۴، ابوداؤد جلد۲ ص ۲۰۹، کتاب اللباس۔ ۱۰۵ ترمذی جلد۱ ص ۳۰۴، ابو داؤد جلد۲ ص ۲۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۸ ص ۲۳۷، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۵ ص ۶۷۔ ۱۰۶ ابو داؤد جلد۲ ص ۲۰۹۔ ۱۰۷ ترمذی ابواب اللباس جلد۱ ص ۳۰۴ مشکوٰۃ ۳۷۴۔ ۱۰۸ ابوداؤد جلد۱ ص ۲۱ کتاب الطھارت۔ ۱۰۹ مؤطا امام مالک ص ۲۳، کتاب الطھارت۔

(۷) حضرت حسن بصری تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے صحابہ کبار (یعنی بزرگ صحابی) رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کیا کرتے تھے اور اُن کے ہاتھ اپنی آستین میں ہوتے۔ ۱۱۰

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ اپنی پگڑی کے پیچ پر سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ (فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۴)

(۹) حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور مشرکوں میں ٹوپیوں اور عمامہ کا فرق ہے۔ (یعنی وہ صرف عمامہ باندھتے ہیں اور ہم (اَلْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِس) ٹوپیوں پر عمامے باندھتے ہیں۔ ۱۱۱

(۱۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نیا کپڑا پہنتے تو اُس کا نام لیتے جیسے عمامہ یا قمیص یا چادر۔ ۱۱۲

مُؤَلہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ننگے سر نہیں رہا کرتے تھے تو کیا اُن سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ برہنہ سر نماز پڑھتے ہوں گے وہ تو سخت گرمی کی حالت میں پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے۔

کس موقع پر پگڑی یا ٹوپی نہیں پہنی جاتی؟

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سالم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ اِحرام باندھنے والا کیا پہنے؟ تو آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: آدمی اِحرام کی حالت میں (۱) قمیص (۲) پگڑی (۳) ٹوپی (۴) شلوار (۵) ورس اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا اور (۶) موزے نہ پہنے اور اگر پہننے کے لئے جُوتے نہ ہوں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔

---

۱۱۰ بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ السُّجُوْدِ عَلَی الثَّوْبِ تَعْلِیًّا۔ ۱۱۱ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۸، مشکوٰۃ ص ۳۷۴، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۹۔ ۱۱۲ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ص ۳۷۵۔

جماعت اسلامی کے محمود حسن نے بھی ٹوپی یا پگڑی کے پہننے کی دلیل میں مذکورہ بالا اَحادیث پاک بیان کی ہیں اور یہ نتیجہ اَخذ کیا ہے جو کہ صحیح ہے ''اِس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آدمی کو ہمیشہ سر پر پگڑی یا اِس کی جگہ کوئی اور چیز پہننی چاہئے''۔

حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے ظاہرہ زمانۂ حیات میں لوگ ننگے سر نہیں رہتے تھے۔ اِسی بناء پر حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اِحرام باندھنے والے کو سر پر پگڑی یا ٹوپی پہننے سے منع فرمایا: (یاد رہے یہ صرف حج وعمرہ کے اِحرام کے وقت کا اَمر ہے)۔ ہنود و یہود و نصاریٰ کی تہذیب میں ہم مسلمان کس طرح خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے ہیں کہ اَپنے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مشابہت کو چھوڑ دیا اور اَغیار کی مشابہت کو پسند کیا جب کہ ہم اُمتی سرکارِ کائنات ﷺ کے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جو کوئی کسی قوم سے مشابہت کرے گا وہ اُنہی میں سے ہوگا''۔[۱۱۳]

قیامت کے دن کیا ہوگا؟

حضرت نعیم بن عبداللہ مجمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد (نبوی شریف) کی چھت پر چڑھا۔ اُنہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے:

اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ [۱۱۴] ''میری اُمّت کے لوگ

---

[۱۱۳] مشکوٰۃ ص ۳۷۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۹۲، ۵۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۳۲۲، ۳۱۳، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۳۴۷، المکتبۃ الاسلامیہ، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۷۱، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۸۸، فتح الباری جلد ۱۰ ص ۲۷۴۔ [۱۱۴] تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۱۲، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۴۹، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۳۱۱، بخاری جلد ۱ ص ۲۵، مسلم جلد ۱ ص ۱۲۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۰، مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۶، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۳۳۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۴۔

قیامت کے دن بلائے جائیں گے۔ وضو کے نشانوں سے اُن کی پیشانیاں، پاؤں سفید ہوں گے اَب جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑھانا چاہے، بڑھائے''۔ ☆

☆ قارئین کرام اِس حدیث شریف کا بغور مطالعہ فرمائیں کہ ہمارے پیارے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا علم کہاں تک ہے؟ اَبھی قیامت آنی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عطا سے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو قیامت کے حالات اور معاملات اور اَعمال کے اَنجام کا مکمل علم اور کمالِ علم حاصل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، اُنہوں نے منہ دھویا اور ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ (بازو دھوتے ہوئے کہنیوں سے اُوپر) مونڈھوں تک پہنچ گئے اور جب پاؤں دھوئے (تو ٹخنوں سے اُوپر) پنڈلیوں تک پہنچ گئے۔ اِس کے بعد آپ نے فرمایا: میں نے سنا ہے، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے:- اِنَّ اُمَّتِیْ یَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ ۱۱۵ ''میری اُمّت کے لوگ قیامت کے دن وضو کے نشان، سفید منہ اور سفید پاؤں والے ہو کر آئیں گے تو جو کوئی تم میں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے تو وہ دھوئے۔''

علم غیب، حوضِ کوثر اور وُضو کے طفیل کی تفصیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرا حوض اِتنا بڑا ہے۔ جیسے عدن یا ایلہ بلکہ اِس سے بھی زیادہ۔ اِس کا پانی برف سے زیادہ سفید، دُودھ اور شہد سے زیادہ میٹھا، اِس پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں، اُن کی تعداد ستاروں سے زیادہ ہے۔ میں لوگوں کو اِس حوض سے روکوں گا جیسے کوئی دوسرے کے اُونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا

۱۱۵ ایضاً۔

آپ ﷺ اُس دن ہم کو پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَآءٌ لَّيْسَتْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ ۱۱۶ ''ہاں! تمہارا نشان اَیسا ہوگا جو سوائے تمہارے کسی اُمّت کے لئے نہ ہوگا تم میرے سامنے وضو کے طفیل سفید ہاتھ اور پاؤں لے کر آؤ گے''۔

خبر غیب' مومن کو قیامت کے دن زیور پہنایا جائے گا:

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ وہ اپنے ہاتھ کو لمبا کر کے دھوتے تھے' یہاں تک کہ بغل تک (یعنی پورا بازو کہنیوں سے اُوپر مونڈھوں تک) دھویا۔ میں نے کہا' اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! یہ کیسا وضو ہے؟ تو مجھے فرمانے لگے' اے فروخ کی اَولاد! (فروخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اَولاد سے ایک بیٹے کا نام ہے) تم یہاں موجود ہو' اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں اِس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے اپنے جگری محبوب ﷺ سے سنا ہے' آپ ﷺ فرماتے تھے۔ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ ۱۱۷ ''قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا' جہاں تک اُس کا وضو پہنچتا ہو''۔

جنت کے واجب ہونے کی اِطلاعِ غیبی:

حضرت عُقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۱۱۸ ''جو شخص اَچھی طرح وُضو

---

۱۱۶ مسلم جلد ا ص ۱۲۶' ابن ماجہ ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۴۲۸۲' مسند احمد جلد ۴ ص ۴۲۴' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۲۵ (عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)' مشکوٰۃ ص ۴۸۷ حدیث نمبر ۵۵۶۸۔ ۱۱۷ مسلم جلد ا ص ۱۲۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۵۷' مشکوٰۃ ص ۳۹' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۱۴۹' شرح السنۃ جلد ا ص ۳۱۲' نسائی جلد ا ص ۳۵۔ ۱۱۸ نسائی جلد ا ص ۳۲' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۸۰' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۱۷۱۔

کرے پھر دو رکعتیں نماز پڑھے، منہ اور دِل کی توجہ سے (یعنی اِدھر اُدھر نہ دیکھے، رُجوع اِلی اللہ رکھے، دلجمعی سے نماز اَدا کرے) تو اُس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی"۔

اُمّت پہچاننا اور اُمّت کی تین نشانیوں اور دیگر باتوں کی اِطلاعِ غیبی:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِیْ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ وَعَنْ شِمَالِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَجُلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَکَ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ فِیْ مَابَیْنَ نُوْحٍ اِلٰی اُمَّتِکَ قَالَ هُمْ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَیْسَ اَحَدٌ کَذٰلِکَ غَیْرُهُمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ یُؤْتَوْنَ کُتُبَهُمْ بِاَیْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ تَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ ذُرِّیَّتُهُمْ [۱۱۹]

"میں سب سے پہلا ہوں جسے قیامت کے دن سجدہ کی اِجازت ملے گی۔ اور میں وہ پہلا ہوں جس کو سجدہ سے سر اُٹھانے کا اذن ملے گا تو اپنے سامنے لوگوں کی بھیڑ دیکھوں گا تو تمام اُمّتوں میں سے اپنی اُمّت کو پہچان لُوں گا۔ اور اِسی طرح میرے پیچھے ہوں گے اور اِسی طرح میرے دائیں ہوں گے اور میرے بائیں بھی اِسی طرح ہونگے۔ پھر ایک صاحب نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ (ﷺ) حضرت نوح (علیہ السلام) سے اپنی اُمّت تک کی، اِتنی اُمّتوں میں سے اپنی اُمّت کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے

[۱۱۹] الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۵۱، مشکوۃ ص ۴۰، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۹، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۲۵، مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۴۔

فرمایا: وہ آثارِ وضو سے پہچانے جائیں گے۔ (اُن کے پانچ اَعضاء نور کی طرح چمکتے ہوں گے) اُن کے سوا اور کوئی ایسا نہ ہوگا اور اُنہیں یوں پہچانوں گا کہ اُن کے نامۂ اَعمال (کی کتابیں) اُن کے دائیں ہاتھ میں ہوں گی اور اُن کو ایسے پہچانوں گا' اُن کے بچے اُن کے آگے دوڑتے ہوں گے''۔

جنت کے آٹھوں دروازے کھلنے کی اِطلاعِ غیبی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ مبارک فرمایا:

مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَّتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ اَوْفَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ هٰكَذَا [۱۲۰]

''تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو مبالغہ سے وضو کرے یا پورا وضو کرے' پھر کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور ایک روایت میں ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تو اُس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے۔ کہ جس

---

[۱۲۰] مشکوٰۃ ص ۳۹' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۷۱' مسلم جلد ۱ ص ۱۲۲' ترمذی حدیث نمبر ۵۵' نسائی حدیث نمبر ۱۴۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۷۰' مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۴۔

سے چاہے جنت میں داخل ہو"۔

وُضو اور دو رکعات تحیۃ الوُضو کی برکت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور وُضو فرمایا۔ جس طریقہ اور ترتیب سے وضو کیا' وہ اِس طرح ہے:

(۱) دونوں ہاتھوں کو (کلائیوں سمیت) تین مرتبہ دھویا۔
(۲) کلی کی۔
(۳) ناک میں پانی ڈالا۔
(۴) تین بار منہ دھویا۔
(۵) دایاں ہاتھ کہنی تک (یعنی کہنی سمیت) تین بار دھویا۔
(۶) اِسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک (یعنی کہنی سمیت) تین مرتبہ دھویا۔
(۷) سر کا مسح کیا۔
(۸) دایاں اور بایاں پاؤں (ٹخنوں سمیت) تین مرتبہ دھویا۔
(۹) پھر فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِسی طرح وضو کرتے دیکھا جیسے کہ میں نے کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ [۱۲۱]

"جو شخص میری طرح وضو کرے گا پھر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز (تحیۃ الوضو) اِس طرح ادا کرے کہ اُن کے درمیان کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اُس

---

[۱۲۱] مسلم جلد ا ص ۱۱۹' شرح السنۃ جلد ا ص ۳۱۴' بخاری جلد ا ص ۲۵۹-۲۷' مسند احمد جلد ا ص ۵۹' دار قطنی جلد ا ص ۸۳' صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۵' مشکوٰۃ ص ۳۹' مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۲ حدیث نمبر ۲۸۷' نسائی حدیث نمبر ۸۵۔

کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

مُحَوّلہ بالا تمام روایات' اَحادیثِ مبارکہ کی مستند کتابوں میں ہیں جب کہ کتابوں کو مرتب کرنے والوں نے اِن اَحادیثِ مبارکہ کو نقل کیا ہے۔ اُن کا عقیدہ بھی ہے کہ یہ تمام باتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمائی ہیں۔ سب سے اوّل تو اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت اور قیامت کے بعد کے حالات کا علم عطا فرمایا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ کی باتوں کا علم ہے تو یقیناً وہ یہ عرض کرتے کہ اللہ جانے کل کیا ہوگا؟ اور جو کہے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے سوا کسی اور کو بھی کل کی باتوں کا علم ہے وہ مشرک ہے۔ وہ بے خبر اور بے علم اِنسان ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب عطائی کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا۔ اِعتراض کرنے والے کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ قیامت اور قیامت کے بعد تک ساری باتوں کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتایا ہے اور صحیح العقیدہ لوگوں کا اِیمان ہے کہ جتنے بھی علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ نہ برابری' نہ مقابلہ میں ہیں' نہ ذاتی بلکہ عطائی ہیں۔ کتابوں' مؤلفوں اور راویوں کے نام ملاحظہ فرمائیں تاکہ دِل میں تقویت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت اور محبت کا علم ہو۔

(۱) بخاری (حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ)

(۲) مسلم (حضرت اِمام مسلم ابی الحسین علیہ الرحمہ)

(۳) مسند احمد (حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ)

(۴) ابن ماجہ (حضرت ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ابن ماجہ قزوینی علیہ الرحمہ)

(۵) شرح السنۃ (حضرت ابومحمد حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمہ)

(۶) الترغیب والترہیب (حضرت حافظ ذکی الدین عبدالعظیم المنذری علیہ الرحمہ)

(۷) دار قطنی (حضرت اِمام علی بن عمر دار قطنی علیہ الرحمہ)
(۸) صحیح ابنِ خزیمہ (حضرت محمد بن اسحاق بن خزیمہ علیہ الرحمہ)
(۹) نسائی (حضرت ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمہ)
(۱۰) السنن الکبریٰ للبیھقی (حضرت حافظ ابوبکر بن احمد بن حسین علی بیہقی علیہ الرحمہ)
(۱۱) مجمع الزوائد (حضرت حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی علیہ الرحمہ)
(۱۲) مشکوٰۃ (حضرت شیخ ولی الدین ابوعبداللہ علیہ الرحمہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ جو مذکورہ بالا اَحادیثِ مبارکہ کے بڑے بڑے راوی ہیں۔

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
(۲) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہر کلمہ پڑھنے والے کو نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اَدب واحترام اور عشق ومحبت عطا فرمائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عُلوم، عظمتیں، رفعتیں اور بلندیاں عطا فرمائی ہیں اُنہیں تسلیم کرنے والا دِل نصیب فرمائے۔ آمین!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّتی:

نگاہِ ایمان سے مطالعہ کی ضرورت:

رات اور دن، گرمی اور سردی، سچ اور جھوٹ، عالِم اور بے علم، ذاکر اور غافِل، پاک اور ناپاک، طیّب اور خبیث، بینا اور اَندھا، جنتی اور دوزخی، باپ اور بیٹا، نور

اور اندھیرا۔ نبی اور اُمتی ایک جیسے نہیں ہوتے۔ نورِ ایمان سے مطالعہ کریں تو ہر بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ ۱۲۲ ''آنکھیں سُرین کا بندھن ہیں تو جو سویا وہ وضو کرے''۔

یعنی اگر آنکھ کھلی رہے تو ہوا خارج ہونے کی خبر رہتی ہے۔ سوتے میں بے خبری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا سونے کو ناقضِ وضو کہا گیا ہے۔ ہوا خارج ہو یا نہ ہو یہ سونا وہ سونا ہے جو لیٹ کر سویا جائے' بیٹھے ہوئے ٹیک لگا کر سونا بھی اِسی حکم میں ہے۔ کیونکہ وضو ٹوٹنے کی علّت اَعضاء کا ڈھیلا پڑنا ہے۔ بیٹھے بیٹھے سوئے رہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ ۱۲۳ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازِ عشاء کی جماعت کا اِنتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے سر جھک جاتے تھے۔ (یعنی بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے۔) پھر نماز پڑھتے تھے اور وُضو نہیں کرتے تھے۔ حضرت اِمام ترمذی علیہ الرحمہ نے يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ کی بجائے لکھا ہے يَنَامُوْن یعنی وہ سو جاتے تھے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ فَاِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اِسْتُطْلِقَ الْوِكَاءُ ۱۲۴ ''آنکھیں سرین کا بندھن ہیں' لہٰذا جب آنکھیں سو گئیں تو بندھن کھل گیا''۔

لہٰذا سونا وضو توڑ دیتا ہے۔ جیسے موت غسل توڑ دیتی ہے مگر نبی کریم رءُوف

---

۱۲۲ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۶۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۷۷۔ ۱۲۳ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰۔ ۱۲۴ دارمی جلد ۱ ص ۱۸۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۱۸' مشکل الآثار جلد ۴ ص ۳۵۵۔

ورحیم ﷺ کی نیند سے وُضو نہیں جاتا کیونکہ آپ ﷺ غافل نہیں ہوتے۔ اِسی لئے اُن کے خواب بھی وحی اِلٰہی ہوتے ہیں۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا بے خبری کی نیند وُضو توڑے گی' بیٹھے بیٹھے اُونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اِس میں اَعضاء ڈھیلے نہیں ہوتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نماز عشاء کی تکبیر ہوئی اِتنے میں ایک آدمی اُٹھا اور عرض کرنے لگا اِنَّ لِیْ حَاجَۃً ''مجھے آپ ﷺ سے ایک حاجت ہے''۔ اور کھڑے کھڑے سرگوشی کرنے لگا۔ حَتّٰی نَعُسَ الْقَوْمُ اَوْبَعْضَ الْقَوْمِ ''یہاں تک لوگ یا لوگوں میں سے بعض لوگ سو گئے''۔ ثُمَّ صَلّٰی بِھِمْ وَلَمْ یَذْکُرْ وُضُوْءً ا ۱۲۵ ''پھر اُن لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وُضو کا ذکر نہیں کیا''۔

مُؤَلہ بالا اَحادیثِ مبارکہ اور تشریح و تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی کروٹ کے بَل لیٹ کر نیند اور خراٹے مبارک آپ ﷺ کے وُضو کو نہیں توڑتے تھے جبکہ عام آدمی کا کروٹ کے بَل لیٹ کر سونا وُضو توڑ دیتا ہے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ ہماری مثل ہیں۔ یہ بے چارے کسی کم ظرف اور بے علم کے بہکاوے میں آ گئے ہیں۔ کائنات کا کوئی فرد بھی آپ ﷺ کی مثل نہیں ہے۔ اَہل ایمان حضرات گفتگو کرتے ہوئے اور میل جول رکھتے ہوئے' ایسے لوگوں سے محتاط رہیں جنہیں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا اِحترام نہیں ہے۔

متبرک پانی:

''مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ وَھُوَالَّذِیْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ وَجْھِہٖ وَھُوَ غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِھِمْ وَقَالَ عُرْوَۃُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَیْرِہٖ یُصَدِّقُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا صَاحِبَہٗ وَاِذَا تَوَضَّأَ النَّبِیُّ

۱۲۵ ابوداؤد جلد ا ص ۳۰۔

ﷺ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِہٖ'' ۱۲۶

''حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور یہ وہی ہیں جن کے منہ پر رسول اللہ ﷺ نے کلی مبارک فرمائی تھی جب وہ بچے تھے اور اُن کے کنویں سے پانی لیا تھا۔ حضرت عروہ نے حضرت مسور بن مخرم وغیرہ سے روایت کی کہ ہر ایک اپنے ساتھی کی تصدیق کرتا تھا (کہ حضرت عروہ بن مسعود نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے کہا) کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ جب وضو فرماتے تو لوگ آپ ﷺ کے وضو سے گرنے والے پانی کو لینے کے لئے لڑنے کو تیار ہو جاتے تھے''۔ ۝

۝ یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو اِمام بخاریؒ نے ''کتاب الشروط'' میں نکالا اور یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جب مشرکوں کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آنحضرت کے پاس گفتگو کرنے کے لئے آیا تھا۔ اُس نے لوٹ کر مشرکوں سے جا کر بیان کیا کہ آنحضرتؐ کے صحابہؓ آپؐ کے اَیسے جان نثار ہیں کہ آپؐ کے وضو سے جو پانی بچ رہتا ہے اُس کے لینے کے لئے اَیسے گرتے ہیں گویا قریب ہے کہ لڑ مریں گے۔ سبحان اللہ! اگر پیغمبر صاحب سے اور آپؐ کے کلام سے اِتنی بھی محبت نہ ہو تو پھر اِیمان کس کام کا''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱۴۷ من وعن) ☆

☆ سرورِ کائنات ﷺ کے وضو سے گرنے والے پانی کو بطورِ تبرک لینے میں لوگ بہت کوشش کرتے تھے۔ اَیسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں۔ اِس سے تبرک حاصل کرنے کی رغبت میں مبالغہ مقصود ہے ورنہ یہ بات مسلّم ہے کہ اِس کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حقیقتاً کبھی لڑائی نہ ہوئی۔ اگرچہ یہ اَیسا مقام ہے کہ سید عالم ﷺ کے مقدّس قدموں کی مٹی مبارک حاصل کرنے میں جانیں قربان کی جاتی ہیں

۱۲۶ تیسیر الباری جلد ا ص ۱۴۷، تفہیم البخاری جلد ا ص ۴۵۱، بخاری جلد ا ص ۳۱۔

اور آپ ﷺ کے حضور روحیں فدا کی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سرورِ کائنات ﷺ کا لُعاب شریف پاک وصاف اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِس کی خوشبو سے مستفید اور اُس کی برکت سے مستفیض ہوتے تھے۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ کے پاس وُضو کے لئے پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے وُضو شریف فرمایا اور لوگ آپ ﷺ کے وُضو شریف کے بچے ہوئے (گرنے والے) پانی کو لینے لگے فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ (اور بدن پر ملنے لگے) نمازِ ظہر کی دو رکعتیں اور نمازِ عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ (کیونکہ آپ ﷺ مسافر تھے۔) آپ ﷺ کے سامنے ایک برچھی گاڑھی گئی تھی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اپنے نورانی ہاتھ مبارک اور نورانی چہرۂ مبارک کو دھویا اور اُس پیالے میں کلی شریف فرمائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اِشْرَبَا مِنْهُ وَافْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا [۱۲۷] ''اِس پانی سے کچھ پی لو اور کچھ اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو''۔

وہ پانی جو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے اَعضائے مبارک سے لگ جائے وہ پاک ہے اور جب آپ ﷺ نے اِس میں اپنے ہاتھ مبارک ڈبو دیئے تو اِس کی طہارت میں اور اِضافہ ہوگیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خُدَّامُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ يَأْتُوْنَ بِاٰنَاءٍ لَاغُمِسَ يَدَهُ فِيْهَا وَرُبَمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيْهَا [۱۲۸] ''جب (آپ ﷺ) صبح کی نماز اَدا فرماتے۔ مدینہ منورہ کے خدام اپنے برتن لے

---

[۱۲۷] بخاری جلد ۱ ص ۳۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۰۳، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۴۷۔ [۱۲۸] مشکوٰۃ ص ۵۱۹، مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۷، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۳۳۔

آتے تھے جن میں پانی ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہر برتن میں اپنا نورانی ہاتھ مبارک ڈبو دیتے تو اکثر دفعہ وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس بہت ٹھنڈی صبح کو پانی لاتے تو آپ ﷺ اُن میں بھی اپنا نورانی ہاتھ مبارک ڈبو دیتے تھے"۔ ☆

☆ یہ پانی اہلِ مدینہ منورہ اپنے بیماروں کو شفاء کے لئے پلاتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوا بزرگوں کے تبرکات سے شفاء حاصل کرنا جائز اور سُنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا جس چیز پر یا جس چیز میں بزرگوں کا ہاتھ لگ جائے وہ متبرک ہو جاتی ہے۔

رسول پاک ﷺ بے مثل محبوبِ کائنات ﷺ ہیں۔ اُن کی مثل کوئی نہیں ہوسکتا۔ اہل اسلام اہلسنّت و جماعت نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو بے مثل بیان کرتے ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی صاحبِ ایمان اِنکار نہیں کرسکتا۔ جبکہ غیر مقلدین (یعنی اہلحدیث) ابنِ عبدالوہاب نجدی صاحب کو بے مثل کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

بارھویں صدی ہجری میں۔۔۔۔ "اِس عالم باعمل اور مصلح بے مثل کے ذریعہ"۔۔۔۔ (ہفت روزہ اہل حدیث ص ۱۵ سطر ۲۱ شمارہ ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء) کیا وہ شخص بے مثل ہے جس کے وضو کا پانی گناہ لے کر جھڑتا ہے یا وہ ہستی بے مثل ہے جو معصوم رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ﷺ ہیں؟ اور صحیح بخاری جلد ا ص ۲۶۴، ۲۶۳ میں آپ ﷺ کے بے مثل ہونے کے بارے میں حضرت اِمام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید، اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سات اَحادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں۔ جن میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ (میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔) لَسْتُ مِثْلَکُمْ (میں تمہاری مثل نہیں ہوں) لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ (میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔) اَیُّکُمْ مِّثْلِیْ (تم میں

سے میری مثل کون ہے؟)

رسول اللہ ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک میں شفاء ہے اور جو پانی آپ ﷺ کے نورانی ہاتھوں مبارک کو لگ جاتا ہے وہ بھی شفاء ہے جبکہ عام مسلمان کے ہاتھوں سے لگ کر گرنے والا وضو کا پانی گناہ لے کر گرتا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارک میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ [۱۲۹] ''جو مسلمان اچھا وضو کرے اُس کی خطائیں اُس کے جسم سے نکل جاتی ہیں یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں''۔

دوسری روایت میں' جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَّشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ [۱۳۰]

''جب مسلمان بندہ یا مومن وضو کرنے لگتا ہے' اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اُس کے چہرہ سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا ہو' پانی یا پانی کے آخری

---

[۱۲۹] مشکوٰۃ ص ۳۸' مسلم جلد ا ص ۱۲۵' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۱۵۱۔ [۱۳۰] مشکوٰۃ ص ۳۸' مسلم جلد ا ص ۱۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۸۱' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۱۵۱' شرح السنۃ جلد ا ص ۲۵۲۔

قطرے کے ساتھ۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جسے اُس نے ہاتھ سے پکڑا تھا' پانی یا پانی کی آخری بوند کے ساتھ۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر اُس کے پاؤں چلے' پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ۔ حتی کہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے''۔

بے مثل جسمِ مبارک:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ کو بخار تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ کا جسمِ اطہر چھوا' تو عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کو بہت سخت بخار آ رہا ہے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَجَلُّ اِنِّیْ اُوْعَکُ کَمَا یُوْعَکُ رَجُلَانِ مِنْکُم** ''ہاں مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوا کرتا ہے''۔

عرض کیا اِس لئے پھر آپ ﷺ کو ثواب بھی دوگنا ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **اَجَلْ ثُمَّ قَالَ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُّصِیْبُهٗ اَذًی مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ سَیِّاٰتِهٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا** [۱۳۱] ''ہاں! پھر فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جسے کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) اُس کے گناہ یوں جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو''۔

اُنگلیوں مبارک سے پانی نکلنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:-

حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ کَانَ قَرِیْبَ الدَّارِ اِلٰی اَهْلِهٖ وَبَقِیَ قَوْمٌ فَاُتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِیْهِ مَاءٌ

---

[۱۳۱] مشکوٰۃ ص ۱۳۴' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۸۷' بخاری جلد ۲ ص ۸۴۵' مسلم جلد ۲ ص ۳۱۸' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۲۹' دارمی جلد ۲ ص ۳۱۶۔

فَصَغَرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَا كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِيْنَ وَ زِيَادَةً ۱۳۲

''(عصر کی) نماز کا وقت آن پہنچا پھر جس کا گھر قریب تھا وہ تو اپنے گھر گیا (اور وضو کر آیا) اور کچھ لوگ (جن کے گھر دُور تھے اور اُن کے وضو نہ تھے) وہ گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک لگن لائے جس میں پانی تھا وہ لگن اتنا چھوٹا تھا کہ آپ ﷺ اُس میں اپنی ہتھیلی (مبارک) پھیلا نہ سکے لیکن (باوجود اِس کے) سب لوگوں نے (اُس میں سے) وضو کر لیا۔ (ایک راوی حدیث) حضرت حمید علیہ الرحمہ کہتے ہیں میں نے (حضرت) انس (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا اُس وقت تم کتنے لوگ تھے۔ اُنہوں نے کہا اَسی (۸۰) سے کچھ زیادہ''۔ ۵

۵ ''اِس میں آپؐ کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ انسؓ نے کہا میں دیکھ رہا تھا' آپ کی اُنگلیوں کے بیچ میں سے پانی پھوٹ رہا تھا''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱۵۱ من وعن)

کہتے ہیں یہ پانی اِتنا تھا کہ ایک آدمی کے وضو کو کافی ہوتا؟ کتاب الوضو کے بَابُ اِلْتِمَاسِ الْوَضُوْءِ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوةُ ''یعنی جب نماز کا وقت آ جائے تو پانی کی تلاش کرنا'' میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی حدیث شریف نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ حَتّٰى تَوَضَّأَ مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ ۱۳۳

''میں نے دیکھا کہ پانی آپ (ﷺ) کی (نورانی) اُنگلیوں (مبارک) کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا۔ یہاں تک کہ (سب نے) وضو کر لیا آخیر والے شخص نے بھی''۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے عَلَامَاتُ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ

۱۳۲ بخاری جلد ا ص ۲۹۔ ۱۳۳ بخاری جلد ا ص ۲۹' تیسیر الباری جلد ا ص ۱۵۱۔

کے باب میں اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے سے متعلق ۵ اَحادیثِ مقدّسہ نقل کی ہیں جن میں سے چار کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی تمام روایات میں وُضو کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستّر سے لے کر تین سو تک بیان کی گئی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے، فرماتے ہیں:

عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَالَكُمْ؟ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَابَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةٍ ۱۳۴

"حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہو گئے۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے سامنے پانی کا ایک چھوٹا سا لوٹا رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، نہ تو ہمارے پاس پینے کو پانی ہے اور نہ وُضو کرنے کو، بس یہی پانی ہے جو آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) لوٹے میں رکھ دیا۔ پانی آپ ﷺ کی اُنگلیوں (مبارک) سے چشمے کی طرح اُبلنے لگا، ہم نے پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ (حضرت سالم بن ابو جعد علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں، میں نے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا) آپ (اُس وقت کتنے آدمی تھے۔ اُنہوں نے کہا، ہم پندرہ

۱۳۴ بخاری جلد ۱ ص ۵۰۴ - ۵۰۵۔

سو تھے۔ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو یہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔ ☆

☆ ''اُنگلیوں مبارک سے پانی جوش مار کر بہہ رہا تھا۔ گو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی مار کر اُس سے پانی جاری کیا تھا لیکن پتھروں سے طبعاً پانی نکلتا رہتا ہے اُن سے چشمے پھوٹتے ہیں' لیکن ہاتھوں کی اُنگلیوں سے پانی بہہ نکلنا عجیب تر ہے۔ اِس لئے ہمارے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے اِس معجزہ کو فوقیت حاصل ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات' علامات النبوۃ کے باب والی چار روایات اور کتاب الوضو میں مروی تین روایات' حضرت قتادہ' حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے مذکور ہیں۔ اِن کے متن اور تعیّنِ مکان میں واضح فرق ہے اور وُضو کرنے والوں کی تعداد بھی مختلف ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ کئی واقعات ہیں۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْقُرْطُبِیُّ قِصَّةُ نَبْعِ الْمَاءِ مِنْ اَصَابِعِهٖ ﷺ تَکَرَّرَتْ مِنْهُ فِیْ عِدَّةِ مَوَاضِعَ فِیْ مَشَاهِدَ عَظِیْمَةٍ وَوَرَدَتْ مِنْ طُرُقٍ کَثِیْرَةٍ یُفِیْدُ مَجْمُوْعُهَا الْعِلْمَ الْقَطْعِیَّ الْمُسْتَفَادُ مِنَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِیِّ قَالَ وَلَمْ یُسْمَعْ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ مِنْ غَیْرِ نَبِیِّنَا ﷺ حَیْثُ نَبْعُ الْمَآءِ مِنْ بَیْنِ عَظْمِهٖ وَعَصَبِهٖ وَلَحْمِهٖ وَدَمِهٖ [۱۳۵]

''حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی مبارک اُنگلیوں میں سے پانی نکلنا کئی جگہوں پر ظہور پذیر ہوا ہے اور بہت مقامات میں اَیسا پایا گیا ہے۔ کئی طریقوں اور مختلف سندوں سے یہ اَحادیثِ مبارکہ مروی ہیں جو حتمی طور پر یقینی علم پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ اگرچہ خبرِ اَحاد ہیں لیکن معنی کے اِعتبار سے متواتر ہیں۔ ہمارے نبی کریم رءُوف

[۱۳۵] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۱۹۔

ورحیم ﷺ کے سوا کسی نبی علیہ السّلام سے ایسا معجزہ نہیں دیکھا گیا کہ اُن کی ہڈیوں، پٹھوں، گوشت اور خون سے پانی جوش مار کر نکلا ہو۔

بعض لوگ بغیر سوچے سمجھے اور غور کئے جھٹ سے یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ نبی ہماری مثل ہیں۔ اپنی مثل کہنے والے حضرات نے کبھی ٹھنڈے دِل و دماغ سے غور وفکر ہی نہیں کیا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ کی مثل ہونا تو بڑی دُور کی بات ہے آپ ﷺ کے نُعاب شریف کی مثل دُنیا میں کسی کا نُعاب نہیں۔

تحریر و گفتگو میں ذہن و عقل کا صحیح اِستعمال آخرت کی نجات کا ذریعہ ہے۔

مغزِ قرآں، رُوحِ ایماں، جانِ دیں ہست حُبِّ رحمۃ للعالمین

قبروں پر کھجور وغیرہ کے درخت کی سبز ٹہنیاں لگانا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْ مَکَّۃَ سَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُھُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْآخَرُ: یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَۃٍ فَکَسَرَھَا کَسْرَتَیْنِ فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِّنْھُمَا کَسْرَۃً فَقِیْلَ لَہٗ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا؟ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَالَمْ تَیْبَسَا [۱۳۶]

---

[۱۳۶] بخاری جلد ا ص ۳۵، نسائی جلد ا ص ۲۹۱ بَابُ وَضْعِ الْجَرِیْدَۃِ عَلَی الْقَبْرِ (یعنی قبر پر درخت کی شاخ لگانا)، صحیح ابن خزیمہ جلد ا ص ۳۳۔۳۲، ابن ماجہ ص ۲۹، ترمذی جلد ا ص ۲۱، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۲ ص ۴۱۲، شرح السنۃ جلد ا ص ۲۸۰، الترغیب والترھیب جلد ا ص ۱۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۱۴۷، جلد ۳ ص ۲۵۲، تیسیر الباری جلد ا ص ۱۶۲، مسند ابوعوانہ جلد ا ص ۱۹۶۔

''نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے کسی باغ میں سے گزرے تو آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سُنی جنہیں اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ اُس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: اِن دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں نہیں۔ پھر فرمایا: اَلبتہ بڑا گناہ ہے۔ اِن میں سے ایک تو اپنے پیشاب کی اِحتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ منگوائی اور اُس کے دو ٹکڑے کئے پھر اُس ٹہنی کو اِن دونوں قبروں میں سے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا کر کے رکھ دیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اَیسا کس لئے کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں گی اِن کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی''۔ ۝

۝ ''بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ہری ڈالی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اِس وجہ سے عذاب میں کمی ہوئی ہوگی اِس صورت میں ہر برکت والے اَمر کی یہی تاثیر ہوگی جیسے ذکر اور تلاوت قرآنِ مجید کی۔ بریدہؓ نے وصیّت کی کہ دفن کے بعد اُن کی قبر پر دو ہری ڈالیاں لگائی جائیں۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱۶۲ من وعن)

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الوضو میں اَیسی دو اَحادیثِ مبارکہ لکھی ہیں اور دونوں کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اِس حدیث شریف کو نقل کیا ہے۔ ☆

☆ اِس حدیث شریف میں پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور غیبت کرنے کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے۔ کبائر کبیرہ کی جمع ہے اور وہ قبیح فعل ہے جس سے شرعاً منع کیا گیا ہے اور اِس کی سزا بہت ہی بڑی ہے جیسے قتل' زنا' میدانِ جہاد سے بھاگ جانا وغیرہ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ کبائر سات ہیں۔ حضرت اِمام بخاری علیہ

الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا' کبیرہ گناہ یہ ہیں:- (۱) شرک کرنا (۲) بلاوجہ کسی شخص کو قتل کرنا (۳) جادو کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا' کبائر سات گناہ ہیں تو اُنہوں نے کہا' سات سو تک کبائر ہیں۔ دراصل کبیرہ گناہ ہر وہ گناہ ہے جس کے اُوپر گناہ ہو وہ ماتحت کے لحاظ سے کبیرہ اور مافوق کے اِعتبار سے صغیرہ ہے اور وہ اَمر نسبتی ہے۔ ''ہر صغیرہ پر اِصرار بھی کبیرہ ہے''۔ ۱۳۷

اِس حدیث میں لفظ لَا یَسْتَتِرُ یعنی وہ اپنا جسم یا کپڑا پیشاب کے لگنے سے روکتا نہیں تھا۔ حضرت ابنِ عساکر علیہ الرحمہ کی روایت میں لَا یَسْتَبْرِیُ ہے۔ اِس کا معنی برأت طلب کرنا ہے۔ مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں لَا یَسْتَنْزِہُ ہے۔ اِس کا معنی دُور کرنا۔ ایک روایت میں لَا یَسْتَنْثِرُ اِسْتِنْثَار سے ہے اور وہ طلب نثر ہے۔ ایک روایت میں لَا یَنْثُرُ اِس کا معنی قوت سے جذب ہونا ہے۔ نَمِیْمَہ کا معنی ہے کسی کا کلام کرنا جس سے اُسے اذیت پہنچے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جریدہ کھجور کی شاخ ہے جس پر پتے نہ ہوں۔

قَوْلُہٗ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ الخ۔ اِس حدیث شریف سے واضح ہے کہ قبر میں عذاب ہے۔ کَبِیْرٍ یعنی اُن قبروں والوں کو کسی بڑے گناہ کے باعث عذاب نہیں دیا جاتا جس سے اُن کا بچنا مشکل ہو۔ کیونکہ پیشاب کرتے وقت اُس سے بچنا اور چغلی ترک کرنا کوئی مشکل اَمر نہیں ہے۔ اِس کا یہ مقصد نہیں کہ وہ شریعت میں کبیرہ نہیں ہیں۔ سرورِ کائنات ﷺ نے دونوں قبروں پر کھجور کی شاخ کے دو ٹکڑے رکھ کر فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اِس کے خشک ہونے تک اُن کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ اِس سے متبادل یہی سمجھ آتا ہے کہ جب تک یہ تر رہیں گی۔ اللہ

۱۳۷ عمدہ القاری شرح بخاری جلد ۲ جز ۳ ص ۱۱۶ سطر نمبر ۷۔

تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی تسبیح کرتی رہیں گی کیونکہ خشک شاخ سے تسبیح متصور نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے فرمایا ہے: اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کا معنی یہ ہے۔ ''ہر (زندہ) شے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی تسبیح پڑھتی ہے''۔ اور ہر شے کی زندگی اُس کے اپنے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اِس لئے لکڑی کی زندگی خشک ہونے تک اور پتھر کی زندگی اِس کے ٹوٹنے تک ہے۔ علماء محققین نے اِسے عموم پر محمول کیا ہے اور تحقیق یہی ہے کہ یہ حقیقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی تسبیح کرتے ہیں اور یہ عقلاً بھی محال نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مشکوٰۃ میں ذِکر کیا ہے کہ علماء نے اِس حدیث شریف سے اِستدلال کیا ہے کہ قبر کے پاس قرآنِ پاک پڑھنا مستحب ہے' کیونکہ جب تر شاخ کے تسبیح کہنے سے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو قرآنِ کریم کی تلاوت سے بطریقِ اَولیٰ تخفیف ہوسکتی ہے۔

اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کا مذہب ہے کہ عذابِ قبر ثابت ہے اور یہ حدیث شریف اِس کی واضح دلیل ہے اور جسم یا اِس کے جزو میں روح کا اِعادہ کرکے اِسے عذاب دیا جاتا ہے۔ نیز اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیشاب پلید ہیں۔ اَلبتہ اِمام اعظم حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے تلامذہ کے نزدیک درہم کی مقدار معاف ہے کیونکہ اِس میں مشقت ہے۔

مسئلہ اِیصالِ ثواب:

حضرت اِمام ابوحنیفہ اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میّت کو قرآنِ کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔ کتاب السنن میں حضرت ابوبکر نجار علیہ الرحمہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی قبرستان سے گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اِس کا ثواب اَموات کو ہبہ کرے تو اُسے اَموات کی تعداد کے برابر ثواب

دیا جاتا ہے۔ نیز اِسی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو کوئی قبرستان جائے اور سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن سے اُس روز تخفیف فرما دیتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مقدّس ہے: جو کوئی اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورۂ یٰسین پڑھے تو اُس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو حفص بن شاہین علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی یہ ایک بار پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْعَظْمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

اِس کے بعد کہے' اے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اِس کا ثواب میرے والدین کیلئے فرما دے تو اُس کے والدین کے اُس پر تمام حقوق اَدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت اِمام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت اِمام شافعی علیہ الرحمہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ قرأتِ قرآنِ کریم کا ثواب میّت کو نہیں پہنچتا اور مذکور اَحادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا اِن کے خلاف حجت اور دلیل ہیں لیکن سب علماء کا اِس پر اتفاق ہے کہ اموات کو دُعا فائدہ دیتی ہے اور اُنہیں اِس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اِس کی دلیل قرآنِ کریم کی یہ آیتِ کریمہ ہے: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ○ (الحشر:۱۰) ''جو لوگ اُن کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں' اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور

ہمارے اُن بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے مومن گزرے ہیں''۔

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ ''اے اللہ (جلّ جلالک) بقیع غرقد والوں کو بخش'' اور اِرشاد مبارک فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ''اے اللہ (جلّ جلالک) ہمارے زندوں اور اَموات کو بخش دے''۔

کیا روزہ، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے؟

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر نجار علیہ الرحمہ نے کتاب السنن میں حضرت عَمرو بن شعیب علیہ الرحمہ کی حدیث شریف ذِکر کی کہ اُنہوں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے سوال عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) عاص بن وائل نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ وہ سو اُونٹ نحر کرے گا اور حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے حصّے کے پچاس اُونٹ نحر کر دیئے ہیں۔ کیا یہ اُس کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا باپ اگر توحید کا اِقرار کرتا تو تُو اُس کی طرف سے روزے رکھتا یا صدقہ کرتا یا اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اُسے اُن کا ثواب ضرور پہنچتا''۔ ۱۳۸

حضرت اِمام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے کتاب الوصایا میں ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے حج کرتے یا صدقات دیتے یا غلام آزاد کرتے تو اُن کا ثواب اُسے پہنچتا''۔

نیز سُنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا' کوئی ایسا شخص ہے جو مسجد عشار میں جائے اور چار رکعت نماز پڑھ کر کہے، یہ ابوہریرہ کیلئے ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز کا ثواب بھی دوسروں کو پہنچ سکتا ہے۔ دارقطنی میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اپنے والدین

---

۱۳۸ ابوداؤد جلد۲ ص۴۳' مشکوٰۃ ص۲۴۴ عربی' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۲۷۹' المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص۵۲۱ مختصراً۔

کی وفات کے بعد اُن کے ساتھ نیکی کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کی موت کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کا طریقہ یہ ہے کہ جب تو نماز پڑھے تو اُن کیلئے نماز پڑھ اور جب روزہ رکھے تو اُن کیلئے بھی روزہ رکھ اور جب صدقہ کرے تو اُن کیلئے بھی صدقہ کر (اُن کا ثواب اُنہیں پہنچے گا)"۔ ۱۳۹

حضرت امام ابوالحسین بن قراء علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! جب ہم اپنے اَموات کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں تو اُن کیلئے دُعا کرتے ہیں' کیا یہ سب کچھ اُنہیں پہنچتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً پہنچتا ہے اور ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کو ایک بھرا ہوا طشت ہدیہ میں دیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا والد فوت ہوگیا ہے، کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کردوں؟ فرمایا: ہاں! ضرور کرو۔ حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میری والدہ فوت ہوگئی ہے اگر میں اُس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُسے نفع دے گا؟ فرمایا: ہاں!

سوال: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد عظیم ہے: ... **وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى** ○ ۱۴۰ "اِنسان کیلئے وہی ہے جو اُس نے عمل کیا"۔ کیا اِس آیتِ مبارکہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ قرآنِ کریم پڑھنے کا ثواب میّت کو نہیں پہنچتا؟

---

۱۳۹ مشکوٰۃ ص ۴۶۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۴' اشعۃ اللمعات فارسی جلد ۴ ص ۱۵۹' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۱۵۹۔ ۱۴۰ النجم: ۳۹۔

اِس کے آٹھ جواب ہیں۔

جواب(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا' اِس آیت مبارک کا حکم منسوخ ہے۔ اِس کا ناسخ یہ آیتِ کریمہ ہے: **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّاتُهُمْ....** [۱۴۱] اللہ عزوجل نے اَولاد کی نیکی کے باعث اُن کے آباؤ اجداد کو جنت میں داخل کیا۔

جواب(۲) حضرت عکرمہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی قوموں کیساتھ مخصوص ہے۔ اُمّتِ محمدی ﷺ کا حال یہ ہے کہ اِنہیں اپنے اَعمال اور دوسروں کے اَعمال بھی نفع دیتے ہیں۔

جواب(۳) حضرت ربیع بن انس علیہ الرحمہ نے کہا' اِس آیتِ کریمہ میں اِنسان سے کافر اِنسان مراد ہے۔ یعنی کافر اِنسان جو خود عمل کرے وہی اُس کیلئے سُود مند ہیں۔ دوسروں کے نیک اَعمال اُسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

جواب(۴) حضرت حسین بن فضل علیہ الرحمہ نے کہا' بطریقِ عدل' اِنسان کیلئے وہی ہے جو وہ خود عمل کرے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جو چاہے اِنسان کو مزید عطا فرما سکتا ہے۔

جواب(۵) حضرت ابوبکر وراق علیہ الرحمہ نے فرمایا' **مَاسَعٰى** کا معنی **مَانَوٰى** ہے یعنی اِنسان کی جو نیّت ہو وہی کچھ اُسے ملتا ہے۔

جواب(۶) حضرت ثعلبی علیہ الرحمہ نے کہا' کافر اِنسان کے نیک عمل کا صِلہ اُسے دُنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ آخرت میں اُس کیلئے کچھ نہیں۔

جواب(۷) **لِلْاِنْسَانِ** میں **لام عَلٰی** کے معنی میں ہے یعنی اِنسان کو اُس کا اپنا عمل نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے۔

جواب(۸) حضرت ابوالفرج علیہ الرحمہ نے اپنے حضرت شیخ ابن زغوانی علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ اِنسان کو اُس کی اپنی کوشش ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے لیکن اُس

---

[۱۴۱] الطور:۲۱۔

کے اَسباب مختلف ہیں۔ کبھی شے کے حصول میں اِنسان کی کوشش ہوتی ہے۔ کبھی وہ اُس کے سبب کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔ جیسے اپنے بچے کی تربیت میں سعی کرتا ہے کہ وہ اُس کیلئے نیک دُعائیں کرے کبھی اِنسان دین کی خدمت اور عبادت میں سعی کرتا ہے تو اُسے مومنوں کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ یہ وہ سبب ہے جو اُس کی سعی سے حاصل ہوتا ہے۔

قَوْلُہٗ لَا یَسْتَتِرُ الخ ۔ پیشاب سے اِستتار نہ کرنے سے مراد وجوب اِستنجاء ہے۔ یعنی اِستنجاء نہ کرنے پر عذاب دیا جاتا تھا۔ حضرت ابنِ بطال علیہ الرحمہ نے کہا' اپنا جسم اور کپڑے پیشاب سے محفوظ نہ کرتا تھا اور پیشاب لگ جائے تو دھوتا نہ تھا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی پیشاب مخرج میں رہنے دے اور اُسے نہ دھوئے تو وہ عذاب کا مستحق ہے۔ علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے کہا' اِس سے واضح ہے کہ قضائے حاجت کے وقت لوگوں کی نگاہوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔

حضرت علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا' اِس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ اِستتار کو جو حقیقی معنی پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ قبر میں عذاب کا سبب صرف کشفِ عورت ہے یعنی وہ شخص قضائے حاجت کے وقت لوگوں کی نگاہوں سے پردہ نہ کرتا تھا اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عذابِ قبر میں پیشاب کی خصوصیت ہے اِس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابنِ خزیمہ علیہ الرحمہ نے صحیح ابنِ خزیمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کے سبب سے ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ عذابِ قبر کا سبب کشفِ عورت اور اِستنجاء نہ کرنا دونوں ہیں۔ اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چغلی حرام ہے اِس پر اُمّت کا اِتفاق ہے۔

اِس مقام میں اشکال ہے وہ یہ کہ یہ حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے۔ اگر قبر والوں کا واقعہ مکہ مکرمہ میں تھا جیسا کہ اَسناد سے معلوم ہوتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت محلِ نظر ہے؟ کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف

ہجرت کی تھی، اُس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عمر صرف تین برس تھی۔ تو اُنہوں نے مکہ مکرمہ کا یہ واقعہ کیسے ضبط کیا؟ اِس کا ایک حل تو یہ ہے ممکن ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہو جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے یا جب حج کیلئے تشریف لائے تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ واقعہ سیّد عالم ﷺ سے سُنا ہو یا یہ حدیث شریف صحابی کی مُرسل ہو یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سُنا ہو اور روایت کے وقت درمیان سے صحابی کو ذِکر نہ کیا ہو۔

بعض محدثین نے ذکر کیا کہ قبروں کا یہ واقعہ ایک ہی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ واقعہ متعدد ہے کیونکہ اِس کے بارے میں ہر روایت کے اَلفاظ مختلف ہیں کیونکہ باب کی حدیث شریف کا قصّہ مدینہ منورہ میں ہوا جبکہ سیّد عالم ﷺ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قصّہ سفر میں ہوا جبکہ سیّد عالم ﷺ باہر نکلے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تیسری حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جسے حضرت اِبن حبان علیہ الرحمہ نے صحیح میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو ٹھہر گئے اور فرمایا: میرے پاس کھجور کی دو شاخیں لاؤ تو ایک شاخ سرہانے اور دوسری شاخ قبر کے پاؤں کی طرف گاڑ دی۔ [۱۴۲]

کیا قبر پر سبز ٹہنی اور پھول وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے کیونکہ ہر تر شے تسبیح کہتی ہے۔ اِسی لئے حضرت بُردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیّت کی تھی کہ اُن کی قبر پر کھجور کی دو سبز شاخیں رکھی جائیں۔ اِس سے تخفیفِ عذاب ضرور ہے۔ لہٰذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔ ابنِ حجر

---

[۱۴۲] تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۴۸۴۔

نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حدیث شریف کے سیاق سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سیّد عالم ﷺ نے اپنے دستِ اَقدس سے شاخیں قبروں پر رکھی ہوں، ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں پر شاخیں رکھنے کا حکم دیا ہو۔ چنانچہ حضرت بریدہ بن حصیب صحابی رضی اللہ عنہ نے اِس بنیاد پر وصیت کی کہ اُن کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں۔ صحابی حدیث شریف کے معانی کو اَچھا جانتے ہیں۔ ۱۴۳

مُرتد کی سزا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، عُکل اور عُرینہ قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ میں آئے۔ (کہتے ہیں، یہ آٹھ آدمی تھے۔ چار عرینہ کے تین عکل کے اور ایک اور کسی قبیلہ کا) وہاں کی ہوا اُن کو موافق نہ آئی۔ (یعنی بیمار ہوگئے)۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اُن کو حکم فرمایا کہ دو میل اُونٹنیوں سے جاملیں ۱۴۴ اور اُن کا پیشاب اور دُودھ پیتے رہیں۔ جب اَچھے ہوگئے تو نبی کریم رءُوف ورحیم کے چرواہے کو مار ڈالا اور اُونٹنیاں بھگا کر لے گئے۔ صبح کو یہ خبر (مدینہ منورہ میں) پہنچی تو آپ ﷺ نے اُن کے تعاقب کیلئے لوگ بھیجے، جب سورج بلند ہوا (دِن چڑھا) تو اُن کو گرفتار کر کے حاضر کیا گیا۔ **فَاَمَرَ فَقُطِعَ اَیْدِیَھُمْ وَاَرْجُلَھُمْ وَ سُمِرَتْ اَعْیُنُھُمْ وَاُلْقُوْا فِی الْحَرَّۃِ یَسْتَسْقُوْنَ فَلَا یُسْقَوْنَ** ۱۴۵ ''نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم فرمایا اور گرم سلاخوں سے اُن کی آنکھیں نکالی گئیں۔ ۝ اور اُنہیں پتھریلی زمین میں پھینک دیا۔ وہ پانی مانگتے تھے، اُن کو پانی نہ دیا گیا''۔

حضرت ابوقلابہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اُن لوگوں کو ایسی سخت سزا اِس لئے ہوئی

---

۱۴۳ تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۴۸۵۔ ۱۴۴ یہ پندرہ اُونٹنیاں تھیں جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ذوالجدر جو ایک مقام ہے وہاں چرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے اُن لوگوں کو حکم دیا کہ وہ وہیں جا کر رہیں۔ (تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۷۱ من وعن)۔ ۱۴۵ بخاری جلد ۱ ص ۳۷، فتح الباری جلد ۱ ص ۴۴۲۔ عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۳ ص ۱۵۱۔

کہ اُن لوگوں نے چوری کی، قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے (یعنی مرتد ہو گئے) اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی"۔

○ کیونکہ اُنہوں نے بھی چرواہے کی آنکھیں پھوڑی تھیں اور اِسی طرح بے رحمی سے مارا تھا۔ دوسرے اِحسان کا بدلہ یہ کیا کہ اُونٹ ہی لے بھاگے، جس رکابی میں کھائیں اُسی میں چھید کریں۔ اَیسے بدمعاش کو سخت سزا دینا یہی حکمت اور دانائی اور دوسرے بندگانِ خُدا پر رحم ہے"۔ (تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۷۱ من وعن) ☆

☆ وہ چرواہا جناب رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام (ریسار) تھا۔ جنابِ سرکارِ کائنات ﷺ نے اُن قاتلوں کو گرفتار کرنے کیلئے حضرت زبیر بن جابر فہری رضی اللہ عنہ کو بیس شہسوار دے کر اُن کا تعاقب کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۶ھ میں حدیبیہ کے واقعہ کے بعد پیش آیا۔ چنانچہ اُنہیں گرفتار کر کے دربارِ رسالتِ مآب ﷺ میں پیش کیا گیا اور اُنہیں اپنے کردار کی سزا بھگتنی پڑی جو حدیث شریف میں ظاہر ہے:- قَالَ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ اَلْمَاءُ اَلْمَاءُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلنَّارُ اَلنَّارُ [۱۴۶] "وہ اُس حال میں پانی پانی کی آوازیں بلند کر رہے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ آگ آگ کے اَلفاظ سے اُنہیں جواب دے رہے تھے"۔

سرکارِ کائنات ﷺ نے مرتدین کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلاخیں اِس لئے ڈالیں کہ اُنہوں نے اُونٹوں کے چرواہے سے یہ سلوک کیا تھا اور یہ بطورِ قصاص تھا۔ یہ وہ مسئلہ نہیں ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کو قتل کرنا واجب اور ضروری ہو تو جب وہ پانی طلب کرے تو اُسے پانی پلانے پر اُمّت کا اِجماع ہے تو اُن لوگوں کو پانی کیوں نہیں پلایا گیا تھا؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ اُن کو پانی

---

[۱۴۶] عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۳ ص ۱۵۴۔

پلانے سے اِس لئے منع کیا گیا تھا کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ مسلم اور ترمذی میں ہے، وہ لوگ اِسلام سے منحرف ہو گئے تھے۔ لہٰذا اُس وقت اُن کا اِحترام ختم ہو گیا اور اُنہیں صفحہ ہستی سے مٹانا ضروری ہو گیا تھا جیسے باؤلے کتے کو مارنا ضروری ہے۔ (قسطلانی) [۱۴۷]

قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَبُوْ یُوْسُفَ وَاَبُوْثَوْرَ وَآخَرُوْنَ کَثِیْرُوْنَ اَلْاَبْوَالُ کُلُّھَا نَجِسَةٌ [۱۴۸] ''حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف، حضرت ابوثور اور جمہور فقہار حمہم اللہ تعالیٰ نے کہا تمام پیشاب نجس ہیں''۔

اور حدیث شریف میں پیشاب کے پینے کو تداوی پر محمول کیا گیا ہے یعنی وہ پیشاب بطور دوا پیا گیا تھا۔ لہٰذا جہاں یہ ضرورت نہ ہو وہاں پیشاب کی اِباحت کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اکثر اَشیاء ضرورت کے وقت مباح ہیں اور بغیر ضرورت مباح نہیں:۔

کَمَا فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ فَاِنَّهٗ حَرَامٌ عَلَی الرِّجَالِ وَ قَدْ اُبِیْحَ لُبْسُهٗ فِی الْحَرْبِ اَوْلِلْحِکَّةِ اَوْلِشِدَّةِ الْبَرْدِ اِذَا لَمْ یَجِدْغَیْرَهٗ [۱۴۹] ''جیسے ریشم مردوں کیلئے پہننا حرام ہے اور لڑائی یا خارش کے وقت پہننا مباح ہے یا کپڑے میسر نہ ہوں تو سردی سے بچنے کیلئے ریشم پہننا جائز ہے''۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَالْجَوَابُ الْمُقْنَحُ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عُرِفَ بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ شِفَاهُمْ ''خاموش کُن جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ بذریعہ وحی یا نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ (یہ لوگ مرتد ہو جائیں گے) اُن کی شفا پیشاب پینے میں ہے''۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اَلَا اِسْتِشْفَاءٌ م بِالْحَرَامِ جَائِزٌ عِنْدَ التَّیَقُّنِ بِحُصُوْلِ شِفَاءٍ

---

[۱۴۷] تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۵۰۶۔ [۱۴۸] عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۳ ص ۱۵۴۔ [۱۴۹] عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۳ ص ۱۵۴، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۵۰۶۔

كَتَنَا وُلِ الْمَيْتَةِ فِيْ الْمَخْمَصَةِ وَالْخَمْرِ عِنْدَ الْعَطْشِ وَاِسَاغَةِ اللُّقْمَةِ وَاِنَّمَالَا يَسْتَيْقِنُ حُصُولُ الشِّفَاءِ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ صَحَّ يَقِيْنًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَااَمَرَهُمْ بِذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّدَاوِىْ مِنَ السَّقَمِ الَّذِىْ كَانَ اَصَابَهُمْ وَاِنَّهُمْ صَحَّتْ اَجْسَامُهُمْ بِذٰلِكَ وَالتَّدَاوِىْ مَنْزِلَةَضَرُوْرَةٍ قَدْ قَالَ عَزَّوَجَلَّ (اِلَّا مَااضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ) فَمَا اضْطَرَّ الْمَرْءُ اِلَيْهِ فَهُوَ غَيْرُمُحَرَّمٍ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاكَلِ وَالْمَشَارِبِ ۱۵۰

''جب یقین ہو جائے کہ حرام شئی سے علاج کرانے سے شفاء ہوگی تو جائز ہے۔ جیسے مجبور بھوکے اور پیاسے کیلئے مردار کھانا اور شراب پینا جائز ہے کیونکہ ایسے شخص کیلئے مردار اور شراب مباح ہے۔ البتہ اُس وقت مباح نہیں جبکہ حرام سے شفاء کا یقین نہ ہو۔ حضرت ابنِ حزم علیہ الرحمہ نے کہا' یہ بات یقیناً صحیح ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُن لوگوں کو بیماری سے شفاء پانے کیلئے بطریقِ علاج پیشاب پینے کا حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ. ''لہٰذا جس چیز کے کھانے' پینے میں اِنسان مجبور ہو' وہ اُس پر حرام نہیں ہوتی''۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے کہا' اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت اِمام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے اور حضرت ابنِ حبان علیہ الرحمہ نے اِسے صحیح کہا ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا:- اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ اُمَّتِىْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْهَا ۱۵۱ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے میری اُمّت کی شفاء اُن

۱۵۰ عمدۃ القاری جلد۲ جز۳ ص۱۵۵' تفہیم البخاری جلد۱ ص۵۰۷۔ ۱۵۱ قرطبی جلد۱ جز۲ ص ۱۵۵۔

اَشیاء میں نہیں رکھی جو اُن پر حرام ہیں''۔

اِس کے جواب میں ہے' سیّد عالم ﷺ کا یہ اِرشاد حالتِ اِختیار پر محمول ہے۔ اِضطرار اور مجبوری کی حالت میں حرام کی حُرمت باقی نہیں رہتی اور حرام شے مباح ہو جاتی ہے جیسے مُردار' مجبور اور بھوکے کے لئے مباح ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم ﷺ نے شراب کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ دوا نہیں بلکہ یہ خود بیماری ہے جبکہ کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ شراب سے دوا کرنا جائز ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اِبنِ حزم علیہ الرحمہ نے کہا' اِس حدیث شریف کی سند میں حضرت سماک بن حرب علیہ الرحمہ ہے۔ وہ تلقین قبول کرتے تھے۔ لہٰذا اِس حدیث شریف سے اِستدلال صحیح نہیں ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیں تو (حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) ہم کہتے ہیں۔ شراب کے دوا نہ ہونے میں کسی کو اِختلاف نہیں' یہ یقیناً دوا نہیں۔ لہٰذا اِسے پینا جائز نہیں اور حالتِ اِختیار میں یہ یقیناً دوا نہیں۔ لیکن جب اِس کے سوا اور کوئی دوا نہ ہو' صرف شراب ہی سے شفاء ہو سکتی ہے تو اِس کا اِستعمال مباح ہے۔ اُس وقت یہ دوا ہے' بشرطیکہ اِس سے شفاء یقینی ہو۔[۱۵۲]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب یہ معلوم نہ ہو کہ حرام سے شفاء ہو جائے گی تو اِس سے علاج کروانا جائز نہیں اور جب یقین ہو جائے کہ حرام کے اِستعمال سے شفاء ہو جائے گی اور اِس کے سوا اور کوئی دوا نہیں تو اِس سے علاج کروانا جائز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے تمہاری شفاء اُن اَشیاء میں نہیں رکھی جو تم پر حرام ہیں۔ اُس کا جواب یہ ہے کہ اِس کلام کا محمل حالتِ اِختیار ہے یعنی جب کسی بیماری کا علاج حرام شے کے بغیر بھی ہو سکتا ہو تو حرام سے علاج کرانا حرام ہے کیونکہ اُس وقت حلال دوا کے باعث حرام کی ضرورت نہیں پڑتی اور ضرورت کے وقت حُرمت ساقط ہو جاتی ہے۔[۱۵۳]

---

۱۵۲ عمدۃ القاری جلد ۲ جز ۳ ص ۱۵۵۔ ۱۵۳ تفہیم البخاری جلد ا ص ۵۰۷۔

آئندہ کی اِطلاع (خبرِ غیب):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَكُوْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا اِذَا طُعِنَتْ تَفَجَّرَ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ** ۱۵۴ ''اللہ (عزوجل) کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگے وہ قیامت کے دن اُسی طرح (تازہ) ہو جائے گا جیسے اُس وقت تھا' جب لگا تھا' خون بہہ رہا ہوگا' اُس کا رنگ تو خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۱۷۴) ☆

☆ اِس حدیث شریف میں شہید کے بارے میں غیبی خبر دی جارہی ہے کہ جس طرح شہادت کے وقت اُس کے جسم سے خون نکلتا ہے' اَیسے ہی جس دن شہید اپنی قبر سے نکلے گا تو اُس کے زخموں سے خون جاری ہوگا۔ رنگ اُس کا خون جیسا ہوگا جبکہ خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ سبحان اللہ! علم نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی کیا شان اور عظمت ہے کہ قیامت کے دن وقوع پذیر ہونے والے حالات کی پوری پوری اِطلاع اُمّت کو عطا فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا علم اللہ جَلَّ جلالہٗ کی عطا ہے۔ خالقِ کائنات عزوجل نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو اُن تمام باتوں کا علم عطا فرمایا ہے جو قیامت کے دن تک اور بعد میں ہونے والی ہیں۔

شہید کی شان:

اِس حدیث شریف سے شہید کی عظمت اور رِفعت کا پتا چلتا ہے۔ وہ خون جو کہ مطلقاً نجس ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کی راہ میں شہید ہونے سے' خون میں تغیر پیدا ہوگیا' وہ خون مقدس خون ہوگیا۔ اِسی لئے شہید کا خون دھویا نہیں جاتا تاکہ قیامت کے دن اہلِ محشر کیلئے اِس کی شرافت ظاہر ہو کیونکہ خون مذموم وصف سے محمود

---

۱۵۴ تیسیر الباری جلد ا ص ۱۷۴' تفہیم البخاری جلد ا ص ۵۱۱' ۵۱۲' بخاری جلد ا ص ۳۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۷' شرح السنہ جلد ۵ ص ۱۷۵' مسلم جلد ۲ ص ۱۳۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۶۱۲۔

وصف کی طرف ایسا منتقل ہوا کہ اِس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگئی۔ سبحان اللہ!

مسواک شریف کے فوائد:

حضرت ابو بُردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں:۔ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَوَجَدْتُّہٗ یَسْتَنُّ بِسِوَاکٍ بِیَدِہٖ یَقُوْلُ: اُعْ اُعْ وَالسِّوَاکُ فِیْ فِیْہِ کَاَنَّہٗ یَتَھَوَّعُ ۱۵۵ ''میں نبی (کریم رءُوف ورحیم ﷺ) کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا، دیکھا تو آپ ﷺ (نورانی) ہاتھ (مبارک) میں مسواک (شریف) لئے مسواک (شریف) کر رہے ہیں۔ اُع اُع کی آواز نکال رہے تھے اور مسواک (شریف) آپ ﷺ کے (نورانی) منہ (مبارک) میں تھی گویا کہ قے کر رہے تھے''۔ ۝

۝ ''اِس طرح منہ دھونے اور مسواک کرنے سے معدے کی زائد رطوبات اور بلغم وغیرہ فضلات نکل جاتے ہیں اور منہ سے بدبو نہیں آتی۔ دانتوں کے عرض میں بھی مسواک مستحب ہے جیسے کہ ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا۔''

(تیسیر الباری جلد ا ص ۱۷۹ امن وعن) ☆

☆ یہ لوگوں کو طریقہ بتانے کے لئے نمونہ عطا فرمانے کے لئے تھا۔ بے شک مسواک کرنے سے معدے کی زائد رطوبات اور بلغم وغیرہ فضلات نکل جاتے ہیں اور منہ سے بدبو نہیں آتی۔ لیکن نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ تو سراپا خوشبو ہی خوشبو ہیں۔

جنبی کا پسینہ پاک ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ اُنہیں مدینہ منورہ کے ایک راستے میں ملے اور وہ (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) جنبی تھے۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں پیچھے ہٹ کر لوٹ گیا۔ غُسل

۱۵۵ تیسیر الباری جلد ا ص ۱۷۹، بخاری جلد ا ص ۳۸۔

کرنے کے بعد پھر آیا۔ تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَیْنَ کُنْتَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ؟ قَالَ کُنْتُ جُنُبًا فَکَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَکَ وَاَنَا عَلٰی غَیْرِطَهَارَةٍ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجِسُ ۱۵۶ ''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک) تم کہاں گئے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میں جنابت کی حالت میں تھا۔ میں نے بغیر طہارت کے آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنا بُرا جانا' آپ ﷺ نے تعجب سے فرمایا: سبحان اللہ! مومن بھی کہیں نجس ہوتا ہے''۔ ۞

۞ جب تک اُس کے بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو وہ نجس نہیں ہوسکتا' خواہ زندہ یا مردہ۔۔۔۔ اِمام بخاریؒ نے اِسی حدیث شریف سے نکالا ہے کہ جنبی کا پسینہ بھی پاک ہے۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۰۳) ☆

☆ سیّد عالم ﷺ کے اِرشاداتِ عالیہ کا مطلب یہ ہے کہ جنبی کی ذات ناپاک نہیں ہوتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا تھا کہ وہ ایسے ناپاک ہوگئے جیسے نجاست پلید ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اُن کے فعل پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا: اَیسا ہرگز نہیں! جو تو نے گمان کر رکھا ہے۔ اِس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ جنبی کا پسینہ پاک ہے اور وہ خود بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ غیر مسلم ہو۔ کافر کی نجاست اِعتقادی ہے نہ کہ حقیقی اور بیوی سے جماع کرنے سے صرف بدن کا غُسل ہی واجب ہوتا ہے۔ کپڑے دھونے واجب نہیں ہوتے۔ جبکہ اِن پر کسی جگہ گندہ مادہ نہ لگا ہو۔ اِس سے معلوم ہوا' زندہ آدمی نجسِ عین نہیں' اِس میں مرد و زن سب برابر ہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں اِسی طرح کی دوسری حدیث شریف میں اِس طرح بیان کیا ہے۔

---

۱۵۶ تیسیر الباری جلد ا ص ۲۰۳' تفہیم البخاری جلد ا ص ۵۷۴' بخاری جلد ا ص ۴۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۵۔۳۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۱۸۹' شرح السنۃ جلد ا ص ۳۵۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۱۷۳' مسلم جلد ا ص ۱۶۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں جنبی تھا (اور راستے میں) مجھے رسول اللہ ﷺ ملے آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ ﷺ بیٹھ گئے اور میں تیزی سے نکل گیا اور گھر آ کر غُسل کیا۔ پھر حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **اَیْنَ کُنْتَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ؟ فَقُلْتُ لَہٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ** ۱۵۷ "اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک) کہاں گئے تھے؟ میں نے اپنا حال عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک) مومن ناپاک نہیں ہوتا"۔

اِس حدیث شریف سے بھی واضح ہوتا ہے کہ جنبی نجس عین نہیں ہوتا، طاہر ہوتا ہے۔ سیّدِ کائنات ﷺ کا ساتھ چلنا اِس اَمر کی دلیل ہے۔ اِس سے یہ بھی مسئلہ حاصل ہوتا ہے کہ اُستاد اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑ کر چل سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طالبِ علم کو اپنے اُستاد اور مربی کے پاس پاک وصاف ہو کر بیٹھنا چاہیے اور غُسلِ جنابت میں تاخیر جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز فوت نہ ہو۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اُمتیوں کے لئے نمونہ اور سُنّت بنانے کے لئے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ تاکہ جب کبھی ہمارے اَحباب میں اَیسا واقعہ ہو تو ہمارا پوچھنا سُنّت کے قبیل میں شمار ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اُن سے ملے تو اُن کی طرف مصافحہ کرنے کیلئے یا ملنے کیلئے جھکے (یعنی آگے بڑھے) تو میں نے عرض کیا میں جنبی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: **اَنَّ الْمُسْلِمَ لَیْسَ یَنْجُسُ** ۱۵۸ "مسلمان نجس نہیں ہے"۔ (جنبی کے ساتھ ملنا، کھانا، بیٹھنا جائز ہے)

---

۱۵۷ تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۰۴، بخاری جلد ۱ ص ۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۹۹، مسلم جلد ۱ ص ۱۶۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۳۴۔ ۱۵۸ بخاری جلد ۱ ص ۴۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۳۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۷۱، جلد ۵ ص ۴۰۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۱۹۴، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۰۳۔

جنبی آدمی کا بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے باب باندھا ہے:- اَلْجُنُبُ یَخْرُجُ وَ یَمْشِیْ فِی السُّوْقِ وَغَیْرِہٖ . ''جنبی گھر سے باہر نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ میں چل پھر سکتا ہے''۔ وَیُقَلِّمُ اَظْفَارَہٗ وَیَحْلِقُ رَاْسَہٗ وَاِنْ لَّمْ یَتَوَضَّاْ ۱۵۹ ''اور اپنے ناخن تراش سکتا ہے اور اپنا سر مونڈھ سکتا ہے' گو اُس نے وضو نہ کیا ہو''۔

جنبی کیلئے ایک ہی غُسل کافی ہے:

ایک رات یا ایک دن ایک شخص اپنی بیوی سے بار بار جماع کرتا ہے یا ایک سے زائد بیویوں سے ہم بستر ہوتا ہے تو آخر میں ایک ہی غُسل کر لینا کافی ہے۔ درمیان میں وضو یا غُسل کرنا واجب نہیں اگر درمیان میں غُسل کر لے تو مستحب ہے۔ ۱۶۰

جس گھر میں جنبی ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ صُوْرَۃٌ وَّلَا کَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ ۱۶۱ ''فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر' کتا اور جنبی ہو''۔ (مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔)

جنبی کا کھانا کھانا اور پانی پینا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے جنبی کے بارے پوچھا گیا: ھَلْ یَنَامُ اَوْیَاْکُلُ

---

۱۵۹ بخاری جلد ا ص ۴۲۔ ۱۶۰ بخاری جلد ا ص ۴۰' تیسیر الباری جلد ا ص ۱۹۳' تفہیم البخاری جلد ا ص ۵۵۳' مسند احمد جلد ا ص ۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۲۰۱' شرح السنۃ جلد ا ص ۳۵۶' دارمی جلد ۲ ص ۲۸۴' جلد ۴ ص ۲۸۔ ۱۶۱ مسند احمد جلد ا ص ۱۰' ابو داؤد حدیث نمبر ۲۲۷' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۱۴۸' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۱۷۳' مسند احمد جلد ا ص ۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۲۰۱' شرح السنہ جلد ا ص ۳۵۶۔

اَوَیَشْرَبُ؟ قَالَ نَعَمْ! اِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاۃِ [۱۶۲] ''کیا (جنبی جنابت کی حالت میں) سوئے' یا کھائے یا پیئے؟ فرمایا: ہاں! جب وضو کرے تو نماز کی طرح وضو کرلے (یعنی سونے' کھانے اور پینے سے پہلے وضو کرلے)۔

ایک روایت میں جنبی کیلئے دونوں ہاتھوں کو دھونے کا حکم فرمایا۔[۱۶۳] (اور ساتھ غرغرہ بھی کرلے)۔

حدیثِ معراج النبی ﷺ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فُرِّجَ عَنْ سَقْفِ بَیْتِیْ وَاَنَا بِمَکَّۃَ ''میرے گھر کی چھت کھولی گئی جبکہ میں مکہ (مکرمہ) میں تھا''۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اُترے (نازل ہوئے) بعدازیں: فَفَرَّجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِیٍٔ حِکْمَةً وَّاِیْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ''پھر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) نے میرے سینے کو کھول دیا اور اُسے زم زم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا تھال لائے جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا' وہ میرے سینے میں ڈال دیا۔ پھر سینہ (مبارک) جوڑ دیا گیا (اس پر مُہر کردی گئی)''۔

پھر میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف روانہ ہوئے اور آسمانِ دُنیا تک پہنچے۔ حضرت جبرائیل اَمین علیہ السلام نے آسمانِ دُنیا کے خازن کو آسمان کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا' تو خازن نے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا' **جبرائیل ہوں**۔ پھر خازن نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! میرے ساتھ **حضرت محمد** ﷺ ہیں۔ پوچھا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے جواباً فرمایا: ہاں! تب اُس نے دروازہ کھولا۔

---

[۱۶۲] ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۹۹۔ [۱۶۳] ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۹۳۔

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں، پھر ہم آسمانِ دُنیا کے اُوپر گئے تو وہاں ایک شخص کو دیکھا جن کے دائیں بائیں لوگوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ ہیں جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ اُنہوں نے مجھے دیکھ کر کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ ''یعنی اے نیک بخت نبی اور نیک بخت بیٹے مرحبا''۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے عرض کیا، یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جو لوگوں کے جُھنڈ دائیں اور بائیں ہیں یہ اُن کی اَولاد ہے۔ دائیں طرف والے لوگ جنتی ہیں جبکہ بائیں طرف والے لوگ دوزخی ہیں۔ جب دائیں طرف والوں کو دیکھتے ہیں تو (خوشی سے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو غم سے رونے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل (علیہ السلام) مجھے لے کر دوسرے آسمان پر پہنچے اُس کے خازن سے بھی فرمایا: دروازہ کھولو، اُس نے بھی پہلے آسمان کے خازن کی طرح سوال و جواب کئے پھر دروازہ کھولا۔ جب (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اور آپ ﷺ (حضرت) ادریس (علیہ السلام) کے پاس سے گزرے تو اُنہوں نے کہا: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ ''اے نبی صالح اور صالح بھائی مرحبا''۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) نے عرض کیا، یہ (حضرت) ادریس (علیہ السلام) ہیں۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: پھر میں (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُنہوں نے بھی کہا (اے نبی صالح اور اے صالح بھائی) مرحبا! فرماتے ہیں، میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے پاس سے گزرا۔ اُنہوں نے بھی کہا، کہ اے نیک پیغمبر اور نیک بھائی

مرحبا! میں نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا' یہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ پھر میں (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا' اُنہوں نے کہا' مرحبا! اے صالح نبی اور اے صالح بیٹے! میں نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون ہیں؟ عرض کیا یہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔

حضرت ابنِ شہاب علیہ الرحمہ نے کہا مجھے حضرت ابوبکر بن حزم علیہ الرحمہ نے خبر دی کہ (حضرت) عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوحبہ عامر بن عمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں یوں فرماتے تھے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ثُمَّ عَرَجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوٰی اَسْمَعُ فِیْهِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ ''پھر مجھے لے کر چڑھے یہاں تک کہ میں ایک بلند ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں قلم کے چلنے کی آواز سنتا تھا''۔

حضرت حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰی اُمَّتِیْ خَمْسِیْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِکَ حَتّٰی مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَکَ عَلٰی اُمَّتِکَ؟ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِیْنَ صَلَاةً ' قَالَ مُوْسٰی فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ

''پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میری اُمّت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ (رات اور دن میں) میں یہ حکم لے کر لوٹا جب (حضرت) موسیٰ (کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے پوچھا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے آپ ﷺ کی اُمّت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ تو میں نے اُنہیں جواب دیا

کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میری اُمّت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں ہیں۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواباً کہا کہ آپ (ﷺ) اپنے پروردگار کے پاس واپس تشریف لے جائیں کیونکہ آپ (ﷺ) کی اُمّت اِتنی طاقت نہیں رکھتی۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' میں لوٹا اور (عرض کیا تو) اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے کچھ نمازیں معاف فرمادیں پھر میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا۔ اُنہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس جائیں' آپ ﷺ کی اُمّت اِتنی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں پھر لوٹا (اَیسا ہی کئی بار ہوا) آخر اللہ عزوجل نے فرمایا: هُنَّ خَمْسٌ وَّهُنَّ خَمْسُوْنَ ''وہ پانچ نمازیں ہیں اور حقیقت میں پچاس نمازیں ہیں''۔ میرے پاس بات نہیں بدلتی۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' پھر میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف لوٹا تو اُنہوں نے (حسبِ سابق پھر) کہا' اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں جائیے (اور مزید کمی کروائیے) تو اِس بار نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ''اَب مجھے اپنے مالکِ حقیقی سے عرض کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے''۔ فرمایا: پھر مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا اور کئی طرح کے رنگوں نے اُس کو ڈھانپ لیا تھا۔ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ ''میں اپنی اَنکل یا تکے سے نہیں جانتا وہ کیا تھا''۔ پھر جنت میں لے گئے۔

فَاِذَا فِيْهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ''وہاں موتیوں کے ہار ہیں اور وہاں کی مٹی مشک ہے''۔ ۱۶۴

معراج النبی ﷺ کے واقعہ کے تین بڑے راوی ہیں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ' حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت مالک

۱۶۴ بخاری جلد ۱ ص ۵۰' مسلم جلد ۱ ص ۹۲' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۴۳۔۱۲۲' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۶۵' درمنثور جلد ۶ ص ۱۶۱' جلد ۱ ص ۱۹۴' ابوعوانہ جلد ۱ ص ۱۳۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۳۹' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۰۰ (طبع جدید بیروت)' دلائل النبوۃ جلد ۲ ص ۳۶۳۔

بن صعصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے معراج شریف کا سارا واقعہ خود نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی زبانِ مبارک سے حرف بحرف سنا ہے۔ یہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں، جو معراج شریف کے واقعہ کے وقوع سے پہلے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اِسلام قبول کر کے سابقینِ اِسلام میں شمار ہوئے جبکہ حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ اَنصاری ہیں۔ اِس لحاظ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت تمام روایات سے زیادہ معتبر ہیں۔

واقعہ معراج شریف نہایت اَہم، مادی کائنات سے ماوراء، قیاس و قیافہ اور عقل اِنسانی کی سرحد سے بالاتر ہے۔ اَحادیث اور تفاسیر کی کتابوں میں اِس واقعہ کو کثیر التعداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے۔ حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمہ نے نام بنام ۴۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام گنوائے ہیں۔ حافظ عماد الدین ابنِ کثیر نے تفسیر ابنِ کثیر میں ۲۶ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاری، حضرت مالک بن صعصہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت شداد بن اَوس، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبدالرحمان بن قرظ، حضرت ابوحبہ، حضرت ابو یعلیٰ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت بریدہ اسلمی، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت ابو امامہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ابو الحمرا، حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہم، حضرت ام ہانی، اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ، حضرت اَسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت اِمام مسلم علیہ الرحمہ نے اِس واقعہ کو حضرت ابوذر، حضرت مالک بن صعصہ، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہم سات اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ تفصیلی واقعہ پہلے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں کچھ باتیں زائد ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے۔ شقِ صدر کے بعد براق نامی طویل قد والا جانور لایا گیا۔ جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا تھا' جس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ **يَضَعُ خَطْوَةُ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ** ''اُس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نگاہ کی آخری حد تھی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر سوار ہو کر بیت المقدس آئے' براق اُس جگہ باندھا جہاں انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ** ''پھر میں مسجدِ (اقصیٰ) میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی''۔ [۱۶۵]

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے **فَجَاءَنِيْ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِنْ لَّبَنٍ** ''ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دُودھ کا پیش کیا''۔ **فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ** ''میں نے دُودھ کے پیالے کو اختیار کیا' پکڑ لیا'' تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرت کو پسند فرمایا۔ بعد ازیں نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے اور پہلی روایت کی طرح آسمان کے خازن نے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس کا پچھلی روایت میں ذکر ہے اِس آسمان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نہریں نظر آئیں پوچھنے پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا یہ نیل و فرات کی نہریں ہیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور نہر نظر آئی جس پر **لُؤْلُؤٌ وَ زَبَرْجَدٌ** کا ایک محل تعمیر کیا ہے

---

[۱۶۵] ابن کثیر جلد۳ ص۲۴' نسائی جلد۱ ص۷۶' شرح السنۃ جلد۷ ص۹۸' مسند احمد جلد۳ ص۱۴۸' مستدرک حاکم جلد۴ ص۶۰۶' مشکوٰۃ ص۵۲۸' مجمع الزوائد جلد۱ ص۱۷۴' درمنثور جلد۵ ص۱۸۶' ابن کثیر جلد۳ ص۶' مسلم جلد۱ ص۹۱' شرح السنۃ جلد۷ ص۱۰۲۔

اور اُس کی زمین مشک اذفر کی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ نہر کوثر ہے۔ جس کو پروردگارِ کائنات عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف روانہ ہوئے، وہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں) تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جنہیں حُسن کا ایک حصّہ عطا ہوا تھا۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جن کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا فرمایا ہے (یعنی ہم نے اُن کو بلند مقام تک اُٹھایا ہے)۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اُس درخت کے پھل مٹکوں کی طرح اور پتے ہاتھی کے کان کی طرح چوڑے ہیں"۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں بے مثال شانِ عبدیت کے ساتھ حاضر ہوئے تو فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ (النجم:۱۰۔) "(اَب وحی فرمائی اپنے (محبوب) بندے کو جو وحی فرمائی۔") کا مژدہ سنایا گیا اور بارگاہِ الٰہی سے تین تحفے عطا ہوئے۔

(۱) سورۃ البقرۃ شریف کی آخری آیاتِ مبارکہ جن میں اِسلام کے عقائد اور ایمان کی تکمیل کا بیان ہے۔

(۲) رحمتِ خاص نے مژدہ سنایا کہ اُمّتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک جو شرک کا مرتکب نہ ہوا ہو، کرمِ مغفرت سے سرفراز ہوگا۔

(۳) اور ندا آئی اُمّت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئی ہیں [یہ بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار عرض کرنے پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارگاہِ

صمدیت میں بار بار حاضر ہونے کے بعد پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے] فرمایا: نمازیں پانچ ہوں گی لیکن ہر نیکی کا بدلہ دس گنا بخشوں گا یہ پانچ بھی پچاس ہوں گی۔ میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کردی اور اپنا فیصلہ نافذ کردیا۔

☆ معراج شریف کے واقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خصوصی ذکر ہے۔ جنہوں نے ہماری مدد فرما کر پچاس نمازوں کی پانچ کروائیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وصال شدہ ہستیاں دُنیا سے جانے کے بعد مخلوق کی مدد کرتی ہیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ الْحَضَرِ [۱۶۶]

''اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے جب (معراج شریف میں) نماز فرض فرمائی تو (ہر نماز) کی دو دو رکعتیں فرض کیں حضر اور سفر میں۔ پھر سفر کی نماز تو اپنے حال پر دو دو رکعتیں رہیں اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی''۔

عورتوں کا عیدگاہ جانا:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' ہمیں دونوں عیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) میں حیض والی اور پردے والی عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانے کا حکم ہوا تا کہ وہ مسلمانوں کے اجتماع میں اور اُن کی دُعا میں شریک رہیں۔ (یہ باپردہ علیحدہ انتظام کے ساتھ ہوتا تھا) ایک عورت نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) بعض عورتوں کے پاس چادر نہیں ہوتی (وہ کیسے نکلیں؟) آپ (ﷺ) نے فرمایا: اُس کی ہم جولی اپنی چادر اُس کو اوڑھا دے۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۵۵) ☆

☆ اِس حدیث شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم

[۱۶۶] بخاری شریف جلد ا ص ۵۱۔

ﷺ نے فرمایا: تمام عورتوں کو عید گاہ لاؤ جو نماز کے قابل ہیں وہ نماز عید پڑھ لیں اور جو نماز کے قابل نہ ہوں وہ دُعا میں شریک ہوں۔ حائضہ عورت، اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ذکر نہ چھوڑے۔ عورتیں حائضہ ہوں یا پاک ہوں، وہ مجالسِ وعظ میں جاسکتی ہیں۔ مگر حائضہ عورتیں مساجد سے علیحدہ رہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ عہدِ فاروقی میں عورتوں کو مسجدوں وعیدگاہوں وغیرہ سے رَوک دیا گیا۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے، عورتیں اَچھے کپڑے پہن کر باہر نہ نکلیں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ بھی عورتوں کو اُن کے موجودہ حالات کے مطابق منع فرمادیتے۔ جب اُس وقت یہ حال تھا تو اِس دَور کا کیا پوچھنا۔ مگر دَورِ جدید کی رفتار کو دیکھتے ہوئے عورتوں کو باپردہ محافل دینیہ میں آنے کی اِجازت دینی چاہیے اور اپنی بچیوں کو طالبات کے اَیسے دینی مدارس میں دینی تعلیم کیلئے داخل کروائیں جو صحیح العقیدہ اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت ہوں جو یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کہنے کو جائز سمجھتے ہوں۔ عید میلادُ النبی ﷺ اور گیارہویں شریف کو حرام نہ کہتے ہوں۔ آج جبکہ بچیاں اور عورتیں دُنیاوی تعلیم کیلئے کالجوں، سکولوں اور بازاروں میں بے پردہ، لاپرواہ اَنداز میں جانے سے نہیں رُکتیں تو اُن کو دینی اِصلاحی محافل سے رَوکنا اُن کیلئے دُنیا و دین اور آخرت کی تباہی کے اَسباب جمع کرنا ہے۔ حدیث شریف کے مطابق اگر عورتیں حائضہ ہونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکیں گی تو مسلمانوں کی اِجتماعی دُعا سے فائدہ اُٹھائیں گی۔ اپنے متعلق شرعی اَحکام معلوم کریں گی۔ برکت والی دینی محافل میں حاضر ہوکر فیض یاب ہوں گی۔ لہٰذا آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے سادگی کے ساتھ بغیر خوشبو لگائے باپردہ، عیدگاہ اور مساجد میں عید اور جمعۃ المبارک کی نماز اَدا کرنے کیلئے اپنے محرموں کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے تاکہ دین کی محبت اور دین کی معلومات حاصل ہوں اور زندگی سنور سکے اور آخرت میں کامیابی حاصل ہو۔ اگرچہ جمعۃ المبارک عورتوں پر فرض نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے، حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰی اَرْبَعَةٍ عَبْدٌ مَمْلُوْکٌ اَوْ اِمْرَأَةٌ اَوْصَبِیٌّ اَوْمَرِیْضٌ ۱۶۷

''جمعۃ (المبارک) ہر مسلمان پر باجماعت' حق ہے' فرض ہے۔ سوائے چار کے۔ مملوک غلام' عورت' بچہ اور بیمار''۔

(ایسا بیمار جو مسجد میں آ کر نماز ادا نہ کر سکتا ہو)۔ اسی طرح مجنون اور مسافر پر بھی جمعۃ المبارک فرض نہیں لیکن اگر یہ لوگ پڑھ لیں گے تو اُن کی طرف سے فرض کی ادائیگی ہو جائے گی۔

بچپنے کا عالم اور شانِ مبارک:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ (کے بچپنے کا یہ عالم تھا) کعبۃ اللہ بنانے کیلئے لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوتے تھے۔ آپ ﷺ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یَااِبْنَ اَخِیْ لَوْ حَلَلْتَ اِزَارَکَ فَجَعَلْتَ عَلٰی مَنْکِبَیْکَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ ''اے میرے بھائی کے بیٹے! اگر تم تہبند اُتار کر اپنے مونڈھوں پر ڈال لو اور پتھر کے نیچے رکھ لو۔ (تو تم پر آسانی ہوگی) فَحَلَّهٗ فَجَعَلَهٗ عَلٰی مَنْکِبَیْهِ فَسَقَطَ مَغْشِیًّا عَلَیْهِ ۱۶۸ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ ﷺ نے تہبند اُتار کر مونڈھے پر ڈال لیا اُسی وقت بے ہوش ہو کر گرے''۔ ۝

صحابی رضی اللہ عنہ کی مرسل حدیث حجت ہے:

۝ دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ اُترا' اُس نے آپ کی تہبند پھر باندھ دی۔ اِس حدیث شریف سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی سے بُری

---

۱۶۷ مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۷۷' مرقاۃ جلد ۳ ص ۴۲۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۶۷' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۶۵' نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۱۹۸۔ ۱۶۸ بخاری جلد ۱ ص ۵۲' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۶۲۔

اور بے شرمی کی باتوں سے بچایا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپؐ کے مزاج میں اِتنی شرم تھی کہ کنواری عورت کو جیسے شرم ہوتی ہے۔ اِس سے بھی زیادہ۔ گو جابرؓ نے یہ زمانہ نہیں پایا اور حدیثِ مُرسل ہے لیکن صحابی کی مُرسل بالاتفاق حجت ہے''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۲۶۲ من وعن) ☆

☆ وہ لوگ جن کی اُٹھتے بیٹھتے یہی گردان رہتی ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہماری مثل بشر ہیں۔ کیا اُن کو تہبند فرشتے باندھتے ہیں' کیا یہ لوگ بھی جاہلیت کے اَخلاق اور قبائح سے معصوم ومحفوظ ہیں۔

وُضو کے پانی کی برکتیں:

حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَّرَأَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرَأَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذَاکَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ [۱۶۹]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو لال چمڑے کے قبے (ڈیرے) میں دیکھا کہ (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) نے آپ (ﷺ) کے وُضو کا پانی لے لیا اور لوگ اُس کے لینے کو لپکے جس کو کچھ مل گیا اُس نے اپنے بدن پر پھیر لیا اور جس کو نہ ملا دوسرے کے ہاتھ سے کچھ تری ہی لے لی''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۲۷۱) ☆

☆ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اور مستعمل پانی پاک ہے' علامہ عینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے:

''سیّد عالم ﷺ کے وُضو کا بچا ہوا پانی طَاهِر وَمُطَهِّر ہے۔ کیونکہ آپ

[۱۶۹] بخاری جلد ا ص ۵۴' تیسیر الباری جلد ا ص ۲۷۱۔

ﷺ کے بدن سے جُدا ہونے والا پانی 'طَاهِر وَمُطَهِّر' بھی ہے اور وہ ہر پاک سے زیادہ پاک اور ہر خوشبودار سے زیادہ طیّب ہے''۔

سرورِ کائنات ﷺ کے وُضو سے گرنے والے پانی کو بطورِ تبرک لینے میں لوگ بہت کوشش کرتے تھے۔ اَیسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں' اِس سے تبرک حاصل کرنے کی رَغبت میں مبالغہ مقصود ہے ورنہ یہ مسلّمہ ہے کہ اِس کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حقیقتاً کبھی لڑائی نہیں ہوئی اگرچہ یہ اَیسا مقام ہے کہ سیّد عالم ﷺ کے مقدس قدموں کی مٹی حاصل کرنے میں جانیں قربان کی جاتی ہیں اور آپ ﷺ کے حضور روحیں فداء کی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سرورِ کائنات ﷺ کی بینی مبارک کا مقدس پانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہروں پر ملتے تھے تاکہ اِس کی خوشبو سے مستفید ہوں اور اِس کی برکت سے فیض یاب ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کے وُضو مبارک کے پانی کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الوُضو میں لکھا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَعُوْدُنِىْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَىَّ مِنْ وَضُوْئِهٖ فَعَقَلْتُ [۱۷۰] ''جب میں بیمار تھا اور مجھے کوئی ہوش نہ تھی تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پُرسی کیلئے تشریف لائے اور وُضو فرمایا اور اُس سے بچا ہوا پانی میرے اُوپر ڈالا تو میں ہوش میں آ گیا''۔

اِس میں اِس بات کی دلیل ہے کہ پانی دَم کر کے جس میں مریض کو نفع ہو اُس پر ڈالنا جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ کی برکت ہر بیماری کو دُور کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ باذنِ الٰہی دَافِعُ الْبَلَآءِ اور شَافِی الْاَمْرَاضِ بھی ہیں۔

کیا اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی پیروی کا حکم خاص ہے؟

وحید الزماں صاحب نے بخاری شریف کی ایک حدیث پر بحث کی ہے جس

---

[۱۷۰] تیسیر الباری جلد ا ص ۱۵۰' بخاری جلد ا ص ۳۲۔

کا متن اس طرح ہے:- سَئَالُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِیَ بِالنَّاسِ اَعْلَمُ مِنِّیْ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ ۱۷۱ ''لوگوں نے (حضرت) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا) منبر شریف کس چیز کا بنا ہوا تھا (تو اُنہوں نے) فرمایا: مجھ سے زیادہ جاننے والا لوگوں میں کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ فرمایا وہ غابہ ۱۷۲ کے جھاؤ سے تھا۔ ۱۷۳

(منبر کو) فلاں شخص (میموں یا باقوم) نے جو فلانی عورت (عائشہ یا مینا) کا آزاد کردہ غلام تھا' اُس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا تھا۔ جب وہ بن چکا اور (مسجد میں) رکھا گیا تو آپ ﷺ اُس پر کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے قبلہ (شریف) کی طرف رُخِ انور فرما کر تکبیر کہی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے قرأت فرمائی اور رکوع فرمایا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے رکوع کیا۔ پھر آپ ﷺ نے سرِ اَنور اُٹھایا اور اُلٹے قدم پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدۂ انور فرمایا۔ پھر دونوں سجدے کرنے کے بعد منبر شریف پر تشریف لے گئے پھر قرأت کی اور رکوع فرمایا پھر (رکوع سے) سرِ اَنور اُٹھایا اور اُلٹے قدم پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ فرمایا' منبر کا یہ قصہ ہے۔ (اِس سے آگے حضرت) اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا حضرت علی بن عبداللہ مدینی علیہ الرحمہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت اِمام احمد بن حنبل (علیہ الرحمہ) ۝ نے اِس حدیث (شریف) کے بارے پوچھا۔ فرمایا: اِس حدیث شریف کے بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ لوگوں سے اُونچے کھڑے ہوئے تھے تو اِس میں کوئی قباحت نہیں اگر اِمام لوگوں سے اُونچا کھڑا ہو۔ ☆

---

۱۷۱ بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد ا ص ۵۵۔ ۱۷۲ غابہ یعنی اثل ایک لمبا درخت ہے' اِس کی لکڑی سیدھی اور عمدہ ہوتی ہے اور ''غابہ'' مدینہ منورہ سے نو میل دُور ایک مقام ہے' جہاں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اُونٹوں کی چراگاہ تھی۔ تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۶۔ ۱۷۳ ''لوگ اِس درخت کی لکڑی کے برتن بناتے ہیں۔ مشہور درخت ہے اِس کی لکڑی اچھی ہوتی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۷۳)

☆سرورِ کائنات ﷺ تعلیم کے لئے نماز میں منبر شریف پر کھڑے ہوئے تاکہ سارے لوگ نماز کی کیفیت دیکھیں نیز ضرورت کے تحت اِمام مقتدیوں سے اُونچی جگہ کھڑا ہوسکتا ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ اِتنا ہٹنا یا آگے بڑھنا نماز کو نہیں توڑتا۔ عملِ قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ دوسری سیڑھی پر کھڑے تھے اور منبر شریف سے اُترنے اور چڑھنے میں صرف دو قدم ہوتے تھے۔

○ وحید الزماں صاحب نے حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ''ہمارے اِمام اور اہلحدیث کے پیشوا اور اللہ کی بڑی نشانی زمین میں اِمام احمد بن حنبلؒ تھے۔ ہمارے پیرومرشد حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو احمدؒ کی پیروی کی توفیق دے اور اُن کے تابعداروں میں ہمارا حشر کرے۔ آمین یاربَّ العالمین''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۲۷۳ من وعن)

غیر مقلدین یہ کہتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں کہ کسی کی تقلید نہیں کرنی چاہئے جبکہ یہ تمام لوگ خود بہت بڑے مقلد ہیں۔ حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور ابن تیمیہ صاحب کی تقلید پر یہ فخر کرتے ہیں اور اِن دونوں حضرات کی اَندھی تقلید کرتے ہیں۔ اہلِ اِسلام اہلسنّت وجماعت کے نزدیک تقلید بُری چیز نہیں ہے یہ تو اَچھے لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنا ہے اور ربّ کائنات نے یا نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اِسے حرام، کفر، شرک اور ناجائز قرار نہیں دیا۔ سورۃ الفاتحہ شریف میں بڑے واضح اَلفاظ میں اِس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ دُعا کرو: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ ''(اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض ہے) ہمیں سیدھی راہ چلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تیرا اِنعام ہوا''۔ وہ کون ہیں؟۔۔۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ... ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا اِنعام جن پر ہوا، وہ ہیں، انبیاء (کرام علیہم السّلام)، صدیقین، شہداء اور

صالحین''۔ اِن کی پیروی اور اِن کے نقش قدم پر چلنے کا حکم اور تعلیم، حکم ربانی ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے: وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ''اور اُن کی یا اُس کی پیروی کرو جو میری طرف جھکا ہوا ہے''۔ اگر کسی کے پیچھے چلنے کا نام تقلید ہے تو اِس دُنیا میں کون اَیسا ہے جو کسی نہ کسی کے پیچھے نہ چلتا ہو۔ کیا تقلید کی ممانعت صرف اور صرف اِمام الآئمہ' کاشف الغمہ' سراج الاُمّہ حضرت اِمام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی بنیاد پر ہے جبکہ ابنِ تیمیہ صاحب اور حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو قابلِ تقلید مانا جاتا ہے۔ اور اِنہیں زمین پر اللہ عزوجل کی بڑی نشانی کہا جاتا ہے۔ حضرت اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تو تابعین میں شمار ہوئے ہیں اور متقیوں کے بہت بڑے اِمام ہیں۔ بعض حضرات کو اِس بات پر بھی پریشانی ہوتی ہے کہ اُنہیں اِمام اعظم کیوں کہا جاتا ہے؟ اِمام اعظم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کسی بھی مسلمان کا نظریہ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اِمام اعظم کہنے سے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ نہیں بلکہ اِمام اعظم کہنے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فقہ کے جتنے بھی اِمام ہوئے ہیں جیسے حضرت اِمام مالک' حضرت اِمام احمد بن حنبل اور حضرت اِمام شافعی علیہم الرضوان' حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اِن سب سے بڑے ہیں اور بڑے اِمام کو اِمام اعظم کہتے ہیں۔ یہ کیسی بدظنی' بدگوئی اور بدگمانی ہے کہ نادان اور بے علم لوگ اِن کے اِمام اعظم ہونے کی نفی کرنے کے لئے نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِمام اعظم کہتے ہیں' حالانکہ نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول اعظم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں علیہم السّلام سے بڑے ہیں اور اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو لوگ اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اِمام اعظم کہنے سے پریشان ہوتے ہیں اُنہیں محمد علی جناح مرحوم کو پاکستان بننے کے بعد قائداعظم کہنے پر شاید کبھی اعتراض نہیں ہوا ہوگا۔

بڑے لوگوں کو اعظم کہنا کوئی بُری بات نہیں جنہیں ربّ کائنات جل وعلا اعظم اور عظیم بنادے اُن سے حسد نہیں کرنا چاہئے۔ حسد نیکیوں کو اَیسے کھا جاتا ہے جیسے

آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

اپنا کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُوْدِ ۱۷۴ "ہم نبی کریم رءوف ورحیم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے پھر سخت گرمی کی وجہ سے کوئی ہم میں اپنے کپڑے کا کنارہ سجدہ کی جگہ رکھ لیتا"۔ ۝

۝ "امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ سخت گرمی کی حالت میں یا سخت سردی کی حالت میں نمازی اپنا کپڑا بچھا کر اُس پر سجدہ کر سکتا ہے اور ایسے عمل قلیل سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن شافعیہ نے اِس کے خلاف کہا ہے۔ ۱۷۵ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۷۸ من وعن) ☆

☆ اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کسی مسئلے کو جب بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہمارے اِمام، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو غیر مقلدین جو دراصل اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور ابن تیمیہ صاحب کے مقلد ہیں اور اِن کی باتوں کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں، وہ سخت آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ، اِن کو حضرت اِمام اعظم رضی اللہ عنہ سے کیا دشمنی ہے؟ حالانکہ خود بھی اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے مقلِد ہیں۔ جب غیر مقلدین نے بھی حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو اپنا اِمام کہا اور مانا تو پھر اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت پر کس بات کا اِعتراض ہے؟ ہاں! اگر اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بجائے یہ کہیں کہ ہمارے اِمام بھی، اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ ہیں تو پھر مسئلہ دُرست ہو جائے گا۔ معلوم

---

۱۷۴ بخاری جلد ا ص ۵۶ تیسیر الباری جلد ا ص ۲۷۷۔ ۱۷۵ پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا، اُس وقت جائز ہے جبکہ ماتھا زمین پر اچھی طرح جم جائے اور اگر صرف مَس کیا اور داب نہ دی تو سجدہ نہ ہوگا۔ اِس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کپڑا بچھا کر اُس پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

ہوتا ہے تقلید سے دشمنی نہیں دشمنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تو تابعین میں سے ہیں اور جنتی ہیں۔ جن کا تقویٰ اور عظمت و شان مسلّمہ حقیقت ہے۔ جس سے کوئی علم و عقل والا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ کے امام ہیں اور دینِ متین کے عظیم محسن۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ غیر مقلدین جو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے مقلد ہیں، شاید اِس لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے منسوخ شدہ اعمال کو بڑی خوبی اور دلائل سے ثابت کیا ہے۔ جیسے رفع الیدین اور اُونچی آمین کا منسوخ ہونا یا قرأت خلف الامام نہ کرنا وغیرہ۔ غیر مقلدین کے مسلک اور دین کا انحصار رفع الیدین اور اُونچی آمین پر ہے۔ اگر سارے ہی لوگ یہ دونوں کام چھوڑ دیں تو غیر مقلدین کا سلسلہ بقاء ہی باقی نہیں رہتا ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حق پسندی، سچائی اور قرآن وسُنّت کے مطابق صحیح صحیح تعلیم سے چونکہ غیر مقلدین کی بقاء کو خطرہ ہے، اِس لئے وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مخالف ہیں جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو کہ تمام آئمہ کے امام ہیں، ہر معاملہ میں قرآن وحدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو سلام ہے جنہوں نے مسلمانوں کی صحیح صحیح رہنمائی فرمائی ہے اور صحیح معنوں میں سُنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھوالی اور پاسبانی کی ہے۔

اَچھے لوگوں کے نزدیک اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان:

امام الاولیاء قدوۃ الصالحین شہنشاہِ طریقت حضرت سیّدنا علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ اپنی عظیم الشان کتاب **کشف المحجوب** شریف میں فقہ کے امام اعظم امام الآئمہ، کاشف الغمہ، سراج الامہ، حضرت نعمان بن ثابت المشہور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔ امام امامان، مقتدای خلقان، شرف فقها و عزّ علماء ابوحنيفة نعمان بن ثابت الخزاز

رضی اللہ عنہ ۱۷۶ یعنی ''آپ اِماموں کے اِمام (اِمام اعظم' اہلسنّت وجماعت کے) مقتداء وپیشوا' فقہا کیلئے باعثِ شرف اورعلمائے محدثین کیلئے باعثِ عزّت واحترام تھے''۔وی رااندر عبادت و مجاهدت قدمی درست بودست و در اصول طریقت شانی عظیم داشته ۱۷۷ ''آپ عبادت اورمجاہدہ میں نہایت ثابت قدم ہوئے ہیں اورطریقت کے اُصول میں آپ کی بڑی شان ہے''۔ شروع شروع میں آپ نے گوشہ نشینی کا اِرادہ فرمایا تو نبی کریم رءُوف ورحیم رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم خواب میں تشریف لائے اورفرمایا: یا ابا حنیفه! تراسبب زنده گردانیدن سُنّت من کرده اند قصد عزلت مکن ۱۷۸ ''اے ابوحنیفہ(رضی اللہ عنہ)! تجھے (قضاوقدرِ الٰہی نے) میری سُنّت (مبارکہ) زندہ کرنے کا سبب بنادیا ہے' گوشہ نشینی کا اِرادہ نہ کرو''۔

کشف المحجوب شریف میں حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے:۔ میں ملکِ شام میں حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ مؤذنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے پاس سورہا تھا۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو مکہ مکرمہ میں دیکھا اور دیکھا کہ نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لارہے ہیں اور ایک بوڑھے شخص کو اپنی بغل میں لئے ہوئے ہیں جس طرح بچوں کو شفقت سے بغل میں لیتے ہیں۔من پیش دویدم و دردست وپایش بوسه دادم ۱۷۹ ''میں فرطِ محبت میں دوڑا اور نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے (نورانی) ہاتھوں (مبارک) اور (نورانی) پاؤں (مبارک) کو بوسہ دیا''۔اور میں تعجب سے سوچ رہا تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ (جن کو اِتنی شفقت اور محبت سے اُٹھا رکھا ہے۔) وی بر باطن واندیشهٔ من مشرف شد' مراگفت! این اِمام تو واهل دیار تست ۱۸۰ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دِل کے خیال سے آگاہ ہوئے اور مجھے فرمایا: یہ تیرے اِمام

۱۷۶-۱۷۷ کشف المحجوب ص۸۳ فارسی نسخہ تہران۔ ۱۷۸ کشف المحجوب ص۸۴۔۱۸۰-۱۷۹ کشف المحجوب ص۸۶ فارسی نسخہ تہران۔

ہیں اور تیرے ملک والوں کے اِمام ہیں (یعنی اِمام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ)''۔

جماعت اِسلامی کے بانی وسابق امیر کہتے ہیں:

جماعت اِسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے کشف المحجوب شریف کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ۱۸۱ اِس کے دیباچہ طبع اوّل میں میاں طفیل محمد نے لکھا ہے: ''میں چاہتا تھا کہ کسی اَیسے بزرگ کی تعلیمات بھی دیکھی جائیں جسے سب ہی حقیقت وطریقت میں علم وعمل کے لحاظ سے سند (اَتھارٹی) مانتے ہوں۔ مولانا مودودی صاحب ہی سے سُن رکھا تھا کہ اہلِ طریقت میں حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش ایک صحیح الخیال اور بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ جنہیں اِس کوچہ کے سبھی لوگ مقتداء مانتے ہیں اور اُن کی تصنیف کشف المحجوب اِس فن میں سند کا درجہ رکھتی ہے''۔ ۱۸۲

کشف المحجوب شریف کے علمی مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کشف المحجوب ہر زمانے میں علم طریقت میں بے مثل کتاب تصور کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کوئی مُرشد نہ ہو اُسے کشف المحجوب کے مطالعہ سے مل جائے گا'' (من وعن) ۱۸۳ ''دارا شکوہ نے اِس کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت علی ہجویری مُرشدِ کامل ہیں اور کشف المحجوب اُن کی مشہور ومعروف تصنیف ہے۔ کسی شخص کو اِس کی کسی بات پر کوئی کلام نہیں۔ فارسی زبان میں تصوّف پر اِس پایہ کی کوئی کتاب نہیں''۔ ۱۸۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے پیچھے ایک جیسا دیکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ

---

۱۸۱ جسے اِسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ ۱۸۲ دیباچہ طبع اوّل ص ۲۶ (من وعن) ۲۵ مئی ۱۹۶۲ء۔ ۱۸۳ ص ۵۱۔ ۱۸۴ ص ۵۱ من وعن۔

وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ ۱۸۵

''کیا تم سمجھتے ہو میرا منہ اُدھر ہے (یعنی قبلہ کی طرف میں تم کو نہیں دیکھتا) اللہ (عزوجل) کی قسم! (بات یہ ہے) مجھ سے نہ تمہارا سجدہ چھپا ہوا ہے اور نہ تمہارا رکوع میں پیٹھ کے پیچھے تم کو دیکھ رہا ہوں''۔ ۝

۝ بقول وحید الزماں صاحب کے:۔ اِس میں علماء کا اِختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا' دیکھنے سے مراد علم ہے آپ کو وحی یا اِلہام سے لوگوں کے حال معلوم ہو جاتے۔ بعضوں نے کہا یہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کو پیٹھ کے پیچھے سے اُسی طرح دکھائی دیتا جیسے کوئی سامنے سے دیکھتا ہے۔ امام بخاریؒ اور ہمارے اِمام احمد بن حنبلؒ کا یہی قول ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کی طرح دو آنکھیں تھیں جن سے آپ پیچھے کی چیزیں دیکھ لیتے۔ واللہ اعلم (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۹۴) ☆

☆ ''اِس میں علماء کا اِختلاف ہے؟ علماء کے اِختلاف کی کیا حقیقت ہے؟ یہ تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی زبانِ وحی ترجمان سے بیان ہو رہا ہے کہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں''۔ جو لوگ اپنے آپ کو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی مثل کہتے ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) کیا اُن کے مونڈھوں کے درمیان بھی دو آنکھیں ہیں' ثابت کریں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کی برکتیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا

۱۸۵ تیسیر الباری جلد ا ص ۲۹۴' بخاری جلد ا ص ۵۹' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۶۷ حدیث نمبر ۳۶۰۶' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۵' ۳۶۵' ۳۰۳' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۷۳' کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۴۸۱۔

قَالُوْهَا وَصَلُّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَ ذَبَحُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ۱۸۶

''مجھے حکم ہوا ہے، میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں جب وہ یہ کہہ لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلے کی طرف (نماز میں) منہ کریں اور ہمارے طریقہ سے جانور ذبح کریں تو ہم پر اِن کے جان اور مال حرام ہو گئے مگر کسی حق کے بدلے (یعنی جیسے کسی کا خون کریں تو اُن سے قصاص لیا جائے گا یہ اور بات ہے) اور اُن کا حساب اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) پر رہے گا''۔ ۝

۝ یعنی اگر اُن کے دل میں بے ایمانی ہو تو قیامت میں اللہ اُس سے سمجھ لے گا۔ جب یہ تینوں باتیں کریں گے تو دُنیا میں اُن پر اِسلام کے اَحکام جاری ہو جائیں گے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۲۸۱ من وعن)

دوزخ کی آگ حرام اور جنت میں داخلہ:

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ ۱۸۷ ''جو یہ گواہی دے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم)

---

۱۸۶ شرح السنہ جلد ا ص ۹۶، بخاری حدیث نمبر ۳۹۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۰۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۴۱، بخاری حدیث نمبر ۳۹۲۵، مسلم حدیث نمبر ۲۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۴۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۹۷۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۵، مشکوٰۃ حدیث ص نمبر ۱۲، مرقاۃ جلد ا ص ۱۴۹ حدیث نمبر ۱۲۔ ۱۸۷ مشکوٰۃ ص ۱۵، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۱۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۳۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۳، کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۹-۱۶۸۳۹۔

کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (ﷻ) کے رسول (ﷺ) ہیں۔ اللہ (ﷻ) اُس پر دوزخ کی آگ حرام فرمائے گا"۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی (کریم رءُوف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۱۸۸ "جو شخص یہ جانتے مانتے مر گیا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' جنت میں داخل ہوگا"۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَاقَالَ عَبْدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا قَطُّ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ ۱۸۹

"بندہ جب خلوصِ دِل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اُس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وِرد کرنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے"۔

اَفضل شعبۂ ایمان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ ۱۹۰

---

۱۸۸ مشکوٰۃ ص ۱۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۶۹-۶۵' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۳-۱۸۹ مشکوٰۃ ص ۲۰۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۴' ترمذی حدیث ۳۵۹۰-۱۹۰ مشکوٰۃ ص ۱۲ حدیث نمبر ۵' مسلم حدیث نمبر ۵۸' بخاری حدیث نمبر ۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۶۷۶' نسائی حدیث نمبر ۵۰۰۵' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۱۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۹' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۳۳۔

''ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں' اُن میں اَفضل ترین یہ کہنا ہے' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سب سے ادنیٰ' تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کا شعبہ ہے''۔

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی برکات:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِيْرَةٍ مِنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ [۱۹۱]

''جس نے لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ کہا اور اُس کے دِل میں جَو برابر بھلائی (ایمان) ہو تو وہ ایک نہ ایک دن ضرور دوزخ سے نکلے گا اور جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ کہا اور اُس کے دِل میں گیہوں کے دانے کے برابر بھلائی ہو وہ (ایک نہ ایک دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا اور جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا' اُس کے دِل میں ذرّہ برابر بھلائی (ایمان) ہو تو وہ (ایک دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اِس حدیث شریف (من ایمان) مکان (من خیر) من خیر کی جگہ میں ایمان ہے۔

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کیلئے حجاب نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول

۱۹۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۱' ترمذی حدیث نمبر ۳۵۹۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۱۶۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلتَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَأُہٗ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰہِ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْہِ ۱۹۲ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ آدھی میزان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِسے بھر دے گی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی آڑ نہیں۔ یہ سیدھا اُس تک پہنچتا ہے''۔

افضل الذکر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. ''بزرگ ترین (افضل ذکر) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے مراد پورا کلمہ شریف ہے جس میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بھی شامل ہے ورنہ صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو بہت سے منافق' کفار اور اِبلیس وغیرہ بھی پڑھتے ہیں جس چیز سے اِنسان مومن بنتے ہیں وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ہے۔ چونکہ کلمہ شریف پڑھنے سے:۔

(۱) کفر کی گندگی دُور ہوتی ہے۔ (۲) اِسے پڑھ کر کافر مومن ہوتا ہے۔ (۳) اِس سے دِل کا زنگ دُور ہوتا ہے۔ (۴) اِس سے غفلت جاتی رہتی ہے۔ (۵) دِل میں بیداری آتی ہے۔ (۶) یہ حمدِ الٰہی اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ کا مجموعہ ہے، اِس لئے اَفضل الذکر ہے۔

مسلمان ہونے کیلئے صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا کافی نہیں ہے جب تک اِس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ منضم نہ ہو (یعنی ملا ہوا یا شامل نہ ہو)۔ کلمۂ شہادت کا پہلا جز سارے کلمہ کی خبر دیتا ہے یعنی جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ مسلمان ہے جیسے کہا جاتا ہے میں نے اَلٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ' پڑھا اور اِس سے مراد ساری سورۂ بقرہ ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں دو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

---

۱۹۲ مشکوٰۃ ص ۲۰۲' ترمذی حدیث نمبر ۳۵۱۸' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۶۳' ۳۷۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۷' ۴۲۸۔

کے مقدّس کلمات آتے ہیں۔

(۱) سورۃ الصفات کی آیت نمبر ۳۵ میں۔

(۲) سورۃ محمد ﷺ کی آیت نمبر ۱۹ میں۔

جبکہ ایک مرتبہ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** (ﷺ) کے مقدس نورانی کلمات سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ میں آتے ہیں۔ یہ دونوں آیاتِ مبارکہ ملائیں تو کلمہ طیّبہ بنتا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ:

حدیثِ پاک میں آتا ہے: (یَشْهَدُ اَنْ) **لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** (وَاَنَّ) **مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کئی اَحادیثِ مبارکہ میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا ذکر آتا ہے اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا اِقرار کرنے والا موحّد، ایمان والا کہلاتا ہے۔ اِس سلسلہ میں یہ بات اَظہر من الشّمس ہے کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اُسی کا کہنا مقبول ہے جس نے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** (ﷺ) کو مان کر اور آپ ﷺ کے فرمانے سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا اِقرار کیا، وہ جنّتی اور ایمان والا ہے۔

کیونکہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** والی جتنی بھی اَحادیثِ مبارکہ کتبِ اَحادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں۔ اُن تمام اَحادیثِ مبارکہ کے تمام راویوں نے یہی بات کہی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** کہا''۔ تو یہ حقیقت واضح ہے جس نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے فرمانے سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہا، وہ مسلمان ہے اور جس نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا اِنکار کر کے کہا، بالیقین وہ کافر ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عرش پر لکھا ہوا ہے:

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا اَذْنَبَ آدَمُ الذَّنْبُ الَّذِیْ اَذْنَبَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا غَفَرْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ مَنْ مُحَمَّدٌ فَقَالَ تَبَارَکَ اِسْمُکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَأْسِیْ اِلٰی عَرْشِکَ فَاِذَا فِیْهِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ لَیْسَ اَحَدٌ اَعْظَمُ عِنْدَکَ قَدْرًا مِمَّنْ جَعَلْتَ اِسْمَهُ مَعَ اِسْمِکَ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ یٰادَمُ اَنَّهُ آخِرُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ وَلَوْلَا هُوَ مَا خَلَقْتُکَ ۱۹۳

''جب حضرت آدم علیہ السلام سے وہ لغزش ہوئی (جس کی وجہ سے جنت سے دُنیا میں بھیج دیئے گئے وہ ہر وقت روتے رہتے تھے اور دُعا و اِستغفار کرتے رہتے تھے) تو ایک مرتبہ رُخِ مبارک آسمان کی طرف فرمایا اور عرض کیا' یا اللہ (جلّ جلالک) میں (حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی طرف وحی فرمائی: کون محمد (ﷺ) جن کے وسیلہ سے تو نے مغفرت کی دُعا کی ہے؟ عرض کیا' (یا اللہ جلّ جلالک) جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں سمجھ گیا تھا''۔ (حضرت) محمد (ﷺ) سے اُونچی کوئی ہستی نہیں ہے جن کا نام (پاک) تو نے اپنے اِسم (مبارک) کے ساتھ رکھا ہے۔ تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی طرف وحی فرمائی کہ وہ خاتم النبیین (ﷺ) ہیں۔ وہ تمہاری اَولاد میں سے ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے''۔

(۲) حضرت ابنِ عساکر اور ابنِ عدی علیہما الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَمَّا عُرِجَ بِیْ رَأَیْتُ

۱۹۳ درمنثور جلد ا ص ۱۴۲' دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۴۸۵' خصائص کبریٰ جلد ا ص ۶' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۳۸۔

عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ ۱۹۴ ''شبِ معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں نے عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا دیکھا (اور ساتھ یہ بھی دیکھا) کہ سر بلندی کے ساتھ اِن کی تائید کی گئی''۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۹۵ ''جنت کے دروازے پر لکھا ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ''۔

ایمان باللہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' قبیلہ عبدالقیس کا نمائندہ وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' رسول اللہ ﷺ نے اُس قبیلہ یا قوم کا استقبال کیا' رسول اللہ ﷺ نے اَمَرَھُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ. ''اُنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) پر ایمان لانے کا حکم فرمایا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ''کیا تم جانتے ہو اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانا کیا ہے؟'' تو اُنہوں نے جواب میں عرض کیا' اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ''اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اور اُس کے (پیارے) رسول (ﷺ) خوب جانیں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ ۱۹۶ ''یہ گواہی دینا کہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (جل جلالہ) کے رسول (ﷺ) ہیں اور نماز قائم رکھنا' زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔

---

۱۹۴ مستدرک حاکم جلد ۵ ص ۲۱۹' خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۷۔ ۱۹۵ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۷' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۱' کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۰۴۳' ۳۳۰۴۴۔ ۱۹۶ بخاری حدیث نمبر ۵۳' مسلم حدیث نمبر ۱۷' مشکوٰۃ ص ۱۳ حدیث نمبر ۱۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۵۹۔

اِسلام کے پانچ بنیادی اَرکان:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ ۱۹۷ اِسلام پانچ چیزوں پر قائم ہے:۔(۱) اِس بات کی گواہی دینا کہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول (ﷺ) ہیں۔(۲) نمازِ (پنجگانہ) قائم کرنا۔(۳) زکوٰۃ دینا۔(۴) حج کرنا۔اور (۵) (ماہِ) رمضان (المبارک) کے روزے رکھنا۔

اِسلام کیا ہے؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن ہم نبی اللہ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر تھے کہ ایک آدمی ہمارے سامنے نمودار ہوا۔ جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بال کالے سیاہ تھے۔اُس پر آثارِ سفر ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اُسے جانتا بھی نہ تھا یہاں تک کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس آکر بیٹھا اور اپنے گھٹنے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے (نورانی) گھٹنوں (مبارک) سے مَس کردیئے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے اور عرض کیا:۔

یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ، قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ۱۹۸

---

۱۹۷ بخاری حدیث نمبر ۸، مسلم حدیث نمبر ۱۶، نسائی حدیث نمبر ۵۰۰۱، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۰۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۔ ۱۹۸ مسلم حدیث نمبر ۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۹۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۶۳، مسند احمد جلد ۱ ص ۵۱، مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۰۶، مشکوٰۃ ص ۱۱۔

''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اِسلام کے متعلق بتایئے۔ فرمایا: اِسلام یہ ہے۔ (۱) تم گواہی دو کہ اللہ (جل جلالہ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے رسول (ﷺ) ہیں۔ (۲) نمازِ (پنجگانہ) قائم کرو۔ (۳) زکوٰۃ اَدا کرو۔ (۴) (ماہِ) رمضان (المبارک) کے روزے رکھو اور (۵) حج بیت اللہ (شریف) کرو اگر تم وہاں جانے کی اِستطاعت رکھتے ہو''۔

صالحین کے آثار سے برکت لینا:

حضرت موسیٰ بن عُقبہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دیکھا کہ وہ (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے) راستے میں کئی جگہوں کو ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کہ اُن کے باپ (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اُن مقاموں پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضرت موسیٰ بن عُقبہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا' مجھ سے حضرت نافع (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا' اُنہوں نے حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے کہ وہ اُن مقاموں پر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے حضرت سالم (رضی اللہ عنہ) سے اُن مقاموں کا پوچھا تو اُنہوں نے سارے وہی مقام بتلائے جو نافع نے کہے تھے، فقط شرف الروحاء کی مسجد میں دونوں نے اِختلاف کیا۔ ۝

۝ شرف روحاء ایک مقام ہے' مدینہ منورہ سے چھتیس میل پر' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے باب میں یہ فرمایا ہے کہ یہ جنت کی ایک وادی ہے اور مجھ سے پہلے ستر پیغمبر وہاں نماز پڑھ چکے ہیں اور حضرت موسیٰؑ بھی حج یا عمرے کا اِحرام باندھے' وہاں سے گزرے تھے۔ حافظ نے کہا عبداللہ بن عمرؓ اِن مقاموں کو بطور تبرک کے ڈھونڈھتے اور وہاں نماز پڑھتے تھے''..... ''اور عتبان کی حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا دُرست ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۳۷، ۳۳۶)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں بیٹھے نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مقدسہ سنا رہے تھے۔ دورانِ ذکر احادیثِ مبارکہ مسجد نبوی شریف بنانے کا ذکر آیا۔ فرمانے لگے:

كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ، قَالَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ ۱۹۹

''ہم ایک ایک اینٹ اُٹھا رہے تھے اور (حضرت) عمار (بن یاسر رضی اللہ عنہ) دو دو اینٹیں اُٹھا رہے تھے۔ نبی (کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے (حضرت) عمار (بن یاسر رضی اللہ عنہ) کو دیکھا تو اُن کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے' ہائے اَفسوس! عمار (رضی اللہ عنہ) کو باغی لوگ شہید کر ڈالیں گے یہ اُن کو بہشت کی طرف بلائیں گے اور وہ اُنہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے اور حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں (حضرت) عمار (بن یاسر رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ مانگتا ہوں''۔ ۞

۞ ''جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا' عمار جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے تھے اور معاویہؓ والوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۳۱۵ من وعن) ☆

☆ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی زبان مبارک سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی''۔

---

۱۹۹ تیسیر الباری جلد ا ص ۳۱۴' بخاری جلد ا ص ۶۴۔

مسجد میں شعر پڑھنا:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے گواہی چاہتے تھے: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ ' هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ اَجِبْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ' قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ [۲۰۰] ''تمہیں اللہ (عزوجل) کی قسم! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا' اے حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے رسول (ﷺ) کی طرف سے کافروں کو جواب دے۔ یا اللہ (جلّ جلالک)! روح القدس (علیہ السلام) سے حسان (رضی اللہ عنہ) کی مدد فرما۔ (حضرت) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہاں بے شک''۔ ۝

۝ ''میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ حسانؓ مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن پر انکار کیا۔ تب حسانؓ نے ابو ہریرہؓ کو گواہ کر کے یہ حدیث بیان کی اور کہا میں تو مسجد میں اُن کے سامنے شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے۔ حسان کافروں کی ہجو کا جواب دیتے اور پیغمبر ﷺ کی حمایت کرتے معلوم ہوا کہ عمدہ شعر جن میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی تعریف ہو اور دین کی تائید ہو مسجد میں پڑھنا دُرست ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۱۷ من وعن)

اَندھیری رات میں دو نور:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے اَصحاب میں سے دو اَشخاص (حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) اَندھیری رات میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس سے نکلے

---

[۲۰۰] تیسیر الباری جلد ا ص ۳۱۷' بخاری جلد ا ص ۶۴۔ مسلم حدیث نمبر ۱۹۹۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۳۷۔

(اپنے گھر جانے کو) اُن کے ساتھ (نور) کے دو چراغ ہو گئے جو اُن کے آگے آگے روشنی دے رہے تھے۔ جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ رہ گیا جو گھر تک ساتھ رہا۔ ۝

۝ ''یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا اور آپ کی صحبت کی برکت تھی جو نور آخرت میں ملنے والا ہے اُس کا ایک شُعبہ دنیا ہی میں اُن کو دکھائی دیا''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۳۲۵ من وعن) ☆

☆ جب آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والوں کو آپ ﷺ کی برکت سے نور حاصل ہوتا ہے تو آپ ﷺ کی عظمت وشان کا کیا عالم ہے؟ نور کا اِنکار کرنے والے آنکھیں کھول کر بخاری شریف پڑھا کریں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا اِنسان سمجھ کر اُن کی حیاتِ مبارک کا مطالعہ نہ کریں بلکہ اپنا آقا و مولا و محبوب نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ یقین جان کر مطالعہ کریں پھر اِنشاء اللہ تعالیٰ سینہ بھی نورانی ہوگا اور مسئلہ نور بھی حل ہو جائے گا۔

بااِختیار نبی کریم ﷺ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:-

خَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ ص فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ؟ اَنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْعَبْدُ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمُنَا فَقَالَ: یَا اَبَا بَکْرٍ لَا تَبْکِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْ

بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِيْ لَا اتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةُ اَحَدٍ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ ۲۰۱

''نبی کریم (رءُوف ورحیم) ﷺ نے خطبہ شریف اِرشاد فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ایک بندے کو اِختیار عطا فرمایا ہے چاہے دُنیا میں رہے' چاہے تو جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے پاس ہے اُس کو اِختیار کرے' اُس نے وہ پسند کیا جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے پاس ہے۔ i☆ یہ سن کر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رو دیئے۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دِل میں کہا' یہ بوڑھا کیوں روتا ہے؟ (اِس کو کیا پریشانی ہے؟) اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اپنے ایک بندے کو دنیا یا آخرت کا دونوں میں سے جس کو وہ چاہے اِختیار دیا ہے اُس نے آخرت کو اِختیار کیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا بندے سے مراد خود نبی کریم (رءُوف ورحیم ﷺ) کی ذاتِ اَقدس ہے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہم سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ نبی کریم (رءُوف ورحیم ﷺ) نے فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنک) روؤ نہیں اور فرمایا: ''تمام لوگوں میں کسی کے مال اور صحبت کا اِحسان مجھ پر اِتنا نہیں جتنا (سیّدنا حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کا ہے''۔ ii☆ اور اگر میں اپنی اُمّت کے لوگوں میں سے کسی کو (خلیل) جانی دوست بناتا تو (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو جانی دوست بناتا۔ (جانی دوستی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ہوسکتی۔) اَلبتہ اِسلام کی برادری دوستی ہے۔ دیکھو مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رہے بند کر دیا جائے مگر (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کا دروازہ کھلا رہے''۔ iii☆

---

۲۰۱ بخاری جلد ا ص ۶۶' تیسیر الباری جلد ا ص ۳۲۶' تفہیم البخاری جلد ا ص ۸۱۷' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۷۵' فتح الباری جلد ۷ ص ۱۴' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۹۰

i ☆ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو اِختیار عطا فرمایا چاہے وہ دُنیا میں رہیں چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس آجائیں۔ کیا وہ لوگ جو بے علمی اور عقل ناقص کی بندگی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ بھی ہماری مثل بشر ہیں۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) کیا اُن میں سے کسی کو ایسا اِختیار ملا ہے؟ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کو معصوم یقین جان کر اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی برگزیدہ اور پسندیدہ ہستیاں سمجھ کر زبان کھولنی چاہئے۔ اُن کی گفتگو بمطابق وحی ہوتی ہے۔

ii ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ وَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۲۰۲ ''مجھے کسی کے مال نے اِتنا نفع نہ دیا جتنا (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا ہے (یہ بات سن کر حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال سب آپ ہی کا ہے''۔ نبی کریم (رءُوف ورحیم) ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گفتگو قابل غور ہے۔

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مجھے جتنا (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے مال نے فائدہ دیا ہے کسی کے مال نے اُتنا فائدہ نہیں دیا اور جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں میں اور میرا مال آپ ﷺ کے لئے ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ صاحبِ اِسلام، صاحبِ قرآن ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحبِ اِسلام اور صاحبِ قرآن کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

اِنہیں معلوم ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت ہے۔ نیز وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ ''ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ)

---

۲۰۲ ابن ماجہ ص ۱۰، حدیث نمبر ۹۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۶۰۸، ۳۵۶۴۸، ۳۲۵۷۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳، کنز العمال جلد ۱ ص ۸۴۹۔ ترمذی حدیث نمبر ۳۶۶۱۔

کے لئے ہیں''۔ بعض بے علم اور نادان لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں۔ ابو بکر صدیق کا مال اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' میں اور میرا مال آپ (ﷺ) کیلئے۔ اِس سے معلوم ہوا جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کا نام لیا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے اُن کا عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں۔ اَیسے لوگوں کو توبہ کر کے مکمل صحیح اِسلامی عقائد کو اپنا کر اپنی زندگیاں اِسلامی قواعد وضوابط کے مطابق دُرست کرنی چاہئیں۔

iii☆ سرورِ کائنات ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اِس میں اُن کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس فضیلت میں اُنہی کو مخصوص فرمایا اور اِس میں کسی کو شریک نہ فرمایا۔ اِس کی بہترین تاویل خلافت ہی ہو سکتی ہے پھر اِس کی تاکید اِس طرح بھی ہوتی ہے کہ جس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے مسجد بنائی' وہ نماز تھی۔ اِس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِمامت کیلئے اُن کو حکم فرمایا' اِسی لئے اُن کا دروازہ بند نہ فرمایا کہ اِس سے وہ اِمامت کیلئے مسجد میں داخل ہوں۔ دینِ اِسلام میں تمام اُمور سے اہم اَمر نماز ہے۔ آپ ﷺ نے نماز میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا حتیٰ کہ اُن ایّام میں کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کی اِجازت نہ دی یہاں تک کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نماز پڑھانے سے روک دیا۔

سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر اپنی جان و مال خرچ کرنے میں میرے اُوپر بڑا اِحسان کیا ہے۔ میرا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت سے معمور اور بھرا ہوا ہے اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں وگرنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت کو دِل میں جگہ دیتا۔

خیال فرمائیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت کا کیا پیارا اَنداز ہے کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) اِس لائق ہیں

کہ اُن کو خلیل بنایا جاتا اگر مانع نہ ہوتا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت اور محبت سے میرا دِل بھرا ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں اَلفاظ ہیں اگر میں لوگوں میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن اِسلامی خِلّت اور محبت اَفضل ہے۔

نبی کریم ﷺ کے پاس آنا' اللہ عزوجل کے پاس آنا ہے:

حضرت ابو واقد لیثی حارث بن عوف صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے فرمایا ایک بار نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ اِتنے میں تین آدمی آئے دو تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس (مسجد میں) چلے آئے اور ایک وُہیں سے چل دیا۔

فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَرَای فُرْجَۃً فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَھُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاھِبًا لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ الثَّلَاثَۃِ؟ اَمَّا اَحَدُھُمْ فَاٰوٰی اِلَی اللّٰہِ فَاٰوَاہُ اللّٰہُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیَا فَاسْتَحْیَا اللّٰہُ مِنْہُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ [۲۰۳]

یعنی" دو جو آئے تھے اُن میں سے ایک نے حلقے میں خالی جگہ دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرے کو جگہ نہ ملی وہ اُن لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو باہر سے ہی پیٹھ موڑ کر چل دیا۔ جب آپ ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (لوگو!) میں تم سے اُن تین آدمیوں کا حال بیان کرتا ہوں اُن میں سے

---

۲۰۳ بخاری جلد ۱ ص ۶۸' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۳۳۱' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۶۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۷۲۴' مسلم حدیث نمبر ۲۱۷۶' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۰۳۔

ایک نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے پاس ٹھکانا لیا' اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُسے جگہ دی' دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی' اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بھی اُس سے حیاء فرمائی۔ تیسرے نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے منہ پھیرا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بھی اُس سے اِعراض فرمایا''۔ ۞

۞ آپ لوگوں کو دین کی باتیں سنا رہے تھے اور لوگ آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ اِس حدیث سے مسجد میں حلقے باندھنے کا جواز نکلتا ہے تحصیل علم یا ذکر الٰہی کے لئے۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۳۱ من وعن) ☆

☆ جو لوگ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنے کو بدعت کہتے ہیں وہ اپنی کم علمی پر اَفسوس کرتے ہوئے آئندہ اِحتیاط سے کام لیں اور بغیر سوچے سمجھے ہر بات کو بدعت کہنے سے پرہیز کریں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے طفیل:

سبحان اللہ! حضرت عمرؓ کی بھی کیا ذات تھی جب تک وہ رہے کیا مجال تھی کہ کوئی چون کرے۔ موافق مخالف سب تھراتے رہے۔۔۔۔ اللہ رافضیوں کو ہدایت کرے جو حضرت عمرؓ کے سے حامیٔ اِسلام اور حافظِ مسلمین کو بُرا جانتے ہیں جن کے طفیل سے اَب تک اِسلام کا نام قائم ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ

(تیسیر الباری جلد ا ص ۳۶۱ من وعن)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

حضرت اِمام مالک علیہ الرحمہ نے خبر دی اُنہوں نے (حضرت) ابو النضر سالم بن ابی اُمیّہ علیہ الرحمہ سے جو حضرت عمر بن عبید اللہ علیہ الرحمہ کے غلام تھے اُنہوں نے حضرت بسر بن سعید علیہ الرحمہ سے کہ حضرت زید بن خالد علیہ الرحمہ نے اُن کو حضرت ابو جہیم عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ اُنہوں نے

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے کے بارے میں کیا سُنا ہے؟ حضرت ابوجہیم عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَھْرًا اَوْ سَنَۃً ۲۰۴ ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا یہ معلوم کر لے کہ اُسے کتنا گناہ ہے تو اُس کو چالیس تک کھڑے رہنا' اُس کے سامنے سے نکل جانے سے بہتر معلوم ہوتا''۔ حضرت ابوالنصر (علیہ الرحمہ) نے کہا' مجھے یاد نہیں رہا کہ حضرت بسر بن سعد رضی اللہ عنہ نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ ۝

۝ ''ابنِ حبان اور ابنِ ماجہ کی روایت میں سو برس ہیں۔ بزار کی روایت میں چالیس خریف ہیں۔ نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے' بعضوں نے گناہ کبیرہ کہا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۵۰ من وعن)

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جو شخص قصداً نمازی کے آگے سے گزرے۔ حضرت ابنِ بطال علیہ الرحمہ نے کہا' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے سے ایک سال کھڑے رہنا بہتر ہے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا' زمین میں دھنسایا جانا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔

حضرت علامہ عینی علیہ الرحمہ نے کہا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ کبیرہ ہے۔ نمازی کے آگے کی جگہ جہاں سے گزرنا ممنوع ہے' وہ یہ ہے کہ جب حالتِ قیام میں سجدہ گاہ پر نظر کرے تو جہاں تک اُس کی نگاہ پھیلے وہ سجدہ گاہ ہے وہاں سے گزرنا منع ہے۔ لَوْ یَعْلَمُ کا یہ مفہوم ہے کہ گناہ اُس کو ہوگا جو نہی کو جانتے ہوئے اِس کا مرتکب ہو۔

---

۲۰۴ بخاری جلد ا ص ۷۳' مسلم حدیث نمبر ۲۶۱/۵۰۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۷۰۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۴۵' ترمذی حدیث نمبر ۳۳۶' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۶۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۶۸' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۶۱' مشکوٰۃ ص ۷۴ حدیث نمبر ۷۶۷' مسند ابو عوانہ جلد ۲ ص ۴۴' الترغیب والترہیب جلد ا ص ۳۷۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۴۸' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۷۱' تلخیص الحبیر جلد ا ص ۲۸۶

رسول اللہ ﷺ لوگوں کی فطرتوں سے باخبر ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ یعنی ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک کونسا عمل محبوب ہے''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا ''نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا''۔ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' پھر کون سا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بِرُّ الْوَالِدَیْنِ ''ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا''۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا' پھر کون سا عمل محبوب ہے؟ تو حضور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۲۰۵ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنا''۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں اگر میں اور پوچھتا تو رسول اللہ ﷺ اور زیادہ بیان فرماتے۔ ۝

۝ ''دوسری حدیثوں میں جو اور کاموں کو اَفضل بتلایا ہے وہ اِس کے خلاف نہیں۔ آپ ﷺ ہر شخص کی حالت اور اِستعداد اور لیاقت کو دیکھ کر اُس کے لئے جو کام سب سے افضل ہوتا' وہ بیان فرماتے۔ دوسرے وقت اور موقع کا ہی لحاظ ہونا چاہئے مثلاً جب کافر غلبہ کریں تو جہاد سب کاموں سے اَفضل ہوگا یا جب قحط یا گرانی ہو' لوگوں کو کھانے کی اِحتیاج ہو تو کھانا کھلانا سب سے اَفضل ہوگا''۔

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۶۲ من وعن) ☆

☆ ''رسول اللہ ﷺ نگاہِ نبوت سے جانتے اور پہچانتے تھے کہ کون سا عمل

---

۲۰۵ تیسیر الباری جلد۱ ص ۳۶۲' بخاری جلد۱ ص ۷۶' شرح السنۃ جلد۲ ص ۵' مسلم حدیث نمبر ۱۳۹-۸۵' صحیح ابن خزیمہ جلد۱ ص ۱۶۹' دار قطنی جلد۱ ص ۲۴۶' مسند احمد جلد۱ ص ۴۳۹-۴۱۸-۴۴۴' جلد ۵ ص ۳۶۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۲۱۵' مسند ابوعوانۃ جلد۱ ص ۳۴۳-۶۴-۶۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص ۲۴' کنز العمال حدیث نمبر ۴۴۲۹۵-۲۱۶۱۸۔

کس عادت اور کس مزاج کے آدمی کے لئے ہے تو آپ ﷺ اُس کی نفسیات اور مزاج کو جانتے ہوئے جواب اِرشاد فرماتے اگر وہ کھانا کھلانے میں تنگ دِل ہوتا تو آپ ﷺ اُس کو فرماتے کھانا کھلانا سب سے اَچھا عمل ہے۔ اگر کوئی شخص کسی عمل میں دوام اور ہمیشگی نہ رکھتا اور وہ پوچھتا کہ سب سے اَچھا عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ اُسے فرماتے' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ کے نزدیک بہترین عمل وہ ہے جس میں ہمیشگی اور دوام ہو۔ جو شخص سلام کرنے میں پہل کرنے سے پس وپیش کرتا' اُس کو فرماتے ہر واقف اور ناواقف کو سلام کہنا اَچھا عمل ہے۔ اِسی طرح ایک حدیث شریف میں ہے بہترین عمل یہ ہے کہ مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کے علم کے متعلق اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کتاب الصلوٰۃ کے ضمنی باب کِتَابُ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰی الظُّھْرَ فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ السَّاعَۃَ فَذَکَرَ اَنَّ فِیْھَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیْئٍ فَلْیَسْئَلْ' فَلَا تَسْئَلُوْنِی عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا

''رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد' باہر جلوہ اَفروز ہوئے اور نماز ظہر پڑھائی۔ پھر منبر مبارک پر جلوہ اَفروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا۔ فرمایا: اِس میں بڑی بڑی باتیں ہوں گی۔ ۝ پھر فرمایا: جس نے مجھ سے کوئی بات پوچھنی ہے وہ پوچھ لو' جب تک میں اِس مقام پر ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھو

گے میں تم کو بتلاؤں گا۔

فَاَکْثَرُوا النَّاسُ الْبُکَاءَ وَاَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَقَامَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ السَّھْمِیُّ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ؟ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَۃُ ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَبَرَکَ عُمَرُ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَسَکَتَ

''یہ سن کر لوگ (خوف کے مارے) رونے لگے اور آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے جاتے تھے جو پوچھنا ہے پوچھو تو (حضرت) عبداللہ بن حذافہ سہمی (رضی اللہ عنہ) اُٹھے اور عرض کیا میرا باپ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ کا نام حذافہ ہے۔ پھر اکثر یہ فرماتے رہے پوچھو پوچھو۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل (بڑے اَدب و اِحترام سے) بیٹھ کر عرض کرنے لگے (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے رب ہونے' اِسلام کے دین ہونے اور (حضرت) محمد (ﷺ) کے نبی (ﷺ) ہونے سے راضی ہوئے۔ تب آپ ﷺ نے سکوتِ اِختیار فرمایا۔ بعدازیں آپ ﷺ نے فرمایا: عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِیْ عَرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ الْخَیْرَ وَالشَّرَّ ۲۰۶

''اَبھی اَبھی اِس دیوار کے عرض میں جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئی میں نے نہ اَیسی کوئی عمدہ چیز دیکھی جیسے بہشت تھی اور نہ کوئی ایسی بُری چیز دیکھی جیسے دوزخ تھی''۔

○ ''آپ ﷺ کو خبر پہنچی تھی کہ منافق لوگ اِمتحان کے لئے آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ اِس لئے آپ ﷺ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ جو تم چاہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ عبداللہ بن حذافہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا کہتے' اِس لئے اُنہوں نے پوچھا کہ واقعی میرا باپ کون تھا؟ لوگ خوف کے مارے رونے لگے' سمجھے کہ اَب خدا کا عذاب

---

۲۰۶ تیسیر الباری جلد ا ص ۳۶۹' بخاری جلد ا ص ۷۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۶۲' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۷۵۔

آئے گا یا قیامت کے ڈر سے رو دیئے۔ بہشت و دوزخ چھوٹی کر کے سامنے لائی گئیں یا اُن کا نمونہ دکھلایا گیا یا وہاں سے دونوں مقاموں تک راہ کھل گئی"۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۳۶۹ من وعن) ☆

☆ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْأَلْ فَلَا تَسْئَالُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ "جو شخص کسی شے کے بارے میں پوچھنا پسند کرتا ہے تو پوچھ لے تم مجھ سے کوئی شے نہ پوچھو گے مگر اُس سے خبردار کر دوں گا"۔

یہ اِرشادِ مبارک بتاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر شے کا تفصیلی علم عطا فرمایا تھا۔ اگر بالفرض اُس وقت کوئی شخص آپ ﷺ سے علوم خمسہ جو سورۂ لقمان میں مذکور ہیں، سے متعلق پوچھ لیتا تو اُن کو یقیناً سیّد عالم ﷺ بیان فرماتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے ہر شے کا علم ماننا شرک ہے اور اِس حدیث شریف کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وقتی طور پر آپ ﷺ کو ہر شے کے علم کا مکاشفہ ہو گیا تھا اور مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا یعنی "جب تک میں اِس جگہ کھڑا ہوں"۔ اِس مکاشفہ پر قرینہ ہے مگر اُن کی یہ تاویل بے سُود ہے کیونکہ اگر ہر شے کا علم کسی کے لئے ماننا شرک ہے اور حال یہ ہے کہ شرک ایک لمحہ کے لئے بھی حرام ہے تو کیا مکاشفہ کے وقت ہر شے کا علم ماننا شرک نہ ہوگا تو اِیمان کا کون سا حصّہ ہوگا اور یہ ناممکن ہے کہ ایک ہی شے ایک وقت میں شرک اور دوسرے وقت میں شرک نہ ہو۔ شرک تو بہر حال شرک ہی ہے اگرچہ ایک لمحہ ہی کے لئے ہو پھر سرورِ کائنات ﷺ کا ہر شے پر مطلع ہونا کیسے شرک ہوگا جب کہ خداوندِ کریم کے ذاتی علم جیسا یہ علم نہیں اور نہ ہی نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے مماثل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ کا علم ذاتی اور لامحدود ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے محدود ہے جبکہ مخلوق کا کوئی فرد رسول

اللہ ﷺ کے علم کی حد مقرر نہیں کر سکتا پھر حد تو وہ مقرر کرے جس کا علم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہو"۔

تنگیٔ دِل، ضد اور سرورِ کائنات ﷺ کے علم کے اِنکار نے بعض افرادِ معاشرہ کو اِس قدر گرا دیا ہے کہ وہ فہم وفراست سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ جن کو ربِّ کائنات نے کل اَشیاء کا علم عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو تو لوگوں کو اپنے من گھڑت عقائد کے تحفظ کے لئے چونکہ، چنانچہ، گویا، ورنہ یعنی مطلب یہ کہ، وہ کہ، کی بجائے مان لینا چاہئے۔ اِسی میں بھلا اور اِسی میں خیر ہے۔

نہ ماننے کی ایک شکل ملاحظہ ہو۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے علم کا اِنکار کرنے والوں کے اِمام وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:

"بے ضرورت سوال کرنا آنحضرت ﷺ سے منع تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ غصے ہوئے پھر یہ جو فرمایا جو چاہو وہ پوچھو وہ حکم خاص ہوگا۔ اِس لئے کہ آپ غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے"۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۸۱ من وعن)

اَندازہ فرمائیں کس قدر شقاوتِ قلبی ہے لوگوں کی آنکھوں میں دُھول ڈالنے والی بات ہے کہ جو چاہو وہ پوچھو وہ حکم خاص ہوگا تو وہ حکم بھی تو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے تو کیا جو علم حکم خاص سے ہو وہ علم غیب کے خلاف ہوتا ہے۔ مزید ملاحظہ فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَبھی اَبھی میرے سامنے اِس دیوار کے عرض میں جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جنہیں میں نے دیکھا، اِتنا واضح اِرشادِ مبارک ہے کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں نے جنت دیکھی اور دوزخ دیکھی لیکن وحید الزماں صاحب پریشانی کے عالم میں لکھتے ہیں:-

"بہشت اور دوزخ چھوٹی کر کے سامنے لائی گئی یا اُن کا نمونہ دکھلایا گیا یا وہاں سے دونوں مقاموں تک راہ کھل گئی"۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اِن حضرات کو رسول اللہ ﷺ کے اِرشادِ مقدس کے ماننے میں کیا پریشانی ہے؟ اَب آپ اَندازہ فرمائیں جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے مقدس اِرشاد کو من وعن ماننے میں اِنکاری ہیں' اُن سے خیر کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ دیکھیں رسول پاک ﷺ نے تو فرمایا ہی نہیں ''بہشت اور دوزخ چھوٹی کر کے سامنے لائی گئی'' اور ''نہ اُن کا نمونہ دکھلایا گیا''۔ اِن لوگوں نے اَیسے ہی اُلٹی پُلٹی تاویلیں کر کے لوگوں کے دِلوں سے عظمتِ مصطفیٰ کریم ﷺ اور علم ونگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی شان کو گھٹانے اور دھندلا کر کے پیش کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کو اَیسے لوگوں سے اَمن واَمان اور سلامتی عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کا کچھ حال ملاحظہ فرمائیں: ''آپ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں جنہوں نے بیعتِ رضوان کی تھی کہا گیا ہے جنہوں نے دو قبلوں کی نماز پڑھی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِنہی (حضرت) عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو خط دے کر کسریٰ کے پاس بھیجا تھا اور کسریٰ نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا خط (مبارک) پھاڑ دیا تھا تو سرکارِ کائنات ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں گزارش کی تھی' اے اللہ (جَلَّ جَلالک)! کسریٰ کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے فرمادے۔ چنانچہ کسریٰ کی حکومت کا تختہ اُلٹ گیا۔ اُس کے بیٹے شیرویہ نے ہی اُسے قتل کر دیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت خوش طبع صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اِنہیں رومیوں نے قید کر لیا اور اِنہیں کفر کی طرف لوٹانا چاہا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اِنہیں بچا لیا اور رومیوں کی قید سے اِنہیں نجات عطا فرمائی۔ آپ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر میں فوت ہوئے۔ لوگ اِن کے نسب میں طعن کیا کرتے تھے جیسا کہ دورِ جاہلیت میں رواج تھا کہ وہ اَنساب میں طعن کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے

حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو اُن کے والد کے غیر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا جب اُن کی والدہ نے یہ سنا جو اُنہوں نے سرورِ کائنات ﷺ سے سوال کیا تھا تو کہنے لگی میں نے تجھ سے بڑا کوئی نافرمان بیٹا نہیں دیکھا کیا تو یہ یقین کرسکتا ہے کہ تیری ماں نے بدکاری کی ہوگی جو جاہلیت کی عورتیں کرتی تھیں؟ تو سب کے سامنے مان کر رسوا کرنا چاہتا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بخدا اگر آپ ﷺ مجھے کالے غلام کے ساتھ لاحق کر دیتے تو میں اُس سے لاحق ہو جاتا"۔ (کرمانی، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۲۹۹۔۲۹۸)

رسول اللہ ﷺ کا فرشتوں کا آنا جانا دیکھنا اور اللہ عزوجل سے سوال و جواب کا علم:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْئَالُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ۲۰۷

"رات اور دن کے فرشتے تم پر باری باری آتے جاتے ہیں، فجر اور عصر کی نماز کے وقت وہ جمع ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تم میں رات گزارتے ہیں وہ آسمانوں پر جاتے ہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ

---

۲۰۷ بخاری جلد ۱ ص ۷۹، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۳۷۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۲۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۳۸، مسلم حدیث نمبر ۲۱۰-۶۲۲، نسائی حدیث نمبر ۴۸۵، مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۰۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۹۳-۲۴۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۸۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۹۴۷، قرطبی جلد ۲ جز ۳ حدیث نمبر ۲۱۱، جلد ۵ جز ۹ حدیث نمبر ۲۹۳، جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۳۰۷۔

اُن کو زیادہ جانتا ہے۔ فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ وہ کہتے ہیں، ہم نے اُن کو چھوڑا جبکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور اُن کے پاس گئے جبکہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ ۝

۝ ''(مطلب یہ کہ) اگرچہ یہ فرشتے بھی نماز میں شریک ہوتے ہیں مگر نماز میں چھوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ ہم اُن کے پاس سے چلے آئے۔ کہتے ہیں یہ وہی فرشتے ہیں جو آدمی کی محافظت کرتے ہیں۔ صبح شام اُن کی بدلی ہوتی رہتی ہے۔ قرطبی نے کہا یہ دوسرے فرشتے ہیں اور پروردگار جو اُن سے نیک بندوں کا حال پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور سب کچھ جانتا ہے، اِس سے مقصود اُن کا قائل کرنا ہے وہ جو اُنہوں نے آدم کی پیدائش کے وقت کہا تھا کہ آدم زاد زمین میں خون اور فساد کرے گا''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۳۷۶) ☆

☆ اِس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرشتے لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں اِس لئے یہ کہہ سکتے ہیں فرشتے محافظ ہیں حقیقی محافظ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) بہترین محافظ ہے''۔ ہر کوئی جو محافظ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے محافظ ہے۔

لوگوں کے فوت ہونے کا علم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:-

صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ يَدْعُوا النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمُ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ ۲۰۸

۲۰۸ بخاری جلد ا ص ۸۰، تیسیر الباری جلد ا ص ۳۸۲۔

''ایک رات رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، وہی نماز جس کو لوگ عتمہ کی نماز کہتے ہیں۔ پھر نماز پڑھ کر آپ ﷺ نے ہماری طرف رُخِ زیبا فرمایا اور فرمایا: کیا تم نے اِس رات کو دیکھا؟ اِس رات سے سو برس گزرنے تک جتنے لوگ آج زمین پر بستے ہیں اُن میں کوئی باقی نہیں رہے گا''۔ ۵

۵ سو برس میں جتنے لوگ آج زندہ ہیں سب مر جائیں گے۔۔۔ آپ ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا ☆ سب سے آخیر صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ بھی ۱۰۲ ہجری میں گزر گئے۔ اِسی حدیث شریف سے بابا رتن ہندی کا جھوٹا ہونا نکالا گیا ہے جس نے چھٹی صدی ہجری میں صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۳۸۲) ☆

☆ یہ وہ علم ہے جو ربّ کائنات سبحانہٗ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا کہ کون کس سَن تک زندہ رہے گا؟ آپ ﷺ کے علم اور لوگوں کے وصال کے وقت کے علم کے بارے میں ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ لوگوں کے آخری وقت کو بھی جانتے ہیں کہ کب کس کی موت آئے گی اور کون کب اور کہاں مرے گا؟

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی خبر:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اَیُّنَا اَسْرَعُ بِکَ لُحُوْقًا؟ ''ہم سب میں سے پہلے کون آپ ﷺ سے ملے گی''؟ تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَطْوَلُکُنَّ یَدًا ۲۰۹ ''تم میں سے لمبے ہاتھ والی''۔ اُنہوں نے

۲۰۹ مشکوٰۃ ص ۱۶۵، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۱، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۳۷۴-۳۷۱۔

بانس لے کر ہاتھ ناپنے شروع کئے تو (اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ) سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ہاتھ لمبا نکلا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ درازی ہاتھ سے مراد صدقہ وخیرات تھا۔ ہم میں سب سے پہلے اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اِنتقال ہوا۔ آپ بی بی صاحبہ خیرات کرنا بہت پسند فرماتی تھیں''۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَسْرَعُکُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا [۲۱۰] ''تم میں سے پہلے مجھے وہ ملے گی جو لمبے ہاتھ والی ہے''۔ فرماتی ہیں' ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اس بات پر بحث کرتی تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں؟ فرماتی ہیں' ہم سب میں لمبے ہاتھ والی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی ہیں' کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور خیرات کرتی تھیں۔ اُمّہاتُ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے سوال میں کئی سوال تھے۔ (۱) ہم میں سے ہر ایک کی موت کا وقت کیا ہے؟ (۲) ہم میں سب کی موت کس حال میں ہوگی؟ (۳) اِیمان پر اور اِیمان کے کس درجے پر؟ (۴) بقیہ زندگی تقویٰ کے کس درجہ پر گزرے گی؟ (۵) بعد از وفات ہمارا مقام کہاں ہوگا؟ اور آپ ﷺ بعطائے اِلٰہی جانتے ہیں کہ کس کا خاتمہ اِیمان کے کس درجے اور تقویٰ کے کس مقام پر ہوگا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو معلوم تھا کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے بدر کی رات میدانِ جہاد میں مرنے والے کفار کے مرنے کے مقامات پر بھی نشانات لگائے تھے۔

خبرِ غیب:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی صعصہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

---

[۲۱۰] مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۲۶' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۸۹' جلد ۹ ص ۲۴۸' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۳۷۴' مشکوٰۃ ص ۱۶۵' البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۱۵۹۔

اِنِّیْ اَرَاکَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا کُنْتَ فِیْ غَنَمِکَ اَوْ بَادِیَتِکَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ مَدَّی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْئٌ اِلَّا شَهِدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۲۱۱

''میں دیکھتا ہوں کہ تجھے جنگل میں رہنا اور بکریاں چرانا پسند ہے' لہٰذا جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو بلند آواز سے اذان دو کیونکہ جہاں تک موذن کی آواز پہنچتی ہے تو جو کوئی جن اور انسان اور کوئی چیز آواز سنتے ہیں وہ قیامت کے دن اس پر (گواہ بنیں گے) گواہی دیں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے''۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور اس حدیث شریف کے راویوں اور اس حدیث پاک کو لکھنے والے تمام محدثین کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے حالات و واقعات بلکہ قیامت کے دن ہونے والی گفتگو کا بھی علم رکھتے ہیں۔

قیامت کے دن اللہ (عزوجل) جنتیوں سے کیا فرمائے گا؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن جنتیوں سے فرمائے گا' اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ یَدَیْکَ ''ہم حاضر ہیں' اے ہمارے رب' ہم تیرے بندے ہیں اور خیر تیرے دستِ قدرت میں ہے''۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا هَلْ رَضِیْتُمْ؟ ''کیا تم خوش ہو گئے؟''۔ تو لوگ عرض کریں گے: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ

۲۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۸۶' تیسیر الباری جلد ۱ ص ۴۰۹' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۴۲۷-۳۹۷' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۷۴' البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۵۷۔

اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ ''اے رب! ہم کیوں نہ خوش ہوں تو نے ہمیں وہ کچھ دیا جو تو نے اپنی دوسری مخلوق کو نہ دیا''۔ پھر اللہ (ﷻ) فرمائے گا: اَلَا اُعْطِیْتُکَ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ؟ ''کیا تمہیں اس سے بھی اعلیٰ نعمت نہ عطا فرماؤں؟''۔ وہ عرض کریں گے: یَارَبِّ اَیُّ شَیْئٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ ''یارب کیا اس سے افضل بھی کوئی چیز ہے؟''۔ تو اللہ (جل جلالہ) فرمائے گا: اَحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا دَرَجَةٌ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ مِائَةَ عَامٍ [۲۱۲] ''تم پر اپنی رضا نازل کروں گا تو اس کے بعد تم پر کبھی ناراض نہ ہوں گا' درجے ہیں' ہر دو درجوں میں سو سال کی مسافت ہے''۔

اس حدیثِ پاک میں اللہ (عزوجل) کی جنتیوں سے گفتگو کا ذکر ہے۔ ابھی گفتگو ہونی ہے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے بعطائے الٰہی ساری گفتگو پہلے ہی سنا دی۔ کیسے ایمان والے تھے' صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جنہوں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی غیبی خبروں پر بے چون و چرا قبولیت اور تسلیم کے ذریعے اپنے ایمان کا ثبوت پیش کیا ہے۔ جب تک کلمہ پڑھنے والا ایسا نہیں ہو جاتا' وہ مکمل اور کامل ایمان والا نہیں کہلا سکتا۔

خبرِ غیب:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا ِالْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ِالَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ''جو شخص اذان سن چکے'' پھر محوّلہ بالا دُعا کرے: (ترجمہ) ''یا اللہ (جلّ جلالک) میرے رب جو اس پوری پکار کا صاحب ہے اور قائم رہنے والی نماز کا (حضرت) محمد

---

[۲۱۲] مسند احمد جلد ۳ ص ۸۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۵۵۲' مشکوٰۃ ص ۴۹۶ حدیث نمبر ۵۶۲۶' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۹۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۲۸۷۔

(ﷺ) کو (قیامت کے دن) وسیلہ عنایت فرما۔ ۝ اور بڑا مرتبہ اور مقام محمود ۝۝ پر اُن کو کھڑا فرما جس کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو قیامت کے دن میری شفاعت اُس کے لئے ضرور ہوگی''۔

۝ ''وسیلہ ایک بہت بلند درجہ ہے جو بہشت میں خاص نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو ملے گا۔

۝۝ وہ وعدہ اِس آیت میں ہے۔ **عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا** دوسری حدیث شریف میں ہے' مقام محمود وہ مقام ہے جس پر میں کھڑا ہوں گا تو اَگلے پچھلے سب مجھ پر رشک کریں گے''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۴۱۲) ☆

☆ ''جو نادان لوگ شفاعت کا اِنکار کرتے ہیں قیامت کے دن وہ اُن خوش نصیب لوگوں کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھیں گے جن کا عقیدہ ہے کہ ہمارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے''۔

جماعت کے لئے کب کھڑے ہوں؟

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ** ۲۱۳ ''نماز کی تکبیر ہو تو جب تک مجھ کو نکلتے نہ دیکھو کھڑے نہ ہو''۔ ۝

۝ اِس مسئلے میں کئی قول ہیں شافعیؒ کہتے ہیں تکبیر ختم ہوئے بعد مقتدیوں کو اُٹھنا چاہئے۔ اِمام مالکؒ کہتے ہیں تکبیر شروع ہوتے ہی' ابوحنیفہؒ کہتے ہیں جب مؤذن **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ** کہے اور جب مؤذن **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ** کہے تو اِمام نماز شروع کردے' اللہ اکبر کہے۔ ہمارے اِمام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ **حَیَّ**

---

۲۱۳ بخاری جلد ا ص ۸۸' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۸۹' مسلم حدیث نمبر ۱۵۶-۶۰۴' ترمذی حدیث نمبر ۵۹۲-۵۱۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۲۹' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۰۴-۲۹۶' دارمی جلد ا ص ۲۸۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۲۶' مشکوٰۃ ص نمبر ۶۷ حدیث نمبر ۶۸۵' کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۴۸۴-۲۰۴۸۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۵۵' نسائی حدیث نمبر ۷۹۰۔

عَلَی الصَّلٰوۃ پر اُٹھے (تیسیر الباری جلد ا ص ۴۲۵ من وعن) ☆

☆ صف میں اِقامت ہونے سے پہلے کھڑے ہونا خلافِ سُنّت ہے غیر مقلدین اور مکتبِ دیو بند کے لوگ تکبیر سے پہلے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وحید الزماں صاحب نے حضرت اِمام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ' حضرت اِمام شافعی علیہ الرحمہ اور حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے اِرشادات نقل کئے ہیں لیکن غیر مقلدین اور مسلکِ دیو بند کے پیروکار سبھی حضرات حدیث شریف اور آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود اُن کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ دراصل اجتماع میں اپنے موجود ہونے کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تمام لوگ تکبیر کے ہوتے وقت بیٹھے رہتے ہیں اور جب مکبر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تک پہنچتا ہے تو اُس وقت کھڑے ہوتے ہیں۔ دُنیائے اِسلام کی فقہ کی عظیم اور بے مثال کتاب بہارِ شریعت جسے حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی صاحب علیہ الرحمہ نے مدوّن فرمایا ہے' وہ لکھتے ہیں:-

مسئلہ: جماعت کے وقت کوئی شخص آیا تو اُسے کھڑے ہو کر اِنتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اُس وقت کھڑا ہو اور جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں اور اُس وقت اُٹھیں جب (مکبر) حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے۔ یہی حکم اِمام کے لئے ہے۔ (عالمگیری)

خبرِ غیب' سات خوش نصیب:

''کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا؟'' یہ اُن لوگوں کا مقولہ ہے جو قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے علم سے بے خبر ہیں۔ جو لوگ قرآنِ مجید کو پڑھتے اور اَحادیثِ مبارکہ کا علم رکھتے ہیں اُن کا عقیدہ اِس طرح ہے کہ ''کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا؟ مگر جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ علم عطا فرمائے' وہ جانتا ہے کل کیا ہوگا؟ اور اِمام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسّلام بعطائے اِلٰہی قیامت اور قیامت کے بعد کی ایک ایک بات کو جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَ رَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ [۲۱۴]

''سات آدمیوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا۔ جس دن اُس کے سائے کے سوا اور کہیں سایہ نہ ملے گا۔ (۱) عدل و اِنصاف کرنے والا امام، (۲) وہ نوجوان جو جوانی میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) کی عبادت میں رہا، (۳) وہ شخص جس کا دِل مسجد میں لگا رہا، (۴) وہ دو آدمی جو آپس میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) کے لئے محبت کرتے ہیں اور اُس کی محبت میں جدا ہوتے ہیں، (۵) وہ مرد جس کو خوبصورت عورت نے (بُرے کام کے لئے) بلایا مگر اُس مرد نے کہا، میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ شخص جو تنہائی میں صدقہ کرتے وقت چُھپائے حتیٰ کہ اُس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور (۷) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو یاد کرے اور اُس کی آنکھیں آنسو بہائیں''۔ یہ ساری حدیثِ پاک علم غیب پر دلیل ہے۔

---

[۲۱۴] تیسیر الباری جلد ا ص ۴۳۵، تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۰۰۹، بخاری جلد ا ص ۹۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۰۱، مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۱، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۹۱، نسائی حدیث نمبر ۵۳۸۰، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۳۵۸، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۱۶، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۲۱۷۔

دوسری حدیثوں میں دیگر اَفراد کا ذکر ہے' (۸) وہ شخص مذکور ہے جو جہاد میں مسلمانوں کا پیچھا بچائے جب مسلمان بھاگ نکلیں' (۹) وہ جو بچپنے میں قرآنِ مجید سیکھے اور بڑا ہو کر اُس کو پڑھتا رہے' (۱۰) وہ جو نماز کا وقت دریافت کرنے کے لئے سورج کو دیکھتا رہے' (۱۱) وہ جو بات کرے تو علم کی بات کرے، خاموش رہے تو علم کے ساتھ' (۱۲) وہ سوداگر جو سوداگری اور معاملہ میں سچی بات کرے' (۱۳) وہ جو' تنگ دست' قرض دار کو مہلت دے یا قرضہ کم کر دے' (۱۴) وہ جو مسجد میں نماز پڑھ کر دوسری نماز کے اِنتظار میں بیٹھا رہے' (۱۵) وہ جو قرضدار کو قرضہ معاف کر دے' (۱۶) وہ جو تنگدست قرضدار پر خیرات کرے یا اُس کو مہلت دے' (۱۷) وہ جو بے ہنر کی خبر گیری کرے جو ہنر نہیں سیکھ سکتا کہ اُس سے اپنی روٹی کمائے' (۱۸) جو مجاہدین کی مدد کرے' (۱۹) جو تنگ دست قرض دار کی مدد کرے' (۲۰) جو مکاتب کی مدد کرے اُس کے چھڑانے میں' (۲۱) جو نمازی کے سر پر سایہ کرے' (۲۲) جو تکلیف کے وقت وضو کرے' (۲۳) جو اَندھیرے میں مسجد کو جائے' (۲۴) جو بھوکے کو کھانا کھلائے' (۲۵) جو بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے' (۲۶) جو سوداگر خرید و فروخت میں جھوٹی تعریف یا جھوٹی بُرائی نہ کرے اور گرانی کی خواہش نہ کرے' (۲۷) جس کے اَخلاق اَچھے ہوں مسلمان اور کافر سب کے ساتھ' (۲۸) جو یتیم کی پرورش کرے' (۲۹) جو بیوہ کی پرورش کرے اور اِن کے سوا اور لوگ بھی مذکور ہیں۔ کل شخصوں کی جن کو اللہ (جل جلالہ) اپنے سائے میں رکھے گا تعداد ۷۷ شخصوں تک پہنچ گئی ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۶۶)۔

مذکورہ بالا حدیث شریف اور دیگر اَحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مذکورہ بالا اَفراد کے اَنجام و ثواب کے بارے میں مکمل علم سے نوازا ہے اور آپ ﷺ نے ہر اُس شخص کو خوش خبری عطا فرمائی ہے جو مُتّصِف بالا اَوصاف اور اَعمالِ صالحہ رکھتا ہے۔

نماز میں اِمام کی طرف دیکھنا:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب باندھا ہے: رَفْعُ الْبَصَرِ

اِلَی الْاِمَامِ فِی الصَّلٰوۃِ ''نماز میں اِمام کی طرف دیکھنا''۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں فرمایا: رَأَیْتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضًا حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ تَأَخَّرْتُ ۲۱۵ ''میں نے دوزخ دیکھی وہ آپ ہی اپنے آپ کو کھا رہی تھی جب تم نے دیکھا کہ میں (نماز میں) پیچھے سرک گیا''۔ ۝

۝ تو حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحابہؓ نے نماز میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا جو اِمام تھے''۔ (تیسیر الباری جلد اص ۴۹۳)

اِس کے ثبوت میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک حدیث شریف نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں حضرت ابو معمر (عبداللہ بن سخبرہ) علیہ الرحمہ سے روایت ہے' ہم نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْرَاُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ؟ ''کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کرتے تھے؟''

تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہاں! فَقُلْنَا بِمَ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذٰلِکَ؟ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ ۲۱۶ ''ہم نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اُنہوں نے کہا' آپ ﷺ کی ڈاڑھی (مبارک) کے ہلنے سے''۔ ۝

۝ ''یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ ڈاڑھی کا ہلنا' اُن کو بغیر اِمام کی طرف دیکھے کیونکر معلوم ہوسکتا تھا''۔ (تیسیر الباری جلد اص ۴۹۳) ☆

☆ ''کیسے عظیم اور مُحِبّ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو پہلی صف میں کھڑے نماز پڑھنے کی صورت میں چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کرتے رہتے تھے''۔ ۝

۝ ''جو کوئی سچا مسلمان ہوگا اُس کو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے ایسی ہی محبت ہوگی''۔

---

۲۱۵ بخاری جلد اص ۱۰۳' تیسیر الباری جلد اص ۴۹۳۔ ۲۱۶ بخاری جلد اص ۱۰۵-۱۰۷' تیسیر الباری جلد اص ۵۱۲' فتح الباری جلد ۲ ص ۳۳۲' عمدۃ القاری جلد ۳ جز ۶ ص ۴۶۔

در نمازم خم اَبروئے تو یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد
(تیسیر الباری جلد اص ۴۴۷ من وعن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:- اِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَامُوْا قِیَامًا حَتّٰی یَرَوْہُ قَدْ سَجَدَ ۲۱۷ ''اُنہوں نے کہا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی (کریم رءُوف ورحیم) ﷺ کے ساتھ نماز اَدا کرتے' آپ ﷺ رکوع سے سر انور اُٹھاتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھتے' کھڑے رہتے' یہاں تک کہ جب آپ ﷺ سجدے میں جا لیتے (اُس وقت وہ بھی سجدے میں جاتے)''۔ ☆

☆ اِس سے معلوم ہوا کہ نمازی اگر رسول اللہ ﷺ کے تصورِ مبارک کا قصد کرے تو نماز میں کوئی نقص اور اِیمان میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی' بلکہ نماز کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے۔ نماز میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب کرنا مفسدِ نماز نہیں' جیسے تشہّد میں کیا جاتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی نماز میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو سلام عرض کرنے سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ جان بوجھ کر نہ کہیں تو نماز ہوتی ہی نہیں اور اگر بھولے سے نہ پڑھیں تو سجدہ سہو کر کے آخری قعدے میں دو مرتبہ کہنا پڑتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وہ لوگ جو کہتے ہیں نماز میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا خیال آنے سے شرک ہوتا ہے' اُن بے چاروں کو نہ فہم دین ہے' نہ مطالعۂ دین اور نہ محبتِ مصطفیٰ کریم ﷺ ایسے لوگوں نے بہت سے لوگوں کو اِعتقادی طور پر بے اَدب کر دیا ہے۔

۲۱۷ تیسیر الباری جلد اص ۴۹۳' بخاری جلد اص ۱۰۳۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی صاحب کے ایک پیروکار محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی کتاب صراط مستقیم (بزبان فارسی) میں نماز میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے خیال آنے کو شرک کہا ہے۔ ملاحظہ ہو اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بھی کہیں' لکھتے ہیں:-

از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ بہتر است وصرف ہمت بسوی شیخ وامثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخرِ خود است کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسوید ای دِل اِنسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ وخر کہ نہ آن قدر چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ مہاں ومحقر می بود واین تعظیم و اجلالِ غیر کہ درنماز ملحوظ ومقصود میشود بشرک میکشد۔ (صراط مستقیم ص نمبر ۸۶ چھاپہ المکتبۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور من وعن)

''زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اُسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (ﷺ) ہی ہوں' اپنی ہمت کو لگا دینا' اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بدتر ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ اِنسان کے دِل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اِس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے''۔

کتنی بے خبری' نالائقی کا مظاہرہ ہے۔ مُحَوّلہ بالا عبارت کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ صراط مستقیم لکھنے والے صاحب کی عبارت نے سوائے بے اَدبی اور بد اِعتقادی کے قوم کو کچھ نہیں دیا۔ اَیسے لوگوں کی اَیسی عبارات اور تحریروں کا نتیجہ ہے کہ بعض کلمہ پڑھنے والے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا ذکر پاک اِنتہائی ناقص اَنداز میں کرتے ہیں کہ اُن لوگوں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی عظمت وشان کو لوگوں میں گھٹا کر پیش کرنے کی ناپاک کوششیں کی ہیں۔ اَیسی کوششوں کا نتیجہ عزت و وقار نہیں ہے بلکہ خواری اور رسوائی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز ہی کے اندر رسول اللہ ﷺ کے متعلق کیا انداز، عقیدہ اور نظریہ رکھتے تھے۔ بخاری شریف سے ایک حدیث شریف مطالعہ فرمائیں۔ حدیث شریف اِس طرح ہے:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَانَ یُصَلِّیْ لَھُمْ فِیْ وَجْعِ النَّبِیِّ ﷺ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَھُمْ صُفُوْفٌ فِی الصَّلٰوۃِ فَکَشَفَ النَّبِیُّ ﷺ سَتْرَ الْحُجْرَۃِ یَنْظُرُ اِلَیْنَا وَھُوَ قَائِمٌ کَاَنَّ وَجْھَہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَکُ فَھَمَمْنَا اَنْ نَّفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْیَۃِ النَّبِیِّ ﷺ فَنَکَصَ اَبُوْ بَکْرٍ عَلٰی عَقِبَیْہِ لِیَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَارِجٌ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَشَارَ اِلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَکُمْ وَاَرْخَی السِّتْرَ فَتُوُفِّیَ مِنْ یَّوْمِہٖ [۲۱۸]

"نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ کی اِس بیماری میں جس میں آپ ﷺ دُنیا سے تشریف لے گئے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) لوگوں کی اِمامت فرماتے رہے۔ جب پیر کا دن ہوا تو لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے۔ آپ (ﷺ) نے اپنے حجرہ (مبارک) کا پردہ (مبارک) اُٹھایا، کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ایک نورانی بے داغ ورق تھا۔ پھر آپ ﷺ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دیدارِ (مبارک) سے ہمیں اِتنی خوشی ہوئی کہ خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے ○ اور (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے،

[۲۱۸] بخاری جلد ا ص ۹۳، تیسیر الباری جلد ا ص ۴۴۹، فتح الباری جلد ۲ ص ۲۰۹، عمدۃ القاری جلد ۳ جز ۵ ص ۲۰۶، تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۰۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۶۳۔

اِس لئے کہ صف میں مل جائیں وہ سمجھے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف فرما ہوں گے لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اِشارے سے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو اور پردہ (مبارک) ڈال لیا پھر اُسی دن آپ ﷺ کا وصال ہوا''۔

○ گویا خوشی کے مارے قریب تھا کہ نماز بھول جائیں اور آپ کے دیدار کے لئے لپکیں۔ سبحان اللہ! اگر اپنے پیغمبروں سے مسلمانوں کو اتنی محبت نہ ہو تو پھر اِسلام کا مزہ ہی کیا۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۴۹۷ من وعن)

اِس حدیث شریف کی تشریح میں صاحب تیسیر الباری لکھتے ہیں:

''آپ (ﷺ) خوش ہوئے اِس لئے کہ مسلمانوں کو دین کے بڑے رکن یعنی نماز پر مضبوط اور مستعد پایا۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ پیر کے دن میری اُمّت کے اَعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اَیسے اَعمال کریں کہ ہمارے پیغمبر صاحب اُن اَعمال کو دیکھ کر خوش ہوں''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۴۴۹ من وعن) ☆

☆ یہی بات اہلِ اِسلام اہلسنّت وجماعت (بریلوی) کہتے ہیں۔ اِس حدیث شریف میں واضح اَلفاظ میں بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز ہی میں اپنی توجہ اور ہمت نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی طرف لگا دی مگر نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نہ تو کوئی کفر وشرک کا فتویٰ لگایا اور نہ ہی فرمایا کہ نماز میں تم نے میری طرف کیوں دیکھا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَکُمْ ''کہ اپنی نماز پوری کرلو''۔

نازیبا' نامناسب اور اَدب سے خالی گفتگو کرنے والے اور بے اَدبی سکھانے والی عبارت لکھنے والے لوگوں کو معلوم نہیں کہ شان ومقام مصطفیٰ کریم ﷺ کیا ہے؟ جیسے یہ لوگ خود عظمت وشانِ مصطفیٰ ﷺ تسلیم نہیں کرتے اَیسے ہی اِنہوں

نے لوگوں کے ذہن وضمیر میں بے اَدبی بھر دی ہے۔ اگر اِن لوگوں کے دِلوں میں عظمت وشانِ مصطفیٰ ﷺ نے گھر کیا ہوتا۔ تو ماحول کچھ اور ہوتا۔

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ) رَأَیْنَاکَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِکَ ثُمَّ رَأَیْنَاکَ تَکَعْکَعْتَ فَقَالَ اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَا کَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا ۲۱۹

''رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں سورج گرہن لگا۔ آپ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، ہم نے دیکھا، آپ (ﷺ) نماز ہی میں اپنی جگہ پر رہ کر کچھ پکڑ رہے تھے پھر آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے ہٹ گئے۔ فرمایا: میں نے بہشت کو دیکھا تو میں اُس میں سے ایک خوشہ لینے لگا، اُسے لے لیتا تو جب تک دُنیا قائم ہے تم اُس میں سے کھاتے رہتے''۔

اِس حدیث شریف میں غور کریں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُن کے سوال کا جواب تو عطا فرما دیا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ تم نماز پڑھ رہے تھے کہ میری طرف دیکھ رہے تھے۔ سنو! نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت ہے۔

مُؤَلہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والوں کی نماز میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ

۲۱۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۰۳، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۴۹۴، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۱۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۲۱۔

مجدہٗ الکریم پریشان حال ذہنوں والے اَفراد پر رَحم فرمائے اور اُنہیں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی محبت اور اَدب و تعظیم کی نعمت عطا فرمائے۔

اللہ جل شانہٗ کے بندے مستجاب الدعوات ہوتے ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح اِیران کے خلاف کوفہ کے ایک شخص اُسامہ بن قتادہ نے تین جھوٹی شکائتیں کیں۔ (۱) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کسی فوج کے ساتھ (لڑائی کے لئے نہیں جاتے)' (۲) مالِ غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے اور (۳) مقدمہ میں اِنصاف نہیں کرتے۔ (یہ اُس وقت کی بات ہے جب خلافتِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں آپ کوفہ کے حاکم تھے۔ آپ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ بڑے بہادر اور شیر دل مجاہد تھے)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ (عزوجل) کی قسم! میں تیرے بارے میں تین دُعائیں کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَبْدُکَ ھٰذَا کَاذِبًا قَامَ رِیَاءً وَّسُمْعَۃً فَاَطِلْ عُمْرَہٗ فَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ بِالْفِتَنِ [۲۲۰]

''اے میرے اللہ (عزوجل) اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے (جھوٹ بولنے کے واسطے) کھڑا ہوا ہے تو (۱) اِس کی عمر لمبی فرما' (۲) مدت تک کوڑی کوڑی کا محتاج رکھ اور (۳) اِسے آفتوں میں مبتلا فرمادے''۔

پھر اُس شخص کا یہی حال ہوا۔ جب کوئی اُس کا حال پوچھتا تو کہتا میں بڑا آفت رسیدہ ہوں۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی بددُعا مجھے لگ گئی ہے۔ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ۝

۝ ''سعد مستجاب الدعوۃ تھے آنحضرت ﷺ نے اُن کیلئے دُعا کی تھی یا اللہ

---

[۲۲۰] بخاری جلد ا ص ۱۰۴' تیسیر الباری جلد ا ص ۴۹۹۔

جب وہ تجھ سے دُعا کرے تو قبول فرما'' (جھوٹے الزامات لگانے والوں کے بارے میں لکھا ہے)''' بدکاروں، بدمعاشوں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے''۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند!

''ہمارے زمانے میں بھی بہت سے نام کے مسلمانوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا اور اُس کے بے قصور بندوں کی بدگوئی کرتے ہیں اِن کا بھی یہی انجام ہونا ہے، چاہ کن را چاہ در پیش''۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۴۹۹ من وعن) ☆

☆ کوموں والی عبارت جو وحید الزماں صاحب کی کتاب تیسیر الباری جلد ا ص ۴۹۹ میں سے ہے یہ تو اَصل میں اصلی اہل اِسلام اہلسنّت و جماعت (المشہور بریلوی) اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ ''جو اللہ والوں سے دشمنی کرتا ہے اُس کے ساتھ اللہ جَلَّ شانہ کا اِعلان جنگ ہے۔ اِسی لئے دشمنانِ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ عوام کی نگاہوں میں ذلیل وخوار ہوتے ہیں''۔

آخری دوزخی اور آخری جنتی کا اللہ عزوجل سے مکالمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' کیا قیامت کے دن ہم اپنے مالک رَبّ ذوالجلال والاکرام کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں کیا تم کو شک رہتا ہے جب اُس پر بادل نہ ہوں (مَطلع صاف ہو)؟ اُنہوں نے عرض کیا' ہرگز نہیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بادل نہ ہوں تو کیا تمہیں سورج دیکھنے میں شبہ رہتا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' نہیں (بالکل) نہیں۔ (شک کا کیا موقع ہے صاف دیکھتے ہیں۔) تو تم اِسی طرح اپنے معبود برحق رَبّ ذوالجلال والاکرام کا دیدار کرو گے۔ قیامت کے دن لوگ اَکٹھے کئے جائیں

گے پھر پروردگارِ کائنات فرمائے گا جو کوئی جس کو پوجتا تھا اُس کے ساتھ ہو جائے۔ تب کوئی سورج کے ساتھ ہو جائے گا اور کوئی چاند اور کوئی شیطان اور بتوں کے ساتھ۔ یہاں تک کہ اِس اُمتِ (محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے لوگ رہ جائیں گے اِن میں منافق وغیرہ سب ملے ہوں گے۔ پھر اللہ ﷻ (ایک نئی صورت) میں اُن کے سامنے آئے گا اور فرمائے گا' میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہم یہیں رہیں گے جب تک ہمارا مالک آئے جب ہمارا مالک آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا ربّ ذوالجلال والاکرام ہوں۔ وہ کہیں گے' بے شک تو ہمارا رب ہے پھر اُن کو بلا لے گا اور پُل صراط اور دوزخ کے بیچا بیچ رکھا جائے گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

فَاَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِہٖ وَلَا یَتَکَلَّمُ یَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَ کَلَامُ الرُّسُلِ یَوْمَئِذٍ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ

''سب پیغمبروں (علیہم السّلام) سے پہلے میں اپنی اُمّت لے کر پار جاؤں گا۔ اُس دن سوائے پیغمبروں (علیہم السّلام) کے کوئی بات تک نہ کر سکے گا اور انبیاء (کرام علیہم السّلام) کا یہی کلام اور یہی دُعا ہوگی: اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ یا اللہ سلامتی چاہئے سلامتی چاہئے''۔

جب اللہ (ﷻ) دوزخیوں میں سے بعضوں پر رحم فرمانا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم فرمائے گا (دیکھو دوزخ کی طرف اور) اَنْ یُّخْرِجُوْا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ ''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) کی عبادت کرتا تھا اُس کو نکال لو''۔ فرشتے اَیسے لوگوں کو نکال لیں گے اور سجدے کے نشان سے دوزخیوں میں اُن کو پہچان لیں گے اور اللہ (ربُّ العالمین) نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے' وہ سجدے کے مقام کو نہیں کھا سکتی تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ آدمی کا سارا بدن آگ کھا لے گی لیکن سجدے کا نشان رہ جائے گا۔ یہ لوگ کوئلہ کی طرح جلے ہوئے دوزخ سے نکلیں گے۔

پھر اِن پر آبِ حیات ڈالا جائے گا تو اِس طرح اُبھریں گے جیسے دانہ نالے کے کچرے کوڑے میں اُبھرتا ہے پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ حَسِیْبٌ وَ خَبِیْرٌ حساب و کتاب شروع فرمائے گا) بندوں کا فیصلہ چُکا دے گا اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان رہ جائے گا۔ وہ سب دوزخیوں کے بعد جنت میں جائے گا۔ اُس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا۔

اُس دوزخی کا اللہ ﷻ سے مکالمہ:

دوزخی: (عرض کرے گا) میرے مالک میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اِس کی بدبو مجھے مار رہی ہے اور اِس کی چمک مجھے جلائے دیتی ہے۔

اللہ ﷻ: (فرمائے گا) اَچھا اگر میں یہ کر دوں تو پھر تُو اور درخواست تو نہیں کرے گا؟

دوزخی: ہرگز نہیں! تیری بزرگی کی قسم! اور جیسے جیسے اللہ (ﷻ) چاہے گا وہ قول و اِقرار کرے گا۔

اللہ ﷻ: (آخر) اُس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھرا دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا تو وہاں کی بہار (تروتازگی اور عظمت وشان دیکھ کر جتنی دیر اللہ (رَبُّ العزت) کو منظور ہوگا' خاموش رہے گا۔ (پھر دوسرا معروضہ پیش کرے گا۔)

دوزخی: یارب (رحیم وکریم) مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ (وہاں پڑا رہوں گا۔)

اللہ ﷻ: فرمائے گا' تو نے کیا کیا قول و اِقرار کئے تھے کہ اَب میں کوئی درخواست نہیں کروں گا؟

دوزخی: (عرض کرے گا) یارب! بے شک مگر کیا تیری ساری مخلوق میں ایک میں ہی بے نصیب رہوں گا؟

اللہ عزوجل: (اِرشادِ پاک فرمائے گا) اَچھا اگر میں تیری یہ درخواست بھی پوری فرما دوں تو پھر اور تو کچھ نہیں مانگے گا؟

دوزخی: ہرگز نہیں! تیری بزرگی کی قسم! میں اَب کچھ نہیں مانگوں گا اور جو جو اللہ (وحدہٗ لاشریک) کو منظور ہے قول و اِقرار کرے گا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے آخر جنت کے دروازے پر پہنچا دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گا اور وہاں کی بہاریں، رونقیں اور تروتازگی اور فرحت دیکھ کر جتنی دیر اللہ (رحیم وکریم) کو منظور ہوگا، خاموش رہے گا۔

دوزخی: (تیسرا معروضہ) پروردگار و خالق و مالک مجھے جنت میں پہنچا دے۔

اللہ عزوجل فرمائے گا: وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، مَا اَغْدَرَكَ؟ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْئَالَ غَيْرَ الَّذِىْ اُعْطِيْتَ [۲۲۱]

''اَفسوس ہے، اَے آدم کے بیٹے! تو اَیسا دغا باز کیوں بن گیا؟ کیا تو نے اَیسے اَیسے قول و اِقرار نہیں کئے تھے

کہ اَب میں اور درخواست نہیں کروں گا''۔

دوزخی: بے شک کئے تھے مگر میرے مالک مجھے اپنی ساری مخلوق میں بے نصیب مت بنا۔

اللہ عزوجل: یہ سب کچھ سن کر فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ ''اللہ عزوجل (اپنی شان کے مطابق) ہنس دے گا''۔

اُس کو بہشت میں جانے کی اِجازت عطا فرمائے گا اور اِرشاد فرمائے گا کچھ اور مانگ کچھ اور تمنا کر، آرزو کر۔ جب اُس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اِرشاد باری تعالیٰ ہوگا یہ بھی تو مانگ یہ بھی تو مانگ۔ خود رب کریم اُس کو یاد دِلائے گا۔ جب ساری آرزوئیں کر چکے گا تو رَبِّ ذوالجلال والاکرام اِرشاد فرمائے گا یہ سب کچھ تجھے عطا فرمائیں اور اِتنی اور۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو

---

۲۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۱۱، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۵۳۰۔

بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَکَ ذَالِکَ وَ عَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ اللہ (عزوجل) فرمائے گا یہ سب کچھ تجھے عطا فرمائیں اور دس گنا اور۔ ۝

۝ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ پھر یہ شخص بہشت میں کوئی جگہ رہنے کی تلاش کرتا پھرے گا لیکن ہر گھر میں لوگ آباد ہوں گے آخر پروردگار سے عرض کرے گا، حکم ہوگا اِس کا گھر بتلا دو، فرشتے اُس کے گھر میں اُس کو پہنچا دیں گے وہاں جا کر دیکھے گا دُنیا سے دس حصّے زیادہ اُس کا گھر وسیع اور کشادہ ہوگا۔ سبحان اللہ جلّت قدرتہ۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۵۳۴)

جو لوگ نماز کے بعد دُعا نہیں کرتے وہ اِس حدیث شریف کا مطالعہ کریں:

حضرت ورّاد جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی ہیں، سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک خط لکھوایا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام تھا۔ اِس خط میں یہ لکھوایا کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ:

يَقُوْلُ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ (ہر فرض نماز کے بعد یہ فرماتے تھے) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۲۲۲

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لئے مُلک اور حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اَے اللہ (جَلَّ جلالک) جس کو تُو عطا نہیں کرتا تیرے حضور صاحبِ غنا (مالدار) کو اُس کی مالداری تیری اِطاعت کے بدلے نفع نہیں دے سکتی''۔ ۝

۲۲۲ بخاری جلد ا ص ۱۱۷، تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۶۔

o ''مغیرہ بن شعبہ اُس زمانہ میں معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ معاویہؓ نے اُن کو کہلا بھیجا کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد جو دُعا پڑھتے تھے وہ مجھے لکھ کر بھیجو، تب مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنے منشی سے یہ دُعا لکھوا کر معاویہؓ کو بھیجی''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۶ من وعن) ☆

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ دُعا بھی یاد تھی جو رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ آج بعض لوگ نماز کے بعد دُعا ہی نہیں کرتے۔ اگر نماز کے بعد دُعا کرنا ضروری نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ بھی نہ کرتے۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہی نفع ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دُعا نہ کرنے والوں سے ناراض ہوتا ہے۔

قُل شریف سے محبت:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

مسجدِ قبا شریف کے اِمام حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ نماز کی ہر رکعت میں سورۂ اِخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o) پڑھتے تھے۔ حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ جب مسجدِ قبا میں تشریف لے گئے تو لوگوں نے اِمام صاحب کا حال بیان کردیا۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اُس سے فرمایا: مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهٖ اَصْحَابُكَ؟ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلٰى لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ؟ ''ایسا کیوں نہیں کرتا جیسے تیرے ساتھی کہتے ہیں؟ (سورۂ اخلاص کو ہر رکعت میں پڑھنے کی بجائے اور سورتیں پڑھا کرو۔) اور کیا سبب ہے کہ تو نے ہر رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ کو لازم کرلیا؟''۔

تو اُس نے عرض کیا: اِنِّىْ اُحِبُّهَا ''مجھے اِس سورت سے محبت ہے''۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: حُبُّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ [۲۲۳]
''اِس کی محبت تجھے جنت میں داخل کردے گی''۔ ۝

۝ اِس کے حاشیہ میں صاحبِ تیسیر الباری نے لکھا ہے:۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ بڑی پیاری سورت ہے۔ اِس میں ہمارے بادشاہ کی بہت عمدہ صفتیں مذکور ہیں جس کو اپنے بادشاہ سے محبت ہے وہ اِس پاک سورت سے بھی محبت کرے گا''۔

(تیسیر الباری جلد ا ص ۵۱۱ من وعن) ☆

☆ لکھا تو صحیح ہے مگر مقام صد اَفسوس کہ اِن کی قوم کے اَفراد کی آنکھوں پر غُصہ کی اَیسی پٹی بندھی ہوئی ہے کہ اہلِ ایمان اہلسنّت وجماعت جب قُل شریف پڑھتے ہیں تو اُن پر بدعت کے فتوے لگا کر اِرشادِ مصطفوی ﷺ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ کیا یہ حدیث پسندی ہے؟

نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا بدعت نہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے خبر دی کہ:۔

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذَالِکَ اِذَا سَمِعْتُہٗ [۲۲۴]

فرض نماز سے فارغ ہوکر ذکر کرنا نبی (کریم رءُوف ورحیم) ﷺ کے (ظاہری) زمانہ (حیات) سے جاری تھا۔ آپ نے فرمایا: مجھ کو تو لوگوں کا نماز سے فارغ ہونا اِسی ذکر کی آواز سُن کر معلوم ہوتا۔ ۝

---

[۲۲۳] بخاری جلد ا ص ۱۰۷' فتح الباری جلد ۲ ص ۳۲۴' عمدۃ القاری جلد ۳ جز ۶ ص ۴۲' تیسیر الباری جلد ا ص ۵۱۰' تفہیم البخاری جلد ا ص ۱۱۴۲' ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۸' قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۶۹' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۸۲' مواہب الرحمان جلد ۱۰ ص ۱۰۸۳۔ [۲۲۴] بخاری جلد ا ص ۱۱۶' تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۴۔

○ اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ پکار کر یعنی جہر کے ساتھ ذکر اِلٰہی کرنا بدعت نہیں جیسے بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔ ''تحقیق اِس باب میں یہ ہے کہ جہاں پر جہر وارد ہے وہاں جہر بہتر ہے۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۵۵۴)

سلام پہنچ جائے گا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب ہم (پہلے پہل) نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے:۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَّ فُلَانٍ. ''(حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اور (حضرت) میکائیل (علیہ السلام) پر سلام ہو' فلاں پر سلام ہو' فلاں پر سلام ہو''۔

پھر ایک روز اَیسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف رُخ زیبا فرمایا اور اِرشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ. ''بیشک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) تو خود سلام ہے''۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت کے واضح اَلفاظ موجود ہیں کہ ہم نماز میں کہتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہٖ. ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے بندوں کی طرف سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) پر سلام'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ. ○ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) پر سلام مت کہو' اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) تو خود سلام ہے''۔ بلکہ تم کہو:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِکَ اَصَابَ کُلَّ عَبْدٍ فِی السَّمَآءِ اَوْبَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ''اور جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور آسمان کے درمیان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے نیک بندے ہوں گے' تمہارا سلام ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گا'' اور آخر میں کہو: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.'' پھر دُعاؤں میں جو دُعا پسند ہو وہ کرے۔

○ سلام درحقیقت دُعا ہے۔ یعنی تم سلامت رہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کو اَیسی دُعا دینے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک آفت اور تغیر سے پاک ہے۔ اَزلی واَبدی ہے۔ وہ جس کو چاہے سلامت رکھتا ہے۔ اِسی لئے اُس کا نام سلام ہوا۔ (تیسیر الباری جلد ا ص ۵۴۸) ☆

☆ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے اِس حدیث شریف کے حوالہ سے کتنا واضح طور پر لکھا ہے: آسمان' آسمان کے درمیان اور زمین میں جہاں کوئی صالح بندہ ہوگا' تمہارا سلام اُسے پہنچ جائے گا۔ اگر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے غلاموں' صالح بندوں کو سلام پہنچ جاتا ہے تو یقیناً رسول اللہ ﷺ کو بھی سلام پہنچ جاتا ہے۔ ایمان دُرست کرنے کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب تم مجھ پر سلام بھیجتے ہو' تمہاری آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ تفصیل جاننے کیلئے بندۂ ناچیز کی کتاب اَنوار دُرود و سلام پڑھئے۔


تیسیر الباری
کی دوسری جلد سے
تشریحات
ملاحظہ فرمائیں

حضرت مخدوم علی احمد صابر علیہ الرحمہ:

حدیث شریف میں ہے، جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، فرماتے ہیں:- نَھٰی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ اَخَاہُ مِنْ مَّقْعَدِہٖ وَیَجْلِسُ فِیْہِ [1] نبی اللہ ﷺ نے اِس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی (جمعہ کے دن) دوسرے آدمی کو اُس کی جگہ سے اُٹھائے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ حکم ہر جمعۃ (المبارک) میں ہے۔ ۝

۝ ..... ”کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ مسجد میں سب سے پہلے آتے اور بیٹھ جاتے۔ اِس کے بعد بستی کے اَمیر لوگ آتے تو اُن کو غریب سمجھ کر اُٹھاتے اُٹھاتے مسجد کے باہر کر دیتے۔ کئی بار ایسا اِتفاق ہوا لیکن خاموش ہو رہے۔ آخر جب تنگ آئے اور وہاں کے لوگوں نے یہ بُری حرکت نہ چھوڑی تو مخدوم صاحب جو مسجد سے باہر نکال دیئے گئے تھے اور اَمیر اور اُمراء سب اَندر تھے۔ ایک بارگی مسجد سے کہنے لگے، سب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتی؟ مسجد اُسی وقت گر پڑی اور یہ سب مغرور لوگ وہیں دب کر مر گئے“۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۱ من وعن)

آپ ﷺ عطا فرماتے ہیں، اور دِلوں کی کیفیت سے آگاہ ہیں:

حضرت اِمام حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم سے حضرت عَمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال یا کوئی چیز آئی تو آپ ﷺ نے اُسے بانٹ دیا۔ فَاَعْطٰی رِجَالًا وَّ تَرَکَ رِجَالًا (بعضوں کو عطا فرمایا اور بعضوں کو نہ دیا) اِس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو آپ ﷺ نے مال عطا نہیں فرمایا، وہ ناراض ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی حمد وثناء فرمائی، پھر فرمایا:

---

[1] بخاری جلد۱ ص۱۲۴، تیسیر الباری جلد۲ ص۲۰۔

اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَ اَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰکِنْ اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْھَلَعِ وَاَکِلُ اَقْوَامًا اِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِّنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ فِیْھِمْ، عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰہِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِکَلِمَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ [۲]

''اللہ (جل جلالہ) کی قسم! میں ایک شخص کو مال عطا فرماتا ہوں اور ایک کو نہیں، پھر جس کو عطا نہیں فرماتا اِس کو اُس سے زیادہ پیار کرتا ہوں، محبوب رکھتا ہوں، جس کو دیتا ہوں لیکن جن لوگوں کو عطا فرماتا ہوں، اِس وجہ سے عطا فرماتا ہوں کہ اُن کے دِلوں میں بے چینی اور بوکھلا پن یعنی عدم ثبات دیکھتا ہوں اور بعض لوگوں کو (جن کو نہیں دیتا) اُن کے دِلوں میں غنا اور خیر و بھلائی کی وجہ سے جو اللہ (عزوجل) نے اُن کے دِلوں میں رکھی ہے۔ اُنہی میں (حضرت) عمرو بن تغلب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (حضرت) عمرو (رضی اللہ عنہ) نے کہا اللہ (عزوجل) کی قسم! جو بات نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے (میرے حق میں) فرمائی، اُس کے بدلے اگر سرخ اُونٹ ملتے تو اِتنی خوشی نہ ہوتی''۔ ۝

رسول اللہ ﷺ کی رضامندی:

۝ ''سبحان اللہ، صحابہؓ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا ایک کلمہ فرمانا جس سے آپؐ کی رضامندی اُن کو معلوم ہو، ساری دُنیا کا مال و دولت ملنے سے زیادہ پسند تھا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۹ من وعن) ☆

☆ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو جہاں اللہ (عزوجل) کی رضا مطلوب ہوتی تھی وہاں رسول اللہ ﷺ کی رضا کے بھی طالب ہوتے تھے۔

قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مقدسہ کے مطالعہ کیلئے نگاہِ ایمان اور سرکارِ کائنات

[۲] تیسیر الباری جلد۲ ص۲۹، بخاری جلد۱ ص۱۲۶۔

ﷺ کی محبت کی روشنی کی ضرورت ہے جب نگاہِ ایمان اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی دلِ مومن کو حاصل ہوگی تو قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی آیاتِ مبارکہ اور اَحادیثِ مقدسہ سے جہاں شانِ ربُّ العالمین کا پتا چلے گا وہاں عظمت و شانِ محبوبِ کائنات ﷺ کا عقیدہ اور نور بھی حاصل ہوگا۔

مُؤَلہ بالا حدیث شریف میں شانِ مصطفیٰ ﷺ کا روشن بیان ہے۔ اِس سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) عطائے مصطفیٰ کریم ﷺ۔ (۲) نگاہِ نبی کریم ﷺ اور (۳) رضائے مصطفیٰ ﷺ۔

ہم اہلِ ایمان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ (عزوجل) کے خزانوں سے عطا فرماتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود واضح اَلفاظ میں فرمایا ہے:

حدیثِ پاک:

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے سنا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطاب فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ ۳

''جس کے ساتھ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے، اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ ۴ اور میں تو تقسیم فرمانے والا، بانٹنے والا ہوں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) عطا فرماتا ہے''۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو عطائے جنت:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف اس کی تائید کرتی ہے۔

---

۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۹ ص ۳۲۹۔ ۴ (دین کی سمجھ تعظیم و احترام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اتباعِ رسول ﷺ ہے۔

فرماتے ہیں:

كُنتُ اَبِيتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِيْهِ بِوُضُوْئِهٖ وَ حَاجَتِهٖ فَكَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ وَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّیْ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَ بِحَمْدِ الْهُدٰی سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الْهَوٰی قَالَ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرَافَقَتُكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ قَالَ فَقُلْتُ مُرَافَقَتُكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۵

''میں رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں گزارتا اور آپ ﷺ ''قِيَامُ اللَّيْلِ'' فرماتے اور یہ کلمات پڑھتے: سُبْحَانَ رَبِّیْ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِ الْهُدٰی سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ' سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الْهَوٰی۔

فرماتے ہیں' مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟ تو میں نے عرض کیا جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور' عرض کیا' بس جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ ۶ فرمایا:- بارگاہِ الٰہی میں کثرت سے سجدے کر کر کے میری مدد فرما''۔ مطلب یہ کہ اس

---

۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۴۸۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ص ۳۳۴' الترغیب والترہیب جلد۱ص ۲۵۰۔ ۶ آپ ﷺ نے خود ہی مانگنے کے لئے فرمایا اور بغیر شرط کے فرمایا اور حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بھی کیا خوب مانگا جنت میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ساتھ۔ آپ ﷺ نے اُسے یہ نہیں فرمایا یہ تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا: اس کے علاوہ اور بھی اگر کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو' لے لو' مگر اُنہوں نے پھر عرض کیا' جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہئے۔ نبی مختار ﷺ نے اُس کی چاہت کو قبول فرمایا۔

عطا کے بعد بے عمل نہیں ہونا۔ شکر کرنا ہے اور زیادہ سجدے اَدا کرنے ہیں۔

اِس کی شرح میں بعض محدثین نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے خزانے اور جنت سیّد عالم ﷺ کے دستِ اقتدار میں دیئے ہیں جسے چاہیں جتنا چاہیں جو چاہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حکم سے عطا فرمائیں۔

صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ** ۷ ''میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رُعب سے میری مدد فرمائی گئی ہے اور میں سو رہا تھا، میں نے دیکھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئی ہیں''۔

سرکارِ کائنات ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ **اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ خَازِنٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ** ۸ ''میں قاسم ہوں اور خازن (خزانچی) ہوں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) مجھے عطا فرماتا ہے''۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: **اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اُقَسِّمُ بَيْنَكُمْ** ۹ ''میں اللہ (عزوجل) کی طرف سے بانٹنے والا بنایا گیا ہوں، میں تم کو تقسیم کرتا ہوں''۔

وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَ اَنَا قَاسِمٌ امام اسلام، مخدوم ملّت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم دیتا وہ ہے دِلاتے یہ ہیں

---

۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۴۹، مسلم جلد ۱ ص ۱۹۹، بخاری جلد ۱ ص ۴۱۸، البدایہ والنہایۃ جلد ۴ ص ۱۰۲، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۴۹، مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۳۹۵، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۶۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۹، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۲۸۔ ۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۹ ص ۳۷۰۔۳۷۱، مسلم جلد ۱ ص ۳۳۳، کنز العمال ۱۶۷۰۸، ۱۶۷۶۵، مسند احمد جلد ۴ ص ۹۹، ۱۰۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۹۵۔ ۹ بخاری جلد ۱ ص ۴۳۹۔

نگاہِ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ دِلوں پر ہے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مجھ سے میری والدہ نے پوچھا تُو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی خدمت میں کب جایا کرتا ہے؟ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' کئی دنوں سے میں غیر حاضر رہ رہا ہوں۔ فرماتے ہیں' میری ماں مجھ سے بہت خفا ہوئیں۔ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' اَب جانے دو:- اَتِی النَّبِیَّ ﷺ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَ اَسْاَلُهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلِیْ وَلَکِ ''میں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوتا ہوں اور مغرب کی نماز اُن کے ساتھ اَدا کرتا ہوں اور آپ ﷺ سے سوال کروں گا کہ دُعا فرمائیں' میں بھی بخشا جاؤں اور میری والدہ بھی بخشی جائے''۔

فرماتے ہیں' پھر میں آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور نمازِ مغرب پڑھی' یہاں تک کہ (وہیں) نمازِ عشاء کا وقت ہو گیا پھر نمازِ عشاء پڑھی۔ بعدازیں آپ ﷺ آستانۂ اَقدس کی طرف روانہ ہوئے: فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَیْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ ''میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیا آپ ﷺ نے میری آواز کو سنا اور فرمایا تم کون ہو؟ کیا تم حذیفہ ہو؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَاحَاجَتُکَ ''تجھے کیا حاجت ہے؟'' پھر خود ہی فرما دیا: غَفَرَاللّٰهُ لَکَ وَلِاُمِّکَ [۱] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہاری بھی بخشش فرمائے اور تمہاری والدہ کی بھی''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے خود ہی دُعا عطا فرما دی۔ وہ گفتگو جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی والدہ محترمہ کے درمیان ہوئی۔ اُس کی عملی تفسیر بیان فرما دی تا کہ ایمان والوں کو معلوم ہو کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ گھر کی گفتگو اور دِلوں کے خیالات سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ یہ

---

[۱] ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۸' مشکوٰۃ ص ۵۷۱' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۹۱۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی عطا ہے۔

یہ تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی شان ہے' ربّ کائنات نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے متبعین کو بھی ایسی شان عطا فرمائی ہے کہ وہ بھی دیوار کے پیچھے اور دِلوں کے حالات اور گفتگو سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔

واقعہ نمبر۱: شیخ المشائخ قطب الاقطاب غوثِ اعظم پیرِ پیراں حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب **غنیۃ الطالبین شریف** میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوموسیٰ دیبلی علیہ الرحمہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یحییٰ علیہ الرحمہ سے توکل کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن یحییٰ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تم اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈال دو اور کلائی تک اُس کے منہ میں اُتر جائے تب بھی بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف نہ کر۔ حضرت ابوموسیٰ دیبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب میں نے یہ سنا تو میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں مسئلہ پوچھنے کے لئے شہر بسطام گیا۔

دَقَقْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ" فَقَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى مَا كَانَ لَكَ فِى جَوَابِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْقَنَاعَةِ حَتّٰى تَجِئَ وَ تَسْأَلَنِىْ فَقَالَ قُلْتُ يَا سَيِّدِىْ اِفْتَحِ الْبَابَ

''میں نے دروازے پر دستک دی تو آپ نے دروازہ کھولے بغیر اندر ہی سے جواب اِرشاد فرمایا' کیا تجھے عبدالرحمٰن کے جواب سے تسلی وتشفی نہیں ہوئی جو مجھ سے پوچھتے ہو؟ حضرت ابوموسیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' اے میرے سردار! دروازہ تو کھولیں''۔

تو حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر تم زیارت کے لئے آتے تو میں تمہارے لئے دروازہ کھول دیتا۔ اَب آپ ایسے کرو کہ دروازے سے ہی جواب سن لو اور واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اگر وہ سانپ جو عرش کے

دروازے پر حلقہ کئے ہوئے ہے' تمہارے اُوپر حملہ کرے تو تم سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کوئی خوف اپنے دِل میں نہ لانا۔ (یہ ہے توکل) حضرت ابوموسیٰ دیبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' بعدازیں میں وہاں سے شہر دبیل واپس آ گیا اور وہاں ایک سال رہا اُس کے بعد حضرت شیخ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی زیارت کا قصد کر کے اُن کے پاس آیا۔ اُنہوں نے فرمایا: مرحبا! اَب تم زیارت کی نیت کر کے آئے ہو۔ [11]

واقعہ نمبر۲: ایک دفعہ حضرت ابوسعید فضل اللہ محمد مہینی علیہ الرحمہ نیشاپور سے توس کو جا رہے تھے' راستے میں سرد گھاٹی پڑتی تھی۔ آپ اپنے پاؤں میں سردی محسوس کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ جو درویش تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اپنے رومال کے دو ٹکڑے کر کے آپ کے پاؤں پر لپیٹ دوں۔ لیکن پھر خیال آیا کہ میرا رومال بہت اچھا ہے' اِسے ضائع کیوں کروں؟ لیکن میں نے (شیخ سے) کچھ کہا نہیں۔ توس پہنچ کر ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میں نے حضرت شیخ ابوسعید مہینی علیہ الرحمہ سے عرض کیا:۔

اے شیخِ حقانی! اِلہام اور وسوسۂ شیطانی میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: اِلہام وہ تھا جس نے تیرے دِل میں خیال پیدا کیا کہ اپنے رومال کو پھاڑ کر ابوسعید کے پاؤں کے گرد لپیٹ دو تا کہ اِس کے پاؤں کو سردی نہ لگے اور شیطانی وسوسہ وہ تھا جس نے تجھے اَیسا کرنے سے روکا"۔ [12]

چُھپی باتوں کی خبریں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِىْ يُهْدِىْ

---

[11] غنیۃ الطالبین ص ۴۱۷ مترجم۔ [12] کشف المحجوب فارسی ص ۱۴۹' مترجم ص ۳۷۔۳۶' چھاپہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور' ترجمہ میاں طفیل محمد' سابق امیر جماعتِ اِسلامی۔

بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دُجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ [۱۳]

''جب جمعۃ المبارک کا دن آتا ہے تو فرشتے جامع مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں (یعنی جہاں جس مسجد میں جمعۃ المبارک کی نماز ہوتی ہے اُس کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک کی نماز اَدا کرنے کے لئے آنے والے نمازیوں کے نام) لکھتے ہیں' جو پہلے آتا ہے اُس کو پہلے آنے والوں میں لکھتے ہیں اور جو بعد میں آتا ہے اُس کو بعد میں آنے والوں میں۔ سب سے اوّل آنے والے کے لئے اُونٹ کی قربانی کرنے والے جتنا ثواب لکھا جاتا ہے' پھر اُس کے بعد گائے کی قربانی کرنے والے جتنا ثواب' پھر آنے والے کے لئے مینڈھے کی قربانی کرنے والے جتنا ثواب' پھر مرغی کا صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب' پھر انڈا صدقہ کرنے جتنا ثواب' پھر جب اِمام خطبۂ جمعۃ المبارک پڑھنے کے لئے نکلتا ہے (کھڑا ہوتا ہے) تو فرشتے اپنے (وہ) رجسٹر (جن پر وہ لوگوں کے نام لکھ رہے تھے) لپیٹ لیتے ہیں (بند کر دیتے ہیں) اور خطبۂ جمعۃ المبارک سننے لگتے ہیں''۔ ☆

☆ فرشتوں کے بارے میں ایک کلمہ گو کا عقیدہ ہے کہ فرشتے نوری اور نظر نہ آنے والی (یعنی غیر مرئی) مخلوق ہیں۔ بنیادی اِعتقادیات میں فرشتوں پر اِیمان بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ نبوّت اور روحانیت کا نظام فرشتوں سے متعلق ہے۔ فرشتوں کا اِنکار سارے روحانی نظام کا اِنکار ہے۔

کلمہ پڑھنے والے لوگ یہ یقین اور اِعتقاد رکھیں کہ اِسلام اَدب و اِحترام سکھانے والا دین ہے۔ کلمہ پڑھنے والے اپنے کلمہ گو بھائیوں کے لئے ابریشم کی طرح

---

[۱۳] تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲' بخاری جلد ۱ ص ۱۲۷' مشکوٰۃ ص ۱۲۸ حدیث نمبر ۱۳۸۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۲۶' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۹۹' مسلم حدیث نمبر ۲۴/۸۵۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۵۱' ترمذی حدیث نمبر ۴۹۹' نسائی حدیث نمبر ۱۳۸۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۹۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۹' مرقاۃ جلد ۳ ص ۴۳۰۔

نرم ہیں اور میدانِ جہاد میں کفار کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار اور غیر متزلزل چٹان کی طرح ہیں اور سرکارِ کائنات ﷺ کے حضور نیاز مند اور مؤدّب ترین ہیں۔

جو اُمّتی ' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی ہر بات پر بے دیکھے ایمان لاتا ہے وہ اِس کائنات کا حُسن ہے۔ اُس کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ جو کچھ دیکھتے ہیں ہم وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ ملائکہ کو دیکھتے ہیں' جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں دیکھتے تھے۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ فرشتوں کو اُن کی اَصل صورت میں بھی دیکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رَأَیْتُ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ [۱۴] ''میں نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو دیکھا اُن کے چھ سو بازو ہیں''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: لَمْ اَرَهُ عَلٰی صُوْرَتِهِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْهَا غَیْرَهَا تَیْنِ الْمَرَّتَیْنِ رَأَیْتُهٗ مُنْهَبِطًا مِّنَ السَّمَآءِ سَادَ اَعْظَمُ خَلْقِهٖ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ [۱۵] ''میں نے سوائے دو مرتبہ کے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو اَصلی صورت میں نہیں دیکھا میں نے دیکھا وہ آسمان سے اُتر رہے تھے اُن کے جسم کی لمبائی چوڑائی آسمان سے زمین تک تھی''۔

اِسی لئے صاحبِ ایمان اپنے آپ کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مثل نہیں کہتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کبھی اَیسی گفتگو نہیں کی تھی جس سے یہ اِحساس ہو کہ وہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو اپنی مثل کہتے ہیں بلکہ وہ اپنے ماں باپ قربان کرنے کے بعد گفتگو کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے لعابِ دہن مبارک اور اَعضائے وضو سے لگے ہوئے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے

---

[۱۴] مسلم جلد ا ص ۹۸' ۹۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۹۰۔ [۱۵] مسلم جلد ا ص ۹۸' مسند ابو عوانہ جلد ا ص ۱۵۴۔

بلکہ اُس پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایسے جھپٹتے تھے جیسے جنگ ہو رہی ہے اور لُعابِ دہن مبارک اور اَعضائے وُضو کا مبارک پانی اپنے چہروں، سینوں اور زبانوں پر ملتے تھے۔ سرکارِ کائنات ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جیسی بھی مبارک و مقدّس گفتگو فرماتے وہ بغیر بحث کیے اُس پر اِعتقاد اور یقینِ کامل رکھتے۔

مُحوّلہ بالا حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرشتوں کے بارے میں جو گفتگو اِرشاد فرمائی ہے یہ ساری غیب کی گفتگو ہے اور کیسا خوبصورت عقیدہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کہ اُنہوں نے بغیر بحث کئے ہر بات کو تسلیم کیا ہے۔ سرکارِ کائنات ﷺ سب کچھ دیکھ کر بتاتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے سُن کر ایمان لاتے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت (سُنّی) بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح آپ سرکار ﷺ کی باتوں پر ایمان اور عقیدہ رکھتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے:

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سب کی سنتا ہے بعض اَوقات کوئی شخص نادانی میں یہ بات کہہ دیتا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے تو کسی سے دُعا کروانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بات سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے لیکن لوگ جب آپ ﷺ سے دُعا کروانے کے لئے حاضر ہوتے تھے تو آپ ﷺ کسی کو کبھی بھی مایوس نہ لوٹاتے اور نہ ہی یہ فرماتے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ سَمِیْع و بَصِیْر سب کی سنتا ہے پھر مجھ سے کیوں دُعا کرواتے ہو، خود ہی کرلو۔

واقعہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں ایک بار کافی عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک جمعۃ المبارک میں جب کہ آپ ﷺ خطبہ شریف اِرشاد فرما رہے تھے، عین خطبۂ

جمعۃ المبارک کے وقت ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَ الْمَالُ وَ جَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جانور مر گئے اور بال بچے بھوکے ہو گئے۔ اللہ (عزوجل) کے حضور دُعا فرمایئے۔ فَرَفَعَ یَدَیْہِ پس آپ ﷺ نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے''۔

(حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اللہ (عزوجل) کی قسم! اَبھی آپ ﷺ نے اپنے نورانی ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل اُمڈ آئے اور اَبھی آپ ﷺ منبر شریف سے اُترے بھی نہ تھے کہ موسلا دھار بارش برسنا شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ کی ریش مبارک پر پانی برس رہا ہے۔ غرض اُس دن، سارا دن بارش برستی رہی اور کل، پرسوں اور ترسوں اور دوسرے جمعۃ المبارک تک بارش برستی رہی۔ پھر دوسرے جمعۃ المبارک کو وہی دیہاتی یا کوئی اور شخص عرض کرنے لگا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تَھَدَّمَ الْبِنَاءُ وَ غَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) گھر گر گئے اور جانور ڈوب گئے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے دُعا فرمایئے (اَب بارش نہ برسے) تو آپ ﷺ نے اپنے نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے''۔

اور اِس طرح دُعا فرمائی:۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِہٖ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَجَرَتْ وَصَارَتِ الْمَدِیْنَۃُ مِثْلَ الْجَوْبَۃِ [۱۶]

''یا اللہ ہمارے اِردگرد برسا، ہم پر نہ برسا پھر آپ ﷺ اَبر کے جس

---

[۱۶] بخاری جلد۱ ص ۱۲۷، تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۴، مسند احمد جلد۳ ص ۱۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۵۶۔۳۵۵۔۳۵۴۔۳۵۳، درمنثور جلد۲ ص ۲۸، الادب المفرد ص ۹۰، نصب الرایۃ جلد۲ ص ۲۳۹، کتاب الاذکار ص ۱۵۵، شرح السنۃ جلد۴ ص ۴۱۴، مصنف عبدالرزاق جلد۳ ص ۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۰ ص ۳۴۶۔۲۱۹، جلد۱۱ ص ۴۸۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص ۳۴۶۔

کونے کی طرف اشارہ فرماتے اُدھر سے اَبر کھل جاتا (کھلتے کھلتے سارے مدینہ منورہ سے بادل ہٹ گئے) اور مدینہ (منورہ) کے اُوپر ایک گول دائرہ بن گیا اور قناۃ کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور جو کوئی باہر سے آیا اُس نے کہا خوب بارش ہو رہی ہے۔ (یہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا بہت بڑا معجزہ ہے)''۔

قربانی کا جانور اور اِختیارِ نبی کریم ﷺ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے ہمیں قربانی والے دن' عید کی نماز پڑھانے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعدازیں فرمایا: **مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ مَنْ نَّسَکَ قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَاِنَّهٗ قَبْلَ الصَّلَاۃِ وَلَا نُسُکَ لَهٗ** ۱۷ ''جو ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے تو اُس کی قربانی صحیح ہوئی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کر لے وہ نماز سے پہلے (گوشت کھاتا ہے) قربانی نہیں ہے''۔

حضرت ابوبُردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' **یا رسول اللہ** (صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے اپنی بکری نماز سے پہلے ذبح کر لی اور مجھے یہ خیال رہا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے چاہا کہ سب سے پہلے میرے ہی گھر میں بکری ذبح ہو' اس لئے میں نے اپنی بکری ذبح کر لی اور نماز کیلئے آنے سے پہلے کھا بھی لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بکری تو گوشت کی بکری ٹھہری (قربانی نہ ہوئی' حضرت ابوبُردہ رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَّنَا جَذَعَةً هِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ شَاتَیْنِ' اَفَتَجْزِیُٔ عَنِّیْ؟ قَالَ نَعَمْ' وَ لَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِکَ** ۱۸ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمارے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پسند ہے۔ کیا وہ میری طرف سے (قربانی میں) کافی ہو

---

۱۷ بخاری جلد ۱ ص ۱۳۱' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۵۱' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۰۷۔ ۱۸ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۰۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۸۴' ۳۱۱' جلد ۹ ص ۲۷۵' تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۳۹

جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (مگر) تمہارے بعد کسی اور کیلئے کافی نہ ہوگا"۔

اِس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو اِختیار حاصل ہے آپ ﷺ جس کے لئے چاہیں کوئی خاص حکم فرمادیں۔

رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے طلبِ بارش:

حضرت عبداللہ بن دینار علیہ الرحمہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا: یَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ اَبِیْ طَالِبٍ "وہ حضرت ابوطالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے"۔

وَ اَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

گورا اُن کا رنگ وہ حامی یتیموں بیواؤں کے
لوگ پانی مانگتے ہیں اُن کے منہ کے صدقے سے ۝

۝ "جناب ابوطالب حضرت علیؓ کے والدِ بزرگوار نے ایک بڑا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدح میں تصنیف کیا تھا۔ یہ اُس کا ایک شعر ہے۔ کہتے ہیں اِس قصیدہ میں ایک سو دس شعر تھے"۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۸۴ من وعن)۔

حضرت عمر بن حمزہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہم سے حضرت سالم علیہ الرحمہ نے اپنے والدِ گرامی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا' وہ فرماتے تھے کبھی میں شاعر (ابوطالب) کا یہ شعر یاد کرتا تھا۔

وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِ النَّبِیِّ ﷺ یَسْتَسْقِیْ فَمَا یَنْزِلُ حَتّٰی یَجِیْشَ کُلُّ مِیْزَابٍ [۱۹]

[۱۹] بخاری جلد۱ص۱۳۷' تیسیر الباری جلد۲ص۸۴۔

''اور میں نبی (کریم رءُوف ورحیم) ﷺ کے رُخِ زیبا کا دیدار کرتا آپ ﷺ منبر پر پانی کی دُعا کرتے پھر منبر سے اُترتے بھی نہ تھے کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے''۔ ۝

۝ ''ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کے صغرِ سنی میں آپؐ کو کعبہ میں لے جا کر پانی کی دُعا کی۔ حق تعالیٰ نے پانی برسایا یہ قصہ ابن عساکر نے نقل کیا ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ ص۸۴)

''حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا'' ابوطالب کے اِس کلام کا معنی دراصل نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توسل ہے کیونکہ جب حضرت عبدالمطلب نے بارش طلب کی تھی اور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ اُن کے ساتھ تھے۔ اُس وقت حضرت ابوطالب وہاں موجود تھے۔ لہٰذا اُس وقت لوگوں کا بارش طلب کرنا' سرورِ کائنات ﷺ کے چہرۂ انور کی برکت سے تھا اور لوگ آپ ﷺ کی ذاتِ کریمہ سے شفاعت کے طالب تھے۔ حضرت ابوطالب نے اِس واقعہ کی طرف اپنے شعر میں اِشارہ کیا ہے جو حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں ہوا تھا جب کہ اُنہوں نے قریش کے لئے بارش طلب کی اور سیّد عالم ﷺ بچپن میں اُن کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوطالب نے اُنہیں دیکھا تھا۔ حضرت ابنِ تین علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت ابوطالب کے محوّلہ بالا شعر میں اِس بات پر دلالت ہے کہ وہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی جانتے تھے۔ جبکہ اُن کو بحیرہ راہب نے اِس کی خبر دی تھی''۔ (تفہیم البخاری جلد۲ ص۱۵۰۔۱۴۹)

نیک بندوں کا وسیلہ:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں:-

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ کَانَ اِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقَی

بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ: فَيُسْقَوْنَ ۲۰

''حضرت امیر المؤمنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑا کرتا تو حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کے وسیلے سے دُعا کرتے اور کہتے یا اللہ (جَلَّ جلالک) ہم تیرے پاس اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تو تُو پانی برساتا تھا۔ اپنے پیغمبر ﷺ کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں ہم پر پانی برسا۔ راوی نے کہا پھر پانی برستا۔ ۝

۝ ''اِس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلِ بیت کا توسل کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ پانی برساتا۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آنحضرتؐ کا توسّل آپؐ کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو دُعا سکھائی۔ اِس میں یوں ہے: یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ اور اِن صحابی نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یہ دُعا دوسروں کو سکھلائی''۔

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۸۵ من وعن) ☆

توسّل کے سب سے پہلے منکر:

''مگر ہمارے اصحاب میں سے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اِس طرف گئے ہیں کہ اموات اور قبور کا توسّل جائز نہیں نہ حضرت عمرؓ نے نہ اور کسی صحابی نے آپؐ کی قبر شریف کا توسل کیا اور خلاف اِن کا بہت سے اکابر محدثین نے اور علماء نے اور یہ کہا کہ ایک اَمر کا منقول نہ ہونا اُس کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جبکہ اصل وسیلہ کا

۲۰ تیسیر الباری جلد۲ ص ۸۴، بخاری جلد ا ص ۱۳۷۔

جواز شرع سے ثابت ہے"۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۵ من وعن) ☆

☆ ابن تیمیہ کے اِس من گھڑت مسئلے سوائے ان کے مقلدین کے ساری اُمّت مخالف ہے۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی۔

☆ "اِس سے یہ نہیں نکلتا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا توسل (آپ ﷺ) کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ ﷺ تو اپنی قبرِ انور میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی قبرِ انور عظیم جنت کا باغ اور تا حدِ نگاہ وسیع ہے"۔

ہر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک دیہاتی جمعۃ المبارک کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)' جانور بھوک سے ہلاک ہونے لگے' بال بچے ہلاک ہو گئے' لوگ مر گئے۔ آپ ﷺ نے یہ سُن کر اپنے دونوں نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دُعا فرمانے لگے اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر ہم مسجد سے باہر نکلے بھی نہیں تھے کہ بارش برسنے لگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ اَبْطَيْهِ [۲۱] "آپ ﷺ نے اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اِتنے اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی"۔ ۵

۵ اِس حدیث سے یہ نکلا کہ اِستسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مستحب ہے۔ اِمام مالکؒ سے اور دُعاؤں میں ہاتھ اُٹھانا منقول نہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دُعا میں ہاتھ اُٹھانا مستحب ہے اور یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ سوائے استسقاء کے اور دُعاؤں میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے اُس کا مطلب یہ ہے کہ مبالغہ نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ اِسی حدیث میں ہے کہ اِستسقاء میں اِتنے ہاتھ اُٹھاتے کہ آپؐ کی بغلوں کی

[۲۱] مشکوٰۃ ص ۱۹۶' بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸' تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۳۲۔

سفیدی دکھائی دیتی''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۹۸ من وعن)

حضرت اِمام بخاری نے مُحوّلہ بالا حدیث شریف کے نقل کرنے کے بعد ایک باب لکھا ہے: رَفْعُ الْاِمَامِ یَدَہٗ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ (یعنی اِمام کا اِستسقاء میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا) ۝

۝ اور دُعاؤں میں بھی آنحضرتؐ سے ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ص ۹۸ من وعن) ☆

☆ ''اِستسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مسنون ہے اِس طرح اللہ عزوجل کے حضور عاجزی و اِنکساری کا اِظہار ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: دَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَأَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ ۲۲ ''نبی (کریم رءُوف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تو دونوں ہاتھ اِتنے اُٹھائے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی بغلوں مبارک کی سفیدی دیکھی''۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْرٌ ۲۳ ''بے شک تمہارا پروردگار شرم والا' کرم والا ہے' وہ حیاء فرماتا ہے اِس بات سے کہ اُس کا بندہ اُس کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور وہ ہاتھ خالی پھیر دے''۔

نجد کا علاقہ ..... زلزلے' فسادات اور شیطان کا سینگ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دُعا کی:

---

۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۹۶' بخاری جلد۲ص ۹۳۸' تیسیر الباری جلد۸ص ۲۳۲۔ ۲۳ ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶' ابن ماجہ ص ۲۸۴ (بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَا)' مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۲۵۱' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۱۲۹' درمنثور جلد۱ص ۱۹۵' ترمذی جلد۲ص ۱۹۶' مشکوٰۃ ص ۱۹۵' الترغیب والترہیب جلد۲ص ۴۸۰۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا وَ فِیْ یَمَنِنَا' قَالَ: قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا' فَقَالَ: قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا وَ فِیْ یَمَنِنَا قَالَ قَالُوْا وَ فِیْ نَجْدِنَا قَالَ قَالَ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَ بِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ [۲۴]

''اے اللہ (جَلَّ جلالک) ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں' فرمایا' یا اللہ (جَلَّ جلالک) ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں' اُنہوں نے فرمایا: وہاں تو زلزلے اور فساد ہوں گے اور وہیں شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (نجد عرب سے مشرق کی طرف واقع ہے)۔ ۝

۝ ''آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ مشرق کا ملک فساد کی جڑ ہے اِس لئے اِس کے لئے دُعا نہیں فرمائی''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۰۲ من وعن)

نجد سعودی عرب کا ایک علاقہ ہے' وہاں ابنِ عبدالوہاب نجدی پیدا ہوئے جس کے فتنے آج بھی دُنیائے اِسلام کے لئے باعثِ پریشانی ہیں۔ اِن کے پیروکار اپنے سوا سب کو کافر و مشرک سمجھتے ہیں اِن کا فرقہ فرقہ وہابیہ کہلاتا ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے اِس علاقے کے لئے دُعا نہیں فرمائی۔ سرکارِ کائنات ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب سے اُن کی عاقبت معلوم تھی اور آپ ﷺ جانتے تھے کہ یہ علاقہ فتنہ وفساد کا مرکز ہوگا اور اِس خطہ کی تقدیر میں عقوبات شامل ہو چکی ہیں' اِس لئے اِن حالات کا علم ہوتے ہوئے فطرت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اُن کے لئے دُعا نہ کی جائے۔ ۝

---

[۲۴] بخاری جلد ۱ ص ۱۴۰' فتح الباری جلد ۲ ص ۶۶۲' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۷ ص ۵۷' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۰۲' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۷۰' مشکوٰۃ ص ۵۸۲ حدیث نمبر ۶۲۷۱' ترمذی حدیث نمبر ۳۹۵۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۸' ۹۰' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۰۵' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۵۹۔

○ ''یہ روایت یہاں موقوفاً بیان ہوئی ہے اور درحقیقت مرفوع ہے۔ ازہر سمان نے اِس کو مرفوعاً روایت کیا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۰۲ من وعن)

دوزخ اور جنت دیکھنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ظاہری زمانۂ حیات میں سورج گرہن دیکھا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور دیر تک کھڑے رہے۔ جتنی دیر میں کوئی سورۃ البقرۃ پڑھے۔ پھر ایک بہت لمبا رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اُٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے اور یہ پہلی بار سے کم تھا۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا۔ پھر دونوں سجدوں کے بعد دیر تک کھڑے رہے اور یہ اَگلی بار سے کم تھا۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا یہ اَگلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اُٹھایا پھر دیر تک کھڑے رہے اور یہ اَگلی بار سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے۔ اُس وقت سورج روشن ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَأَيْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ''سورج اور چاند دونوں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) کی نشانیاں ہیں' اِن کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا جب تم یہ گرہن دیکھو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) کی یاد کرو''۔

لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)'

رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَّ لَوْ اَصَبْتُهٗ لَا كَلْتُمْ مِّنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَاُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ وَ رَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءُ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ' قِيْلَ:

يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَ يَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ۲۵

''ہم نے دیکھا آپ ﷺ (نماز ہی میں) اپنی جگہ سے آگے بڑھے جیسے کوئی چیز لینے لگے پھر ہم نے دیکھا آپ ﷺ پیچھے ہٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے بہشت دیکھی میں اُس میں سے ایک خوشہ لینے کو تھا اور اگر لے لیتا تو جب تک دُنیا قائم ہے تم اُس میں سے کھاتے رہتے۔ اور مجھے دوزخ دکھائی گئی' میں نے آج کے دن سے بڑھ کر کوئی ڈراؤنی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ میں نے دیکھا' اِس میں عورتیں بہت ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ناشکری کرتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا' اللہ تبارک وتعالیٰ کی؟ فرمایا: نہیں' خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور اِحسان نہیں مانتی۔ اگر تُو کسی عورت کے ساتھ عمر بھر اِحسان کرے وہ ایک ذرا سی بُرائی تجھ سے دیکھے تو کہتی ہے مجھے تم سے کبھی بھلائی نہیں ہوئی''۔ ☆

☆ سرورِ کائنات ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے کہ میں نے جنت کو دیکھا ہے آپ سرکار ﷺ نے جنت کو سر مبارک کی نورانی آنکھوں سے دیکھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اور جنت کے درمیان کے سارے حجابات ہٹا دیئے۔ دکھانا اور درمیان سے حجابات ہٹانا قدرتِ الٰہیہ میں ہے۔ جب حجابات ہٹ گئے تو آپ ﷺ نے جنت و دوزخ کو دیکھ لیا۔ سرکارِ کائنات ﷺ اپنے مقام پر جلوہ اَفروز رہتے ہوئے' دُور کی چیزیں ملاحظہ فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ فرماتے۔

---

۲۵ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۱۶' بخاری جلد ۱ ص ۱۴۳۔

عمیر بن وہب بن خلف کے اِسلام لانے کا واقعہ:

غزوۂ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز عمیر بن وہب بن خلف قریشی جمحی اور صفوان بن امیہ خانہ کعبہ میں حطیم میں بیٹھے تھے۔ عمیر مذکور شیاطینِ قریش میں سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو تکلیف دیا کرتا تھا۔ اِس کا بیٹا وہب بن عمیر غزوۂ بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔ عمیر اور صفوان کے درمیان گفتگو ہوئی۔

صفوان نے کہا: اَب زندگانی کا کوئی لطف نہیں ہے۔

عمیر: تُو سچ کہتا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں اَدا نہیں کرسکتا اور اہل وعیال کی کثرت نہ ہوتی تو اَبھی سوار ہوکر جاتا اور حضرت محمد ﷺ کو شہید کردیتا کیونکہ میرا بیٹا وہب بن عمیر بھی اُن کے پاس قید ہے۔

صفوان نے عمیر کی بات کو غنیمت سمجھا اور کہا تیرے قرض کا اَدا کرنا میرے ذمّے ہے اور تیرے اہل وعیال کا خرچ بھی میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ برداشت کروں گا تو جا کر یہ کام کر۔

عمیر نے کہا: یہ بات تیرے اور میرے درمیان ہے' اِس راز کو ظاہر نہ کرنا۔ عہد وپیمان کی پختگی کے بعد عمیر نے اپنی تلوار کو زہر میں بجھایا اور اُونٹ پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ عمیر نے مدینہ منورہ آ کر اپنی اُونٹنی کو مسجد نبوی شریف کے دروازے میں بٹھا دیا اور تلوار لٹکائے ہوئے چل پڑا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اُس وقت مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ غزوۂ بدر کا ذکر فرما رہے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی فرمایا: یہ کتا دُشمن شرارت کے لئے آیا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اَقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہ کا

دُشمن عمیر آیا ہے اور تلوار اُس کے ہاتھ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِسے میرے پاس لاؤ۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کی تلوار کے تسمے کو جو اُس کی گردن میں لٹکا ہوا تھا' خوب مضبوطی سے پکڑ لیا اور اَنصار کے لوگوں سے فرمایا: اِس کو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس لے جاؤ مگر ہوشیار رہنا کیونکہ یہ شخص مکّار ہے' اِس کا بھروسہ نہیں' یہ اِنتہا درجے کا خبیث ہے۔ پھر جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اِسی طرح پکڑ کر اُس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) اِس کو چھوڑ دو۔ اور فرمایا: اے عمیر تُو میرے پاس آ۔

عمیر' رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا' اِنْعَمُوْا صَبَاحًا ''آپ کی صبح بخیر ہو''۔ (رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ یہ دُعائیہ کلمہ جاہلیت کی رسم سے تھا۔ جب لوگ ایک دوسرے سے ملتے تھے تو یہی کہتے تھے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں اللہ عزوجل نے تیرے تحیہ سے بہتر تحیہ عنایت فرمایا ہے اور وہ سلام ہے' جو اہل جنت کا تحیہ ہے۔

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اے عمیر' تم کیونکر آئے ہو۔

عمیر نے عرض کیا: اپنے بیٹے کے لئے آیا ہوں جو آپ ﷺ کے پاس جنگی قیدی ہے۔ آپ ﷺ اُس کو رہا فرما کر مجھ پر اِحسان کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ تلوار تیرے پاس کس لئے ہے؟

عمیر نے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ اِن تلواروں کا بُرا کرے۔ اِنہوں نے ہمیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ بتاؤ کس لئے آئے ہو؟

عمیر نے کہا: فقط اپنے بیٹے کے لئے آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تُو اور صفوان حطیم میں بیٹھے ہوئے

تھے، تُو نے مقتولینِ بدر کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے تھے پھر تُو نے کہا تھا اگر مجھ پر قرض اور اہل وعیال کا بوجھ نہ ہوتا تو میں (حضرت) محمد (ﷺ) کو شہید کر دیتا۔ یہ سُن کر صفوان نے تیرے قرض اور اہل وعیال کی کفالت کا ذمہ لیا۔ بدیں غرض تُو یہاں آیا ہے کہ تُو مجھے شہید کر دے۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ تیرے اور اِس غرض کے درمیان حائل ہے۔

عمیر نے جب یہ بات سنی تو کہا، بے شک میں گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کے سچے رسول (ﷺ) ہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، آپ (ﷺ) جو آسمانی باتیں اور خبریں بیان فرماتے تھے، ہم اُن کو جھٹلایا کرتے تھے اور یہ ایسی بات آپ (ﷺ) نے فرمائی ہے کہ اُس وقت سوا میرے اور صفوان کے کوئی نہ تھا۔ اللہ (عزّوجلّ) کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے سوا آپ (ﷺ) کو کسی نے نہیں بتائی۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کا شکر ہے جس نے مجھے اِسلام کی ہدایت بخشی اور اِس راستہ پر مجھے چلایا پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے پڑھا: **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ**

اور صدقِ دِل سے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم اپنے اِس دینی بھائی کو دین کے مسائل بتاؤ اور قرآنِ مجید پڑھاؤ اور اِس کے قیدی کو اِس کے حوالے کر دو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو تعلیم دی پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، میں پہلے نورِ اِسلام کو خاموش کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کو بہت تکالیف پہنچاتا تھا۔ اَب میں چاہتا ہوں کہ آپ (ﷺ) مجھ کو اِجازت دیں تا کہ میں مکہ مکرمہ میں جا کر لوگوں کو اِسلام کی ہدایت کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو

اجازت عطا فرمائی' وہ مکہ مکرمہ میں واپس آ گئے اور اِسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور بہت لوگ اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ ۲۶

قارئین کرام! مقامِ غور ہے مُحَوَّلہ بالا واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے ایک وہ دَور تھا جب مشرکین اور کُفّار رسول اللہ ﷺ سے غیب کی خبریں سُن کر مسلمان ہو جاتے تھے جبکہ آج اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ بعض بے علم اور نادان لوگ کہتے ہیں جو یہ کہے گا کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو علم غیب ہے وہ کافر و مشرک ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نے یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عطا ہے کہ اُس نے اپنے محبوب کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو خود ہی تو اَیسا علم غیب عطا فرمایا ہے۔

حضرات صوفیہ ہی صراطِ مستقیم پر ہیں:

○ ''پچھلی رات کو اُٹھنا اور تھوڑی بہت عبادت کرنا تمام صالحین کا طریقہ ہے۔ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رات کو تہجد پڑھنا دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔۔۔ ۔۔۔ایک بزرگ' جب دستر خوان بچھتا تو لوگوں سے کہتے' دیکھو بہت نہ کھاؤ ورنہ بہت پانی پیؤ گے اور بہت سوؤ گے۔ جب بہت سوؤ گے تو قیامت کے دن اَفسوس کرو گے۔ حضرات صوفیہ نے لکھا ہے کہ ساری فقیری اور درویشی کا مدار تین باتوں پر ہے۔ کم کھانا' کم سونا اور کم کلام کرنا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۱۵۶ من وعن)

کیا یہ فقاہت ہے؟

حدیث شریف میں آیا ہے' اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۱۷۱)

---

۲۶ سیرت ابن ہشام جلد ا جز۲ص ۲۷۴ تا ۲۷۶ (المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت)' تاریخ طبری (مترجم) حصہ اوّل ص ۱۹۸ تا ۲۰۱' سیرۃ النبی جلد ا ص ۳۱۶ (چھاپہ مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور)۔

وحیدالزماں صاحب نے اِس حدیث پاک کی عجیب تشریح کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

اِنہی گیارہ رکعتوں کو تراویح قرار دو یا تہجد کہو یا وتر کہو جو چاہو نام رکھ لو۔ پس آنحضرت ﷺ کی سُنّت رات کی نماز میں یہی ہے۔ اَب جو لوگ شروع رات میں رمضان کے مہینے میں بیس رکعتیں تراویح کی پڑھتے ہیں اور آخیر رات میں تہجد پڑھتے ہیں یہ سُنّتِ نبوی نہیں ہے۔ البتہ بیس رکعتیں تراویح خلفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سُنّتِ خلفاء ہوگی"۔ (تیسیر الباری ص ۱۷۲۔۱۷۱ من وعن) ☆

☆ قارئینِ کرام اِس فقاہت پر غور فرمائیں کہ شارح کو تراویح اور تہجد اور وتر کا فرق ہی سمجھ نہیں آتا۔ پھر لکھتے ہیں:۔ "بیس رکعتیں تراویح کی، خلفائے راشدین کی سُنّت ہے۔ اِن عقل کے بندوں سے پوچھیں کہ کیا خلفائے راشدین سُنّتِ نبوی ﷺ کے مخالف تھے؟ جب خلفائے راشدین نے بیس رکعتیں تراویح کی پڑھیں تو یقیناً سرکارِ کائنات ﷺ نے بھی بیس رکعتیں ہی پڑھی ہیں یہ کہنا کہ "جو لوگ شروع رات میں رمضان کے مہینے میں بیس تراویح پڑھتے ہیں اور اخیر رات میں تہجد پڑھتے ہیں یہ سُنّت نبوی ﷺ نہیں ہے"۔ ☆

☆ حالانکہ یہی تو سُنّت نبوی ﷺ ہے۔ اَب کیا کیا جائے جس فرقہ کی عمارت آٹھ رکعات کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہے بیس رکعتیں ماننے سے دھڑام سے گر جاتی ہے، اِس لئے اپنے فرقہ کی عمارت کی حفاظت کے لئے ہر صورت میں مخالفانہ اور فرقہ وارانہ روش اِختیار کی جاتی ہے اور اپنی بے سند باتوں پر بے تکے چیلنج کر کے نفرتوں کے خون کو گرمایا جاتا ہے۔

نعتِ مصطفیٰ ﷺ پر اِعتراض سے پہلے مطالعہ کی ضرورت:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے۔ اُس وعظ میں اُنہوں نے نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کا ذکر کیا اور کہا تمہارا ایک بھائی (حضرت) عبداللہ

بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) کوئی غلط اور بے ہودہ بات نہیں کہتا۔ (اُن کے یہ اشعار ہیں)

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهٗ
اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ
اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٗ
يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ [۲۷]

اِن اَشعار کا ترجمہ وحید الزماں صاحب نے اَشعار کی صورت میں کیا ہے۔

ملاحظہ ہو:-

ایک پیغمبر خدا پڑھتا ہے اُس کی کتاب
اور سناتا ہے ہمیں جب صبح کو پُو پھٹتی ہے
ہم تو اندھے تھے اُسی نے راستہ بتلا دیا
بات ہے اُس کی یقینی دِل کو کھبتی ہے
رات کو رکھتا ہے پہلو اپنے بستر سے اَلگ
جبکہ کافروں کی خواب گاہ کو نیند بھاری کرتی ہے

اِس کی شرح میں لکھا ہے:- ۵

۱۵ ''خاص آنحضرت ﷺ کا میلاد بیان کرنے کے لئے اور آپؐ کے حالات سنانے کے لئے ایک مجلس مقرر کرنا یہ تو صحابہ اور تابعین کے عہد میں رائج نہ تھا اور اِسی لئے بعض علماء نے اِس کو بدعت قرار دیا ہے اور بعضوں نے اِس کو بدعتِ

۲۷ بخاری جلد ا ص ۱۵۵۔

حسنہ کہا ہے۔ بشرطیکہ دوسرے منکرات شرعی سے خالی ہو۔ لیکن وعظ کی مجلس آنحضرتؐ اور صحابہؓ سے منقول ہے اور اِس میں آنحضرت ﷺ کے حالات بیان کرنا اور آپؐ کے قصّے بالاتفاق دُرست اور باعثِ اَجر وثواب عظیم ہے۔ اِس میں کسی نے اِختلاف نہیں کیا"۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۱۷۷ من وعن)

۲؎ "یعنی اور شاعروں کی طرح اِن کے شعر بے ہودہ اور لغو عشقیہ اور فحش مضامین کے نہیں ہیں بلکہ اِنہوں نے اللہ کے پیغمبر کی مدح کی ہے ایسے شعر کہنا بالاتفاق جائز بلکہ ثواب ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۱۷۷ من وعن)

قارئینِ کرام مُحوّلہ بالا عبارت ۱؎ اور ۲؎ تیسیر الباری جلد۲ص ۱۷۷ سے من وعن پیش کی گئی ہے جن پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ اہلحدیث حضرات کو صرف لفظ میلاد سے چڑ ہے اور یہ بھی اِس لئے کہ اِن لوگوں کا حدیث شریف کے بارے میں معیار فرقہ بندی کی بنیاد ہے۔

کیسی علمی یتیمی اور بے بسی اور اَخلاقی تعلیمی اِنحطاط اور زوال کی مثال ہے کہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محفل میں حالات بیان کرنا بدعت ہے اور وعظ کی مجلس میں حالات بیان کرنا باعثِ اجر وثوابِ عظیم ہے۔ ایک اور لطیفہ قابل توجہ ہے وہ یہ کہ اِس فرقہ کے عقیدے میں "میلاد النبی ﷺ کانفرنس بدعت ہے اور سیرت النبی ﷺ کانفرنس بدعت نہیں"۔

دونوں میں ذکر کن کا ہے؟ ذکر رسول اللہ ﷺ کا یہ راز اور مسئلہ کیا ہے؟ کیا ہے بس! بغض، تعصُّب اور فرقہ پرستی اور کیا! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں کہ نہیں اور کیا اَحادیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا ذکر ہے کہ نہیں! اور اَحادیثِ مبارکہ میں ولادتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا جو بیان ہے کس نے بیان کیا ہے؟ اُن اَحادیثِ مبارکہ کے راوی درخت ہیں یا پہاڑ؟ اور جنہوں نے کتبِ اَحادیثِ مبارکہ میں سرکارِ کائنات ﷺ کے میلاد پاک کے حالات

لکھے ہیں کیا وہ بدعتی اور دوزخی ہیں یا محبان رسول ﷺ اور جنتی؟ کتابوں میں اگر میلاد النبی ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے تو لوگوں نے ہی بیان کیا ہے نا! کتابوں میں لکھنے والے مستند محدثین اور جلیل القدر حضرات ہی تو ہیں۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ترمذی شریف میں ایک باب باندھا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِی مِیلَادِ النَّبِیِّ ﷺ[۲۸] (نبی ﷺ کے میلاد کا باب)''۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّی عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَ سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَشَارَۃُ عِیْسٰی وَ رُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِی رَاَتْ حِیْنَ وَ ضَعَتْنِیْ وَ قَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرًا اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ[۲۹]

''کہ میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں لکھا ہوا تھا خاتم النبیین (اور یہ اُس وقت کی بات ہے) جب کہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) اَبھی اپنے خمیر کی منزلیں طے فرما رہے تھے۔ فرمایا: میں تمہیں اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں' میں دُعائے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ہوں اور (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت ہوں۔ میں اپنی والدہ محترمہ (حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نظارہ ہوں جو اُنہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا۔ اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے''۔

غور فرمائیں نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اپنے

---

[۲۸] ترمذی جلد۲ص ۲۰۳۔۲۹۔ مسند احمد جلد۴ص ۱۲۸' مجمع الزوائد جلد۸ص ۲۲۳۔۲۲۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۸ص ۲۵۳' دلائل النبوۃ جلد۱ص ۸۳۔۹' جلد۲ص ۱۳۰' شرح السنۃ جلد۷ص ۱۳' مشکوٰۃ ص ۵۱۳۔

میلاد شریف کو بیان فرما رہے ہیں۔

اَبھی حال ہی میں صفی الرحمٰن مبارکپوری ہندی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے **الرحیق المختوم** رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیر اہتمام منعقدہ سیرت نگاری کے عالمی مقابلہ میں مذکورہ کتاب کے مصنف کو پچاس ہزار ریال (سعودی) انعام دیا گیا ہے۔

اِس کتاب کو مبارکپوری صاحب نے عربی میں تحریر کیا پھر اُردو ترجمہ بھی خود ہی کیا ہے جسے غیر مقلدین حضرات کے ''المکتبۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور'' نے شائع کیا۔ موصوف نے کتاب میں ایک عنوان مقرر کیا ہے **ولادت باسعادت اور حیات طیبہ کے چالیس سال**۔ اِس عنوان کے تحت دوسرے پیرے میں صفحہ ۸۳ کی سطر نمبر ۶ تا ۸ میں لکھا ہے:

''ابن سعد کی روایت ہے کہ **رسول اللہ** ﷺ کی والدہ نے فرمایا جب آپ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔ اِمام احمدؒ نے حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے بھی تقریباً اِسی مضمون کی ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ (من وعن)''۔

اِسی صفحے کا تیسرا پیرا ملاحظہ فرمائیں: ''بعض روایتوں میں بتایا گیا ہے کہ ولادت کے وقت بعض واقعات نبوت کے پیشِ خیمہ کے طور پر ظہور پذیر ہوئے یعنی ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے اور مجوس کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا۔ بحیرۂ ساوہ خشک ہو گیا اور اُس کے گرجے منہدم ہو گئے۔ یہ بیہقی کی روایت ہے۔ (صفحہ ۸۳)

اَب اگر کوئی صاحبِ ایمان' آپ سرکار ﷺ کی ولادت باسعادت یا میلاد شریف کے بیان میں مذکورہ بالا روایات بیان کرے گا تو کیا وہ بدعتی ہوگا؟ اور اگر وہ بدعتی ہے تو موصوف کی جماعت کے لوگوں کے نزدیک وہ دوزخی ہے۔ اگر بیان کرنے والا بدعتی اور دوزخی ہے تو کیا لکھنے والا بدعتی اور دوزخی نہیں؟ لیکن اِس دُنیا میں اندازِ زندگی ملاحظہ ہوں۔ اپنی جماعت کا آدمی میلاد کی بات بیان کرے تو ۵۰ ہزار

ریال اِنعام اور اگر کوئی دوسری جماعت کا آدمی میلاد کے عنوان سے بیان کرے تو اُس کو بدعت کے فتوے سے نوازا جاتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرکارِ کائنات ﷺ کے حالاتِ مبارکہ اگر وعظ کی مجلس میں بیان کریں تو بھی باعث اَجروثوابِ عظیم ہیں۔ میلادِ پاک کا بیان کرنے کیلئے حالات بیان کئے جائیں تب بھی باعثِ اَجروثوابِ عظیم ہیں۔

اِس دُنیا میں عظیم ترین اِیمان والے وہی لوگ ہیں جو میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے حالات بیان کرتے ہیں کہ خود ربّ ذوالجلال والاکرام اپنی کتابِ عظیم قرآنِ مجید میں اَنبیاء کرام علیہم السّلام کے میلاد بیان فرماتا ہے اور میلاد کے عنوان سے اُن کے حالات بیان فرماتا ہے اور خود نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اپنے میلادِ پاک کے حالات بیان فرماتے ہیں۔ جیسا کہ آپ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت پڑھ آئے ہیں۔

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۳۵ سے آیت نمبر ۳۷ تک حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت سے قبل نذر ماننا، آپ کا پیدا ہونا، آپ کی کفالت، دورانِ کفالت آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عنایات، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جنتی میووں کے آنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر حضرت زکریا علیہ السلام کا اَولاد کیلئے دُعا کرنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت زکریا علیہ السلام کو بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خوش خبری کو بایں انداز بیان فرمایا ہے:۔

.... اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (آل عمران:۳۹) یعنی ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) آپ کو مژدہ سناتا ہے (خوشخبری دیتا ہے، بشارت دیتا ہے، مبارکباد دیتا ہے) (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) کا جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ)

کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور ہمارے خاصوں میں نبی'' (علیہ السلام)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ولادت کی خوشخبری اور میلاد کا حال بھی بیان فرمایا اور آیت نمبر ۴۰ سے آیت نمبر ۴۳ تک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والدین کے حالات اور ولادت کے وقت کی نشانیاں بھی بیان فرمائیں اور ولادت کی خوشخبری دینے کے لئے آنے والی فرشتوں کی جماعت کا ذکر بھی کیا۔ یہ میلاد کا بیان تو قرآنِ مجید میں ہے اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ بیان فرمارہا ہے۔

اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے' کیا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ نے میلاد شریف بیان کرنے کے لئے جلسہ کیا ہے یا میلاد پاک کے واقعہ کو اپنے محبوب کریم رءُوف ورحیم ﷺ پر نازل فرمایا ہے تو کیا یہ اَذکار لوگ جمعۃ المبارک کے خطبوں میں' اجتماعات میں اور جلسوں میں بیان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے **اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** کا حکم فرمایا تو کیا اِس کے لئے ربِّ ذوالجلال والاکرام نے جلسہ کا اِہتمام کیا ہے۔ بس **رسول اللہ** ﷺ پر آیاتِ مبارکہ نازل فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا اور بتایا ہے۔ اَب اگر کوئی شخص نماز کا بیان کرنے کے لئے جلسہ کرے گا تو کیا وہ بدعتی اور دوزخی ہوگا یا جنتی؟

سورۂ ہود کی آیت نمبر ۷۱ سے لے کر آیت نمبر ۷۳ تک ربِ کائنات نے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا میلاد شریف بیان کیا ہے اور اُن کے والدین کے حالات اور فرشتوں کا ولادت کی خوشخبری سنانا' کتاب **لَا رَیْبَ** میں وحی ہی کے ذریعے بذریعہ ملائکہ بیان کیا گیا ہے اور **رسول اللہ** ﷺ خود اپنی زبانِ مبارک سے مُحَوَّلہ بالا اَنبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت شریف' میلاد شریف اور حالات بیان فرماتے ہیں۔ سورۂ مریم کی آیت نمبر ۱۶ سے آیت نمبر ۳۴ تک میں حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے میلاد شریف کو بیان فرمایا ہے' یہاں تک کہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ''دردِ زہ'' اور جننے کے حالات و واقعات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں اپنے میلاد شریف کے حالات بیان کرنے کا ذکر ہے۔ صاحبِ ایمان اور قرآنِ مجید اور حدیثِ مبارکہ کے علوم سے آگاہ شخص متعصب اور ضدی نہیں ہوسکتا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ میں نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر کھڑے ہوکر تقریر و وعظ مبارک فرمایا:

فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِی خَیْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِی خَیْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِی خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتاً فَجَعَلَنِیْ فِی خَیْرِهِمْ بَیْتاً فَاَنَا خَیْرُهُمْ نَفْساً وَّ خَیْرُهُمْ بَیْتاً [۳۰]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ (جل جلالہ) کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ وجل جلالہ) نے مخلوق کو پیدا فرمایا مجھے اُن میں سے بہترین مخلوق میں رکھا۔ پھر اُن اَچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے اُن میں سے اَچھے گروہ میں بنایا (پیدا کیا)۔ پھر اُس اَچھے گروہ کے کئی قبائل بنائے گئے تو مجھے اَچھے قبیلے میں رکھا۔ پھر اُس اَچھے قبیلے کے گھر بنائے اور مجھے اَچھے

---

[۳۰] مسند احمد جلد ۱ ص ۲۱۰' درمنثور جلد ۳ ص ۱۴۷۔۲۹۵' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۳۱' ۱۳۲' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۱' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۴۳' مشکوٰۃ ص ۵۱۳' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۴۰۹۔

گھر والوں میں بنایا (پیدا کیا) تو میں اُن سب میں اَچھی ذات والا اور اَچھے گھر والا ہوں''۔

رسول اللہ ﷺ جب خود اپنی ولادت اور اپنی ولادت کے واقعات کو بیان فرماتے ہیں، پھر مخلوق کے کسی اور فرد سے دلیل لینے کی ضرورت نہیں۔

یہ حضرات اپنے کہے کی لاج رکھنے اور اپنے خود ساختہ اور اِیجاد کردہ فرقے کی بقاء کے لئے غلط سلط بیانات، فتوے، تحریریں اور تقریریں سناتے چلے جا رہے ہیں اور اپنے مقلدین کو سوچنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔

یہ کہنا کہ ''آنحضرت ﷺ کا میلاد بیان کرنے کے لئے آپ ﷺ کے حالات سنانے کے لئے ایک مجلس مقرر کرنا یہ تو صحابہ اور تابعین کے عہد میں رائج نہ تھا''۔ اِنتہائی غلط اور بے سند بات ہے۔ حقیقتاً اَیسی محافل کے اِنعقاد کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے محبوب ﷺ کے میلاد کی محفلیں کیں۔ خوبصورت تقاریر کیں۔ بلکہ خود نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے اپنے میلاد شریف کی نعت سنی جسے اِمام اہلحدیث پروفیسر ساجد مِیر صاحب نے ایک تحریر میں بیان کیا کہ تیسرے دیکھنے والے نے کہا:۔

وَاَجْمَلُ مِنکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ وَاَحْسَنُ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

(ہفت روزہ اہلحدیث جلد نمبر۲۴ شمارہ نمبر۴، ۲۲ جنوری ۱۹۹۳)

نوٹ: پہلے دو مصرعوں میں پہلے دو اَلفاظ اُوپر نیچے مِیر صاحب لکھ گئے ہیں۔ اَصل اِس طرح ہے:

وَاَحْسَنُ مِنکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ وَاَجْمَلُ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

دینی بھائیو! غور تو کرو جب نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ اپنے میلاد شریف

کی نعت ایک عظیم الشان صحابی رضی اللہ عنہ سے سنتے ہیں تو کسی کو کیا جرأت ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا کلمہ پڑھنے کے بعد ایسے کام پر شرک وبدعت کا فتویٰ لگائے جو کام خود نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے کیا ہے۔

لکھتے ہیں۔ ''آنحضرت ﷺ کے حالات بیان کرنا اور آپ (ﷺ) کے قصّے بالاتفاق درست اور باعثِ اجروثواب عظیم ہے اِس میں کسی نے اِختلاف نہیں کیا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۷۷ امن وعن)

تو کیا پیدائشِ مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ، حالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے سے باہر ہے؟ کیا عجیب منطق ہے۔

پھر لکھتے ہیں ''اللہ جلّ شانہٗ کے پیغمبر ﷺ کی مدح میں شعر کہنا بالاتفاق جائز بلکہ ثواب ہے'' پھر جھگڑا کیا ہے؟

عوام اہلحدیث اِن بے وزن باتیں کرنے والے لوگوں کی تقلید چھوڑیں اور اہلِ اِسلام اہلسنّت وجماعت کے نقشِ قدم پر چلیں۔ انشاء اللہ العزیز سینے عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے منوّر ہو جائیں گے۔

شیطان کا گدّی پر گرہ لگانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَّضْرِبُ عِنْدَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ، فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَ اِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ [۳۱]

---

[۳۱] بخاری جلد۱ص ۱۵۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۲۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۳۰۶، مسند احمد جلد۲ ص ۲۴۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۵۰۱، جلد۳ص ۱۵۔

''جب آدمی (رات کو) سو جاتا ہے تو شیطان اُس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ میں اَفسوں پھونک دیتا ہے کہ بڑی رات پڑی ہے (بے فکر) سو جا۔ پھر اگر آدمی جاگا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی یاد کی تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وُضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھے (فرض یا نفل تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے) تو آدمی صبح کو خوش مزاج رہتا ہے' ورنہ صبح کو سست مزاج رہتا ہے''۔ ۞

۞ حدیث میں جو آیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ حقیقت میں شیطان گرہیں لگاتا ہے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں۔ وہ دھاگہ گدی پر رہتا ہے۔ اِمام احمد کی روایت میں صاف یہ ہے کہ ایک رسی سے گرہ لگاتا ہے بعضوں نے کہا گرہ لگانے سے یہ مقصود ہے کہ شیطان جادوگر کی طرح اِس پر اپنا اَفسوں چلاتا ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ص ۱۶۸ من وعن) ☆

☆ گرہ کا دوام اور اِستمرار اُس کے لئے ہے جو نماز نہ پڑھے اور جو نماز پڑھے' اُس کی گرہ کھل جائے گی تو گویا اُس کی گدی پر گرہ لگی ہی نہیں جبکہ اُس کا اثر جاتا رہا ہے۔ حضرت اِمام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ گرہ حقیقی گرہ ہے اور وہ اِنسان کو مسحور کرنے والی گرہ ہے کہ وہ رات کی نمازِ (تہجد) نہ پڑھ سکے۔ نیز یہ گرہ دِل پر لگاتا ہے تاکہ اِنسان غافل رہے اور اِنسان کو وسوسے دیتا ہے کہ اَبھی رات بہت باقی ہے' سوئے رہو اور وہ رات کی نماز سے محروم رہ جاتا ہے۔ جب سونے والا اُٹھنے کا اِرادہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے اَبھی رات کافی لمبی ہے' سو یارہ۔ شیطان جو گرہ گدی میں لگاتا ہے وہ صرف اِن اُمور سے کھلتی ہے جو حدیث شریف میں بیان کئے گئے ہیں (۱) ذکرِ الٰہی (۲) وُضو اور (۳) نماز۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہٗ ہم سب کو شیطان کی گرفت اور گرہوں سے محفوظ فرمائے اور وضوٗ ذکرِ الٰہی اور نماز جیسی عظیم عبادات کے ذریعے شیطان کی گرہوں کو توڑنے کی ہمت عطا فرمائے۔

نوٹ: اِس حدیث شریف سے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی نگاہِ مبارک کے معجزہ کا پتا چلتا ہے کہ شیطان لوگوں کی گردنوں پر گرہیں لگاتا ہے آپ ﷺ وہ گرہیں دیکھتے ہیں اور پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تین گرہیں لگاتا ہے۔ پھر جن کی گرہیں کھلتی ہیں اُن کو بھی دیکھتے ہیں جن وجوہات کی بنا پر گرہیں کھلتی ہیں اُن کو بھی دیکھتے ہیں ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے نورانی فرمان شریف پر یقین کرتے ہوئے شیطان کے داؤ سے بچنے کے لئے وہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے جس کی تعلیم نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمائی ہے۔

شیطان کا کانوں میں پیشاب کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا: **مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلَاۃِ فَقَالَ: بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنِہٖ** ۳۲ ''جو صبح تک سوتا رہا' نماز کے لئے بھی نہیں اُٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے اُس کے کان میں پیشاب کر دیا''۔ ۝

۝ جب شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہوگا۔ اِس میں کوئی اَمر قیاس کے خلاف نہیں۔ بعضوں نے کہا ہے' پیشاب کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ شیطان نے اُس کو اپنا محکوم بنالیا اور کان کی تخصیص اِس وجہ سے کی کہ آدمی کان ہی سے آواز وغیرہ سن کر بیدار ہوتا ہے۔ شیطان نے اُس میں مُوت کر اُس کے کان بہرے کر دیئے''۔

(تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۶۹ من وعن) ☆

☆ ''جو شخص عشاء یا صبح کی نماز کے وقت سویا رہے حتیٰ کہ اُس کا وقت گزر جائے تو شیطان اُس کے کانوں میں پیشاب کر جاتا ہے۔ علامہ خطابی علیہ الرحمہ نے کہا نیند کا غلبہ اور اُس کا نماز سے غافل کر دینے کو اُس شخص کے حال سے تشبیہ دی ہے

---

۳۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۰۔ ۴۲۷' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۶۵' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۶۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۴۰۱' ابن حبان حدیث نمبر ۶۳۸۔

جس کے کانوں میں پیشاب کیا جائے اور اُس کے ثقل سے اُس کی سماعت باقی نہ رہے۔ اِس طرح شیطان اُس پر غلبہ کر لیتا ہے اور وہ اِس کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور اِس کے ذہن وضمیر میں باطل اَشیاء بھر دیتا ہے اور حق بات سننے سے روک دیتا ہے''۔

نوٹ: یہاں بھی رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ پاک کا کمال ظاہر ہوتا ہے یہ کام شیطان لوگوں کے گھروں میں کرتا ہے آپ ﷺ کو اپنے مقام پر یہ سب کچھ نظر آتا ہے۔

حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے جُوتوں کی آواز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا:

يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْکَ بَيْنَ يَدَیْ فِی الْجَنَّةِ' قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اِنِّی لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِی سَاعَةِ لَيْلٍ اَوْنَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِکَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ ۳۳

''اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنک) مجھے بتلاؤ تم نے اِسلام میں سب سے زیادہ اُمید افزا کون سا نیک عمل کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں تیرے جُوتوں کے ٹھپ ٹھپ کی آواز سنی ہے۔ ○ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں نے اپنے نزدیک اِس سے زیادہ پر اُمید کوئی عمل نہیں کیا' اَلبتہ میں نے رات اور دن کے وقت جب بھی وضو کیا مگر اُس وضو سے جو میرے لئے نماز مقدر ہو پڑھتا ہوں۔ (یعنی تحیۃ الوضو کے نفل پڑھتا ہوں۔) ○○

---

۳۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۴' مسلم ۲۴۵۸/۱۰۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۹۔۳۳۳' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۲۰۸ جلد ۲ ص ۲۱۳' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۷۲' مشکوٰۃ ص ۱۱۶ حدیث نمبر ۱۳۲۲' مرقاۃ جلد ۳ ص ۳۶۱۔

۝ یعنی جیسے تو بہشت میں چل رہا ہے اور تیری جوتیوں کی آواز نکل رہی ہے یہ اللہ جل شانہٗ نے آپؐ کو دکھلا دیا جو آئندہ ہونے والا تھا۔ علماء کا اِس پر اتفاق ہے کہ بہشت میں بیداری کے عالم میں اِس دنیا میں رہ کر آنحضرت ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں گیا۔ آپؐ معراج کی شب میں وہاں تشریف لے گئے تھے اِسی طرح دوزخ میں"۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۱۷۲من وعن)

۝۝ "بلالؓ دُنیا میں بطور خادم کے آنحضرت ﷺ کے آگے آگے سامان وغیرہ لے کر چلا کرتے تھے ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو دکھلایا کہ بہشت میں بھی اَیسے ہی ہوگا۔ اِس حدیث سے بلالؓ کی بڑی فضیلت نکلی اور اُن کا جنتی ہونا ثابت ہوا"۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۱۷۳من وعن) ☆

☆ "اِس سے معلوم ہوا اپنے بزرگوں کے سامنے اپنے پوشیدہ اَعمال کو بیان کرنا ریاکاری میں شامل نہیں ہے۔ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہوا اگر کوئی مسلمان مکروہ اَوقات کے علاوہ تحیۃ الوضو کے دو نفل اَدا کر لے تو بہت بڑی سعادت مندی ہے کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ہر حدث کے وقت طہارت کرنے اور اُس کے بعد نفل پڑھنے کے سبب جنت میں داخل ہوئے جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بس اِسی وجہ سے تم نے یہ اِنعام حاصل کیا ہے"۔

نبی کریم ﷺ کو نماز میں سلام کرنا:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب باندھا ہے: **بَابُ مَنْ سَمّٰی قَوْمًا اَوْ سَلَّمَ فِی الصَّلَاۃِ عَلٰی غَیْرِہٖ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ** [۳۴] "باب: نماز میں نام لے کر دُعا کرنا یا کسی کو سلام کرنا بغیر اُس کے مخاطب کئے اور نمازی کو معلوم نہ ہو"۔ ۝

۝ "کہ اِس سے نماز میں خلل آتا ہے۔ غرض امام بخاری علیہ الرحمہ کی یہ

---

[۳۴] بخاری جلد۱ص۱۶۰۔

ہے کہ اِسی طرح سلام کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ میں آنحضرت ﷺ کو سلام کرنا ہے لیکن نمازی آپ کو مخاطب نہیں کرتا اور نہ آنحضرت ﷺ کو اِس کے سلام کی خبر ہوتی ہے جب تک فرشتے آپ کو خبر نہیں دیتے تو اِس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اگر کوئی قبر شریف کے پاس آپ کو مخاطب کر کے نماز میں سلام کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور جو کوئی وہاں سلام کرے تو آپ سن لیتے ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے"۔

(تیسیر الباری جلد۲ص ۲۰۵ من وعن) ☆

☆ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کو نماز میں مخاطب کر کے صلوٰۃ وسلام کہنا جائز ہے اور اِس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ نماز سے باہر بھی آپ ﷺ کو مخاطب کر کے الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیّدی یارسول اللہ کہنا جائز ہے"۔ (تفہیم البخاری جلد۲ص ۲۸۲)

خصوصی نوٹ: غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیک وسلم کہنے سے مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہاں تک کہ شرک کے فتوے بھی لگاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دُور سے کسی کے دُرود وسلام کو نہیں سنتے۔ البتہ جو کوئی آپ ﷺ کی قبر شریف پر آ کر سلام کرے وہ آپ ﷺ سنتے ہیں۔

اِمام غزالی علیہ الرحمہ کیا فرماتے ہیں؟

"جب تشہّد کے لئے بیٹھو تو اَدب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرُّب کی ہیں خواہ صلوات ہوں یا طیبات یعنی اَخلاق طاہرہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے ہیں اور اِسی طرح ملک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے ہیں اور یہی معنی التحیات کے ہیں اور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے وجود باجود کو اپنے دِل میں حاضر

کرواور کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور اپنے دِل میں سچی آرزو کرو کہ سلام اُن کو پہنچ جائے گا اور تم کو اُس کا جواب تمہارے سلام کی نسبت سے کامل تر عنایت فرمائیں گے''۔ (احیاء العلوم جلد ا ص ۳۱۹ مترجم)

ابن قیم الجوزی کے حوالہ سے:

ابنِ قیم الجوزی نے اپنی کتاب جلاءُ الافہام میں لکھا ہے:

قَالَ الطَّبَرَانِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ اَیُّوْبَ الْعَلَّافُ، حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ ھِلَالٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَ بَعْدَ وَفَاتِکَ؟ قَالَ وَ بَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ ۳۵

''امام طبرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہمیں (حضرت) یحییٰ بن ایوب علاف نے بیان کیا ہے اُنہیں (حضرت) سعید بن ابومریم نے (حضرت) خالد بن زید سے اُنہوں نے (حضرت) سعید بن ابو ہلال (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے اُنہوں نے (حضرت) ابودرداء (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا ہے' وہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعۃ (المبارک) کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے' فرشتے اُس میں حاضر ہوتے ہیں' جو بندہ دُرود شریف پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی کہیں ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ عرض کیا گیا آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی؟ فرمایا: وصال

۳۵ جلاء الافہام ص ۵۶ (عربی چھاپہ بیروت)۔

کے بعد بھی؟ کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السّلام کے جسموں کو حرام کر دیا ہے"۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

اِنَّ اَحَدًا لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ [۳۶]

"مجھ پر کوئی دُرود شریف نہیں پڑھتا مگر اُس کا دُرود شریف مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اُس سے فارغ ہو جائے۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، کیا وصال کے بعد بھی؟ فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر نبیوں (علیہم السّلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) کے نبی (علیہم السّلام) زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں"۔

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا اَعْطَاهُ اِسْمَاعَ الْخَلَآئِقِ كُلِّهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَلَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلَاةً اِلَّا سَمَّاهُ بِاِسْمِهٖ وَ اِسْمِ اَبِیْهِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْكَ فُلَانٌ كَذَا وَ كَذَا فَیُصَلِّی الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا [۳۷]

---

۳۶ ابن ماجہ ص ۱۱۹، حدیث نمبر ۱۶۳۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۶۶، مرقاۃ جلد ۳ ص ۴۱۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۰۳۔ ۳۷ جلاء الافہام ص ۴۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۶۲، مسند بزار جلد ۲ ص ۴۳۶۔

''اللہ (عزوجل) کی مخلوق میں ایک ایسا فرشتہ ہے جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تمام مخلوق کی آوازوں کو سننے کی قوّت عطا فرمائی ہے۔ جب میرا انتقال ہوگا' تب وہ میری قبر (انور) پر ٹھہرا رہے گا جو کوئی مجھ پر دُرود (شریف) پڑھے گا' وہ بتلا دے گا کہ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) فلاں بن فلاں آپ ﷺ پر دُرود (شریف) پڑھتا ہے۔ فرمایا: اُس دُرود شریف پڑھنے والے پر ہر ایک کے بدلے میں اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) دس رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُهٗ وَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَ کُتِبَ لَهٗ سِوٰی ذٰلِکَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ ۳۸ ''جو مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہے' اُس کا دُرود شریف مجھے پہنچ جاتا ہے اور میں بھی اُس پر دُرود بھیجتا ہوں اور ایسے میرے اُمتی کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں''۔

اِسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا** ۳۹ ''جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھتا ہے' میں اُس پر دس مرتبہ دُرود بھیجتا ہوں''۔

دُرود شریف پڑھنے والے سے آگاہ:

حضرت ابوبکر محمد عمر علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ کھڑے ہوگئے۔ معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! آپ حضرت شبلی علیہ الرحمہ کے ساتھ یہ سُلوک کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔ حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا میں نے اِس کے ساتھ وہ کیا جو نبی کریم رءُوف ورحیم

---

۳۸ الترغیب والترہیب جلد۲ص ۴۹۸۔ ۳۹ مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۱۶۳۔

ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ سامنے آئے آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ حضرت شبلی علیہ الرحمہ کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں' تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یہ فرض نماز کے بعد: لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخیر تک'' پڑھا کرتا ہے اور تین بار صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔ ۴۰

محوّلہ بالا تمام روایات سے اُن نظریات کی تردید ہو جاتی ہے کہ یہ یقین جاننا کہ دُور سے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ خود ہمارے درود وسلام کو سنتے ہیں' شرک ہے' حرام ہے یا ناجائز۔ ایسی باتیں وہ حضرات کرتے ہیں جو حدیث شریف کے علم کی کمی میں مبتلا ہیں۔ ایسے حضرات کو مطالعہ کرنا چاہئے اور ایسے کم علم اور بے خبر لوگوں کے لئے احادیثِ مبارکہ نقل کی گئی ہیں کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ خود بھی دُرود شریف سماعت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کو دُرود شریف پہنچ بھی جاتا ہے' پہنچایا بھی جاتا ہے اور ایک ایسا فرشتہ آپ ﷺ کے مزارِ اقدس پر مقرر ہے جو ساری دُنیا کے لوگوں کی آوازیں سنتا ہے۔ وہ اِعزازی فضیلت کا حامل انتہائی نیاز مندی سے دُرود شریف بھیجنے والوں اور اُن کے باپوں کے نام بارگاہِ رسالتِ مآب ﷺ میں پیش کرتا ہے۔ کتنا علم ہے اُس فرشتے کا کہ ایک لمحہ میں لاکھوں کروڑوں اِنسانوں کی آوازوں کو سنتا ہے۔ دُرود شریف پڑھنے والوں کے اور اُن کے باپوں کے نام بھی جانتا ہے یہ اِس فرشتے کی شان ہے جو اِمام الانبیاء حبیبِ کبریا محبوب کائنات ﷺ کے درِ اقدس کا دربان ہے۔ جبکہ آقا کریم رءُوف ورحیم ﷺ خود تمام غلاموں کے دُرود شریف براہِ راست بھی سنتے ہیں۔ اور اپنے غلاموں کے دُرود شریف کا جواب بھی دیتے ہیں۔ سبحان اللہ!

---

۴۰ جلاء الافہام ص ۲۴۱' الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۲۵۹' القول البدیع ص ۱۷۳۔

سوائے تین مساجد کے کجاوے نہ باندھے جائیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی [۴۱]

''کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف، ایک مسجد حرام، دوسری رسول اللہ ﷺ کی مسجدِ نبوی اور تیسری مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس'' (تیسیر الباری جلد۲ص۱۹۶) ☆

☆ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اور کسی مقام کا سفر نہ کیا جائے۔ ورنہ طلب علم یا جہاد وغیرہ کے لئے بھی سفر کرنا منع ہوگا۔ اِن تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی طرف بغرض فضیلت ثواب سفر نہ کیا جائے کیونکہ اِن مساجد کے سوا دُنیا کی تمام مساجد میں نماز کے ثواب برابر ہیں۔ اَلبتہ جامع مسجد میں نمازیوں کی کثرت کے باعث زیادہ ثواب ہے اور دُور سے چل کر مسجد میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب کثرتِ اَقدام کے باعث ہے۔

مسجدِ قُبا کی طرف سفر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:-

كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَآءَ كُلَّ سَبْتٍ مَّاشِيًا وَّرَاكِبًا [۴۲]

---

[۴۱] ترمذی جلد۱ص۷۵، نسائی جلد۱ص۱۱۴، مسند احمد جلد۲ص۲۳۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ ص۲۴۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ص، شرح السنۃ جلد۲ص۱۰۴، مشکوٰۃ ص۶۸ حدیث نمبر۶۹۳، ابن ماجہ ص۱۰۳، ابوداؤد حدیث نمبر۲۰۳۲، مجمع الزوائد جلد۴ص۳۴، بخاری جلد۱ص۱۵۸، حدیث نمبر۱۱۹۷، مسلم حدیث نمبر۴۱۵۔۸۲۷، مرقاۃ جلد۲ص۳۷۰۔ [۴۲] نسائی جلد۱ص۱۱۳ حدیث نمبر ۶۹۸، بخاری جلد۱ص۱۵۹ حدیث نمبر۱۱۹۳، مسلم حدیث نمبر۵۱۶۔۱۳۹۹، مرقاۃ جلد۲ص۳۷۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر۶۹۵، تیسیر الباری جلد۲ص۱۹۹۔

نبی (کریم رءُوف ورحیم) ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا (شریف) میں پیدل اور سوار ہو کر تشریف لاتے"۔

فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ۴۳ "اور وہاں دو رکعت نماز اَدا فرماتے"۔

مسجدِ قُبا شریف میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر:

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَاْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَآءَ فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهٗ عَدْلُ عُمْرِهٖ ۴۴ "جو اپنے گھر سے نکلے پھر مسجد قبا (شریف) میں آئے اور وہاں نماز پڑھے اُس کو ایک عمرے کا ثواب ملے گا"۔

مسجد قباء شریف بزرگوں کی مسجد ہے' اَنصار کی مسجد ہے اور وہ حضرات مقبولینِ بارگاہِ الٰہی تھے وہاں پیشانیاں رگڑنا اور سجدے کرنا قبولیت کا ذریعہ ہے۔

حضرت اِمام مسلم نے صحیح مسلم میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَآءَ وَ فَضْلُ الصَّلٰوةِ وَ زِيَارَتِهٖ ۴۵ "مسجد قباء (شریف) کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اُس کی زیارت کی فضیلت کا باب"۔

مُؤَلہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے مسجدِ قباء شریف کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اُس کی زیارت کے لئے جانے کی فضیلت کا پتا چلتا ہے۔ مسجدِ قبا شریف کی زیارت کرنے کے لئے سواری پر یا پیدل جانا دونوں طرح درست ہے۔ اِس سے معلوم ہوا بزرگوں کی مسجدوں کی زیارت کی نیّت سے جانا جائز ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:- اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُهٗ رَاكِبًا وَّ مَاشِيًا ۴۶ "رسول اللہ ﷺ (مسجدِ قبا شریف کی) زیارت کرنے کے لئے سوار یا پیدل تشریف لے جاتے تھے"۔

---

۴۳ مسلم جلد ا ص ۴۴۸' بخاری جلد ا ص ۱۵۹۔ ۴۴ نسائی جلد ا ص ۱۱۴' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۸۷' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۹۹۔ ۴۵ مسلم جلد ا ص ۴۴۸۔ ۴۶ بخاری جلد ا ص ۱۵۹۔

محولہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسجد قباء اُس نفی میں داخل نہیں جن کے بارے میں سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ سوائے تین مساجد کے سفر کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں۔

مسجد قباء شریف کو یہ اِعزاز حاصل ہے کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے اِسی مسجدِ مبارک کی بنیاد رکھی گئی اِس کے بعد مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر فرمائی گئی۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات ﷺ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی مسجد قباء شریف جا کر نماز پڑھے اُس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن شیبہ علیہ الرحمہ نے اَخبار مدینہ میں صحیح اَسناد سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ مسجد قباء شریف میں دو رکعتیں نماز پڑھنا مجھے بیت المقدس میں دو دفعہ جانے سے محبوب ہے۔ اگر لوگ مسجد قباء شریف کی فضیلت پر مطلع ہو جائیں تو دُور دَراز سے چل کر وہاں جائیں''۔ ۴۷

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ۴۸ ''جس نے میری قبر شریف کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہے''۔

زیارتِ قبرِ اَنور کے لئے آنے والے کو سفر تو بہر حال کرنا پڑے گا۔ جو لوگ زیارتِ قبور کے ویسے ہی مخالف ہیں اُنہوں نے روضۂ انور کی زیارت کے لئے جانے والوں کے مقدّس عمل کو ناجائز قرار دینے کی قسم کھا رکھی ہے اور یہ لوگ ابنِ تیمیہ صاحب کی اَندھی تقلید کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں ابنِ تیمیہ صاحب کو حرفِ آخر مانتے ہیں۔ ابنِ تیمیہ صاحب نے (یعنی معلوم ہوا) کہہ کر

---

۴۷ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۲۷۵، ۲۷۲۔ ۴۸ دار قطنی جلد ۲ ص ۲۷۸، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲، تلخیص الحبیر لابن الحجر جلد ۲ ص ۲۶۷، درمنثور جلد ۱ ص ۵۶۹، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۵۸۳۔

اپنے مقلدین کو غلط مسئلہ پڑھا دیا ہے۔ کہ ''نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے سفر کرنا ناجائز ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۱۹۷)

مُحَوَّلہ بالا حدیث شریف کے تین اَلفاظ توجہ طلب ہیں:

(۱) وَجَبَتْ (۲) لَهٗ اور (۳) شَفَاعَتِیْ

وَجَبَتْ کے معنی ہیں ثَبَتَ، حَقَّتْ اور لَزِمَتْ یہ دراصل رسول اللہ ﷺ کا اپنے پیارے اور مُحِبِّ اُمّتی کے لئے وعدہ ہے۔

لَهٗ اِس سے مراد وہی زیارت کنندہ ہے یعنی شفاعت کا وجوب اُسی کے لئے ہے جو زیارتِ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوا ہو۔ زیارت کی برکت ہی اَیسی ہے جس کی وجہ سے زائر کے لئے شفاعت کا وجوب ہوا۔ نیز اِس بات کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ جو شخص بھی روضۂ اَنور (قبر مبارک) کی زیارت سے مشرف ہوا تو گویا وہ مسلمان ہی مرے گا۔ اور اِس طرح کی خوش خبری باعثِ برکت ورحمت ہے۔ زیارتِ قبر اَنور سے مشرف ہونے والا لازمی طور پر مسلمان ہوگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک تو زائر کی وفات حالتِ اِسلام پر ہی ہوگی اور اُس کی شفاعت، زیارت کر لینے کی وجہ سے، عام مسلمانوں کی شفاعت سے خاص ہے۔

شَفَاعَتِیْ لفظِ شفاعتی اِضافت کے ساتھ آیا ہے۔ یہ اِضافت خود رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اَقدس کی طرف ہے اور اَنبیاء کرام علیہم السّلام وملائکہ کی شفاعت عام مسلمانوں کے لئے تو ہے لیکن زائر کے لئے بطورِ خاص رسول اللہ ﷺ اپنی شفاعت کا وعدہ فرما رہے ہیں اور شفاعت کی عظمت شَافِع کی عظمت سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ سب سے عظیم ہیں اِس لئے اُن کی شفاعت بھی تمام مُشْفِعِیْنَ سے بڑھ کر عظیم اور بابرکت ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرٌ لَا یَعْلَمُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا

زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۴۹ ''جو کوئی میری قبر شریف کی زیارت کے لئے آیا (اور سوائے زیارتِ قبر مبارک) کے اُس کی کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اُس کا حق ہے کہ میں اُس کی شفاعت کروں''۔

(۳) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْ شَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۵۰ ''جس نے میری قبر انور کی زیارت کی' قیامت کے دن میں اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہی دوں گا''۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۵۱ ''جس نے میرے وصال کے بعد میری قبر انور کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اُس نے میری زندگی (ظاہری زمانہ حیات) میں میری زیارت کی''۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ حَجَّ فَزَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۵۲ ''جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی (ظاہری زمانہ حیات) میں ہی میری زیارت کی''۔

دُنیا سے بے رغبتی کا ذریعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا

---

۴۹ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۲۲۵' حدیث نمبر ۱۳۱۴۹۔ ۵۰ الترغیب والترہیب جلد۲ص ۲۲۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ص ۲۴۵' درمنثور جلد۱ص ۵۶۹۔ ۵۱ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۳۱۰ حدیث نمبر ۱۳۴۹۶' مجمع الزوائد جلد۴ص ۲' درمنثور جلد۱ص ۵۶۹۔ ۵۲ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۳۱۰ حدیث نمبر ۱۳۴۹۷' مجمع الزوائد جلد۴ص ۲' درمنثور جلد۱ص ۵۶۹' دارقطنی جلد۲ص ۲۷۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ص ۲۴۶۔

تُزَهِّدُ فِی الدُّنیَا وَ تُذَکِّرُ الْآخِرَۃَ ۵۳ ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اَب اُن کی زیارتیں کیا کرو کیونکہ یہ دُنیا میں بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہے''۔

قبروں کی زیارت سے دِل بیدار ہوتا ہے۔ نفس شرارت سے رُکتا ہے۔ دِل میں نرمی پیدا ہوتی ہے' موت کی یاد' ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے اور فنائے دُنیا وغیرہ فوائد کا سبب اور ذریعہ ہے۔

زیارتِ قبور کے لئے سفر:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا ۵۴ ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا اَب زیارت کیا کرو''۔

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو لوگ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو ناجائز کہتے ہیں یہ اُن کی بے خبری ہے یا تحقیق مکمل نہیں ہے۔ وگرنہ رسول اللہ ﷺ کے واضح اِرشاداتِ (مقدسہ) کے ہوتے ہوئے اَیسا نہ کہتے۔ اَیسے ہی زیارتِ قبور کے بارے میں حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے واضح اِرشاداتِ مبارکہ موجود ہیں۔ اگر کسی کے والدین یا بزرگوں کی قبریں دوسرے شہروں میں ہوں تو جب وہ اُن کی قبروں کی زیارت کے لئے جانا چاہیں گے تو یقیناً بہ نیتِ زیارت سفر بھی کریں گے۔

''حضرت علامہ نووی' حضرت علامہ سُبکی' حضرت حافظ ابن حجر' حضرت علامہ سیوطی' حضرت اِمام غزالی اور بہت سے علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا قدیماً حدیثاً

---

۵۳ مشکوٰۃ ص ۱۵۴' بیہقی فی شعب الایمان' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۱۔ ۵۴ مشکوٰۃ ص ۱۵۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۷' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۲۰۲' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۲ حدیث ۱۳۷۴' مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۔ ۹۷۷' نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۶۴' مسند احمد جلد ۱ ص ۱۴۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۱۷۶۲۔

یہ مذہب ہے کہ اَولیاء اللہ اور صلحاء اور اَنبیاء کرام علیہم السّلام کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا درست ہے۔ حدیث شریف کے اِطلاق سے

"کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا".

والدین کی قبر کی زیارت کے لئے سفر باعثِ بخشش:

حضرت محمد بن نعمان علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ اِس حدیث شریف کو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی طرف مرفوع کرتے ہیں۔ فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَ کُتِبَ بِرًّا ۵۵ "جو اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعۃ المبارک میں زیارت کیا کرے گا تو اُس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا"۔ ☆

☆ اگر کسی کے والدین کی قبریں دوسرے شہر میں ہوں تو اُن کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کیا جانا نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے حکم کی تعمیل ہے۔

حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے خصوصی طور پر جن تین مساجد کا جو بیان فرمایا ہے وہ اِن تین مساجد کے مقدس اور متبرک ہونے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ جو عظمت وشان اِن مساجد کو حاصل ہے اور کسی مسجد کو حاصل نہیں۔ نیز حدیث شریف میں گفتگو مساجد سے متعلق ہے یعنی مساجد کے لئے اگر سفر کیا جائے تو اِن تین مساجد کو فوقیت اور ترجیح دی جائے جبکہ مسجد قبا شریف کے سفر کا بھی اَحادیثِ مبارکہ میں بڑے اِہتمام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ آپ سرکار ﷺ کے فرامینِ مقدسہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اِن مساجد کے علاوہ کسی اور طرف سفر کرنا جائز ہی نہیں۔

وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے ہمارے اصحاب تین مساجد کے ذکر کے حوالہ سے کہتے ہیں:۔ "کہ اگر کوئی شخص نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت

۵۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹، کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۴۸۷، ۴۵۴۸۶۔

کے لئے سفر کرے تو یہ ناجائز ہے بلکہ مسجد نبوی شریف کی نیت کرے اور جب وہاں پہنچ جائے تو اب قبر شریف کی زیارت مستحب ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۹۷ من وعن)

اَحادیثِ مبارکہ کے خزانے میں کوئی ایسی حدیث شریف نہیں جس میں لکھا ہو کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی قبر منوّر کی زیارت کرنی ناجائز ہے۔ یہ ابن تیمیہ صاحب کا من گھڑت قول ہے اور ابنِ تیمیہ صاحب کے قول کو حدیث پاک کے مقابلے میں ترجیح دینا بلا دلیل ہے۔ ابنِ تیمیہ صاحب کا قول سوائے منافرت، بدعت، تفرقہ اور جھگڑا پیدا کرنے کے اور کچھ بھی نہیں۔ جبکہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے قبر انور کی زیارت کے واضح ارشاداتِ مقدّسہ موجود ہیں۔

جو لوگ اِس حدیث شریف کو جس میں تین مساجد کے سوا سفر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں وہ نادان لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ان تین مساجد کے سوا اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا ناجائز ہے۔ لہٰذا عرس اور زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا ناجائز ہے۔ اگر یہی مطلب ہو تو پھر تجارت، علاج معالجہ، دوستوں کی ملاقات، علم دین سیکھنے اور دیگر کاموں کے لئے بھی سفر ناجائز ہوں گے۔ ایسی تشریح یقیناً قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے قطعاً خلاف ہے۔

صاحبِ مرقاۃ نے اِس جگہ اور شامی نے زیارتِ قبور میں فرمایا ہے کہ اَولیاء اللہ کی قبریں فیوض وبرکات میں مختلف ہیں۔ لہٰذا زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔

قرآنِ مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ (الانعام:۱۱) ''(اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ ﷺ) فرمائیں زمین میں سیر کرو، پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے؟''۔

اِس سے معلوم ہوا کہ خوفِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے عذاب والی جگہ سفر کر کے جانا اور دیکھنا بہتر ہے تاکہ اللہ جل جلالہ کی اِطاعت وعبادت کا شوق پیدا ہو۔ اِس

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانی قوت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا باعثِ رحمت ہے۔

قرآنِ مجید میں کل چودہ آیاتِ مبارکہ ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (یوسف:۱۰۹) ''کیا یہ لوگ زمین میں سفر نہیں کرتے''۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (النمل:۶۹) ''(اے محبوب) آپ (ﷺ) فرمائیں' زمین میں سفر کرو''۔

سورۃ سبا میں ہے:

وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ۝ (سبا:۱۸)

''اور ہم اُن کے اور اُن بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی چند بستیاں اور آباد کر رکھی تھیں جو سر راہ ہیں اور اُن میں سفر کی منزلیں مقرر کر دی ہیں اُن میں راتوں اور دنوں کو بہ اَمن واَمان سفر کرتے رہو''۔

برکت والی بستیوں سے مراد شام کی بستیاں ہیں یعنی ہم نے ملک سبا' یمن اور شام کے درمیان لب سڑک بستیاں آباد کی ہوئی تھیں۔ مفسرین اِن بستیوں کی تعداد چار ہزار سات سو (۴۷۰۰) بتلاتے ہیں۔ یہ اُن کی تجارتی شاہراہ تھی جو مسلسل آباد تھی جس کی وجہ سے ایک تو اُن کے کھانے پینے اور آرام کرنے کے لئے زادِراہ ساتھ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی' دوسرے ویرانی کی وجہ سے لوٹ مار اور قتل و غارت کا جو اَندیشہ ہوتا ہے' وہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک آبادی سے دوسری آبادی کا فاصلہ متعین اور معلوم تھا اور اِس کے حساب سے وہ بہ آسانی اپنا سفر طے کرتے تھے۔ مثلاً صبح سفر کا آغاز کرتے تو دوپہر تک کسی آبادی اور قریہ تک پہنچ جاتے۔ وہاں کھا پی کر قیلولہ کرتے پھر سرگرم سفر ہو جاتے تو رات کو کسی اور آبادی میں جا پہنچتے۔

سفر اِنسانی زندگی کا حصّہ ہے۔ سفر میں نماز اور اُس کے مسائل دینِ اِسلام

میں شامل ہیں۔ سفر کی حالت میں روزہ کی رخصت کے اَحکام قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ اور کتبِ فقہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ حج وعمرہ کے لئے بھی سفر، ہجرت کے لئے بھی سفر، تجارت کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے بھی سفر ہے، جہاد کے لئے بھی سفر ہے۔

''تین مساجد کے سوا سفر کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں'' اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کسی مقام کا سفر نہ کیا جائے جو لوگ اَیسا کہتے ہیں وہ اِسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ علم حاصل کرنا چاہئے۔

وقت مقرر کرنا بدعت نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یَوْمَ یَاتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَاِنَّهٗ کَانَ یَاتِیْهِ کُلَّ سَبْتٍ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَرِهَ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْهُ حَتّٰی یُصَلِّیَ فِیْهِ[۵۶] ''جس دن مسجد قبا شریف میں آتے تو ہر ہفتہ وہاں جاتے جب مسجد میں جاتے تو بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکلنا بُرا جانتے''۔ ۞

۞ ''آنحضرت ﷺ بھی ہر ہفتہ کے دن مسجدِ قبا شریف میں تشریف لے جایا کرتے۔ عبداللہ بن عمرؓ بھی اَیسا ہی کرتے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ جو کوئی مسجد قبا میں آئے وہاں نماز پڑھے تو اُس کو ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا مسجد قبا میں دو رکعتیں پڑھنا بیت المقدس میں دو بار جانے سے مجھ کو زیادہ افضل معلوم ہوتا ہے اگر لوگ مسجدِ قبا کی فضیلت جان لیں تو اُونٹوں کے جگر مار کر وہاں آئیں''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۱۹۸ من وعن)

ریاض الجنۃ:

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ

---

[۵۶] بخاری جلد۱ص ۱۵۹ تیسیر الباری جلد۲ص ۱۹۸۔

ﷺ نے فرمایا: مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ۵۷ ''میرے گھر اور منبر (شریف) کے درمیان کی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (بشمول مزار مبارک)''۔ ۞

۞ ''یعنی حقیقۃً اِس قدر قطع زمین بہشت کا ایک ٹکڑا ہے جو وہاں عبادت کرے گا اُس کو آخرت میں بہشت ملے گی۔ علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ اگر میں بہشت نہ جاؤں تو اُس کی زوجہ پر طلاق ہے اور وہ طلاق سے بچنا چاہے تو اِس مقدس اور بابرکت جگہ میں چلا جائے''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۹۹ من وعن)

خبر غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میرے گھر اور منبر کے بیچ کی جگہ بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور مِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ ''اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) پر ہوگا''۔ ۞

۞ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ایک منبر رکھیں گے۔ اُس پر آپؐ اجلاس فرمائیں گے اور اپنی اُمت کے پیاسوں کو بُلا کر سیراب کریں گے۔

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ منبر جو کہ دُنیا میں ہے' اُس جگہ پر ہے جہاں قیامت کے دن حوضِ کوثر ہوگا یا میرا یہ منبر جو دنیا میں ہے قیامت کے دن حوضِ

---

۵۷ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۹' حدیث نمبر ۱۱۹۶' مشکوٰۃ ص ۶۸ حدیث نمبر ۶۹۴' مسلم حدیث نمبر ۱۳۹۱/۵۰۲' ترمذی حدیث نمبر ۳۹۱۵' مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۷۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۲۴۷' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۹۔۸' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۰۵' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۱۹۹۔

کوثر پر لگایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر اُس کو موجود کرے گا۔ یہ اُس کی قدرت سے بعید نہیں جیسے مُردوں کو جلائے گا"۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۰۰ من وعن) ☆

☆ اہلحدیث اور دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ اِن حضرات کو دعوتِ فکر ہے کہ خاتم الانبیاء پیارے محبوبِ کریم ﷺ نے تو حوضِ کوثر کو اپنے نام لگایا ہے۔ کیا یہ لوگ دینِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنی طرف سے ایک ناجائز بات داخل نہیں کر رہے؟

خوارج مردُودوں کی نشانیاں:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ازرق بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ہم اہواز میں خارجیوں سے لڑ رہے تھے۔ ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا تھا' اِتنے میں ایک شخص (حضرت ابو برزہ صحابی رضی اللہ عنہ) آیا اور گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لئے ہوئے نماز پڑھنے لگا گھوڑا اُنہیں کھینچنے لگا اور وہ اُس کے پیچھے جانے لگے یہ دیکھ کر ایک خارجی (مردُود اُس کا نام معلوم نہیں ہوا) کہنے لگا۔ یا اللہ اِس بوڑھے کا ناس کر۔ جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوئے (تو اُن مردُود خارجیوں سے) کہنے لگے' میں نے تمہاری بات سنی۔ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ سات یا آٹھ جہاد کئے ہیں اور میں دیکھ چکا ہوں جو آپ ﷺ لوگوں پر آسانی کرتے تھے اور مجھ کو یہ اَچھا معلوم ہوا کہ اپنا گھوڑا ساتھ لے کر لوٹوں نہ کہ اُس کو چھوڑ دوں وہ جہاں چاہے چل دے اور میں تکلیف اُٹھاؤں"۔ ۵۸ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۱۲) ○

○ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے جب خارجیوں نے بصرے کا محاصرہ کر لیا تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ نے مہلب بن ابی صفرہ کو اَفسر بنا کر اُن سے لڑنے پر مامور کیا تھا۔

---

۵۸ بخاری جلد۱ ص ۱۶۱' تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۱۲۔

اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ گھوڑا قبلے کی طرف بھاگا۔ ابو برزہ نے آگے چل کر اُس کو پکڑ لیا اور پھر پچھلے پاؤں لوٹ آیا۔ دوسری روایت میں یہ ہے' خارجی مرُدود کہنے لگا اُس گدھے کو دیکھو' اُس نے گھوڑے کیلئے نماز چھوڑ دی۔ حضرت عمرو بن مرزوق نے اِتنا زیادہ کیا۔ ارزق نے کہا اللہ تجھ کو ذلیل کرے گا تو آنحضرت ﷺ کے اَصحاب کو گالیاں دیتا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۱۲ من وعن)

○ خوارج مرُدودوں نے دین اِسلام کو جو سب دینوں سے آسان ہے' مشکل بنا رکھا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر کفر کا فتویٰ دینا ہر گنہگار کو کافر کہنا اُن کا شعار تھا۔ ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار' سر منڈا ہوا' لمبی ڈاڑھی' مگر دل میں ذرا نور ایمان نہ تھا۔

(تیسیر الباری جلد۲ ص۲۱۲ من وعن)

وحید الزماں صاحب کو اپنی جماعت کے ساتھ مشورہ کر کے یہ بات لکھنی چاہئے تھی' بے چارے سچی بات لکھ گئے ہیں!۔

آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الجنائز کے (پہلے باب) میں لکھا ہے۔

وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقِيْلَ لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَلَيْسَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: بَلٰى' وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا لَهٗ اَسْنَانٌ' فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَّهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَ اِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ [۵۹]

''جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو یہ بات اَچھی طرح ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آپ جب بھی ایسا جملہ پڑھیں جس میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر ہو تو جان لینا چاہئے کہ اِس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو

۵۹ بخاری جلد۱ ص۱۶۵' تیسیر الباری جلد۲ ص۲۳۲' تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۰۹۔

مان کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ کامیاب ہے کیونکہ یہ بات طے شدہ حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک صاحبِ ایمان نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری رسول اور نبی ﷺ تسلیم نہ کرے۔ جب آپ ﷺ کو مان لیا اور پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو اِس کے معنی یہ ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے مراد صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی نہیں بلکہ جیسے رب ذوالجلال والاکرام کی اُلوہیت' وحدانیت اور یکتائیت پر ایمان آخرت کی نجات کے لئے ضروری ہے' اَیسے ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ کو ماننا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (ﷺ) ہے۔

اِس کا بیان اور (حضرت) وہب بن منبہ (رحمہ اللہ) سے کہا گیا' کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں' لیکن کوئی کنجی دندانوں کے بغیر نہیں ہوتی۔ اگر تو اَیسی کنجی لائے جس کے دندانے ہوں تو تالا کھل جائے گا ورنہ نہیں کھلے گا''۔ ۝

۝ ''اِس کو اِمام بخاریؒ نے تاریخ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں وصل کیا ہے۔ دندانوں سے مراد اَعمال صالحہ ہیں۔ وہب بن منبہ کا مطلب یہ ہے کہ خالی کلمۂ شہادت سے بہشت کا دروازہ فوراً نہ کھلے گا جیسے بے دندان والی کنجی سے فوراً قفل نہیں کھلتا۔ البتہ سخت محنت اور مشقت کے بعد شاید کھل جائے۔ اَیسے ہی اگر اَعمال صالحہ نہ ہوں تو اللہ کو اِختیار ہے' چاہے اُس کو بخش دے' فوراً بہشت میں لے جائے' چاہے عذاب کرے اور عذاب کے بعد بہشت میں لے جائے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ آخِرَ کَلَامِنَا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۳۳ من وعن) ☆

☆حضرت علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے مراد شہادتین ہیں یعنی مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ۔ باب کے عنوان سے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی مراد یہ ہے کہ جو مشرک مسلمان ہونے کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور اس پر مرجائے اور کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک نہ بنائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جو لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو پڑھتے ہیں مگر نبوت کے منکر ہیں یا صرف عربوں کے لئے بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کے قائل ہیں' اُن کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کہنا ضروری اور فرضِ عین ہے' لازم ہے' اور دینِ اسلام کے سوا ہر دین سے بیزاری کا اظہار لازم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی مراد یہ ہو کہ جو کوئی موت کے وقت اخلاص سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اُس کے لئے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنت میں داخل ہوگا کیونکہ اخلاص' توبہ اور ندامت کو مستلزم ہے بشرطیکہ موت تک اس پر قائم رہے۔ اگرچہ مرتے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہا ہو۔

صحیح مسلم میں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص مرجائے اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اِس حدیث شریف میں اہلِ اسلام اہلسنّت وجماعت کے عقیدے اور مذہب کی دلیل ہے کہ بڑے بڑے گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے۔ اگر دوزخ میں داخل ہوئے تو پھر سیّدِ کائنات ﷺ کی شفاعت سے باہر آ جائیں گے۔

مُؤَلہ بالا حدیث شریف سے بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ چوری یا زنا وغیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بالآخر سب جنت میں داخل ہوں گے' یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ صرف ایمان پر مرنے سے حقوق العباد ساقط نہیں ہوتے۔ دورانِ عدم سقوط یہ بھی لازم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو جنت میں داخل کرنا چاہے اُس کو بخش نہیں

سکتا' ایسا نہیں ہے۔ دَخَلَ الْجَنَّةَ سے یہ بھی مراد لینا ممکن ہے کہ اِخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والا اولاً جنت میں داخل ہوگا یا اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہے گا''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ رَّبِّیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَوْ قَالَ بَشَّرَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ؟ قَالَ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ ۶۰

''میرے پاس میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا (یعنی فرشتہ) اُس نے بیان کیا یا مجھے خوش خبری دی کہ میری اُمّت میں سے جو کوئی اِس حال میں مرجائے کہ اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ زنا کرے' اگرچہ چوری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گو وہ زنا کرے' گو وہ چوری کرے''۔ ۝

۝ ''مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہنے کا۔ ایک نہ ایک دن ضرور اُس کو بہشت ملے گی۔ گو وہ ایسے گناہوں میں گرفتار ہو جو حق اللہ ہیں جیسے زنا' یا حق العباد جیسے چوری اور یہ اُن حدیثوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ حقوق العباد ساقط نہیں ہو سکتے کیونکہ جن ایسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل کرنا چاہے گا تو اُن کے حقوق حقداروں کو خوش کر کے بخشوا دے گا''۔

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۳۳ من وعن)

تین بچے بخشش کا ذریعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۰ بخاری جلد۱ ص ۱۶۵' تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۳۳' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۳۰۹۔

فرمایا: مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ[۶۱] ''جب کسی مسلمان کے تین نابالغ بچے مرجائیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) اُس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اُن بچوں پر اپنی بڑی رحمت کے وجہ سے (یعنی وسیلہ سے)''۔ ۝

۝ ''ابنِ منیر نے کہا جب نابالغ بچوں کے مرجانے میں یہ ثواب ہے تو جوان اور کماؤ اَولاد کے مرجانے میں بھی یہی اَجر ملے گا بلکہ بطریقِ اولیٰ۔ دوسری روایت میں دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ صبر کرے اور کوئی کلمہ بے اَدبی کا زبان سے نہ نکالے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۴۱ من وعن) ☆

☆ ''رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اَطہر، ترجمانِ وحی الٰہی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے۔ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے بچے تو بچے، قیامت کے دن جوان اور کماؤ اَولاد بطریقِ اولیٰ والدین کی بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ نابالغ اَولاد کو اِس لئے خاص کیا ہے کہ ماں باپ کی شفقت اُن پر زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ بڑی اَولاد کی نسبت اُن سے محبت زیادہ کرتے ہیں۔ اِس لئے اُن کے فوت ہوجانے سے اُن کو زیادہ صدمہ ہوتا ہے اِس پر ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے اگرچہ مطلقاً اَولاد کے فوت ہونے پر ماں باپ کو ثواب ملتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

اَيُّمَا اِمْرَاَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ كَانُوْا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ قَالَتِ امْرَاَةٌ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ[۶۲]

---

۶۱ تیسیر الباری جلد۲ ص۲۴۱، بخاری جلد۱ ص۱۶۷، تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۲۱۔ ۶۲ بخاری جلد۱ ص۱۶۷، تیسیر الباری جلد۲ ص۲۴۲، تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۲۳۔

''جس عورت کے تین بچے مرجائیں وہ (قیامت کے دن) دوزخ سے اُس کی آڑ ہوں گے۔ ایک عورت (حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے عرض کیا اگر دو مرجائیں آپ ﷺ نے فرمایا دو بھی''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں مسلمان کا ذکر کر کے یہ فائدہ عطا فرمایا گیا ہے کہ کافر کو اُس کے بچے کے مرنے سے نجات نہ ہوگی۔

دو بیٹیاں بخشش کا سبب:

(اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آئی۔ اُس نے سوال کیا (اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) اُس وقت میرے پاس سوائے کھجور کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے وہی اُس کو دے دی۔ اُس (عورت) نے وہ کھجور دو حصّوں میں تقسیم کر کے دونوں (بیٹیوں) کو دے دی۔ اُس نے خود اُس میں سے کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اُٹھی اور چل دی (اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں بعد ازیں) نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ ۶۳ کہ جو اِن بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں پھنس جائے وہ اُس کے لئے (قیامت کے دن) دوزخ سے آڑ ہوں گی''۔ ۝

۝ ''اُس عورت نے ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیئے جو نہایت قلیل صدقہ ہے اور باوجود اِس کے آنحضرت ﷺ نے اُس کو دوزخ سے بچاؤ کی بشارت دی''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۶۰ من وعن) ☆

☆ مذکورہ بالا حدیث شریف میں یہ بات بتائی جارہی ہے کہ جو صاحبِ اِیمان مرد یا عورت دو بچیوں کو پالیں اور اُن کی طرف سے آزمائش میں ڈالے گئے وہ

۶۳ بخاری جلد۱ص۱۹۰' تیسیر الباری جلد۲ص۳۶۰۔

دو بچیاں اُن کی بخشش کا وسیلہ بنیں گی۔ بالفاظِ دیگر اُن کی شفاعت کریں گی۔

میّت کو مقدّس، متبرک چادر لپیٹنا:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، جب نبی اللہ ﷺ کی عظیم بیٹی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اِنتقال ہوا تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ''اِس کو تین یا پانچ بار یا زیادہ بار'' پانی اور بیری کے پتّوں سے غسل دینا اور آخر میں کافور رکھو یا کافور ملا دو''۔ فَاِنْ فَرَغْتُنَّ فَآذِنِنِیْ ۶۴ ''پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا''۔ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، جب ہم نہلا چکے تو آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے اپنا تہبند (مبارک) عنایت فرمایا اور اِرشاد پاک فرمایا یہ کفن کے اَندر اِس کے بدن پر لپیٹ دو''۔ ۝

۝ ''آپؐ نے اپنا تہبند تبرک کے لئے عنایت فرمایا اور اِسی لئے اِرشاد فرمایا کہ یہ اُن کے مبارک بدن سے ملا رہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۴۴ من وعن)

آج جو تبرکات سے برکت حاصل کرنے کو شرک و بدعت کے ناپاک فتوؤں کی لپیٹ میں لا کر اِیمان والوں کے اِیمان کو خراب کرنا چاہتے ہیں، اُنہیں نگاہِ اِیمان سے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ مُحَوّلہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو مرد کے تہبند مبارک میں کفن دینا جائز ہے اور صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔

عبداللہ بن ابی کو آپ ﷺ نے کرتہ مبارک کیوں دیا؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب

---

۶۴ بخاری جلد۱ ص۱۶۷، تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۲۴، ابوداؤد حدیث نمبر۳۱۴۲، تیسیر الباری جلد۲ ص۲۴۴، ابن ماجہ حدیث نمبر۱۴۵۸، موطا اِمام مالک، مسند احمد جلد۵ ص۸۴، شرح السنۃ جلد۳ ص۲۲۱، نصب الرایۃ جلد۲ ص۲۵۸۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا (حضرت) عبداللہ رضی اللہ عنہ جو پکا مسلمان تھا، وہ حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا **یارسول اللہ** (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا کرتہ مبارک عطا فرمائیے اور اُس پر نماز پڑھئے اور اُس کے لئے دُعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اپنی قمیص مبارک عنایت فرما دی (آپ ﷺ نے اُس کے بیٹے کی دِل شکنی گوارا نہ فرمائی۔) آپ ﷺ نے فرمایا: جنازہ تیار ہو تو مجھے بتانا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے نماز پڑھنے کا قصد فرمایا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا، **یارسول اللہ** (صلی اللہ علیک وسلم) کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) نے آپ ﷺ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا بَیْنَ خُیِّرْتُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ فَصَلّٰی عَلَیْہِ[۶۵]

''مجھے اِختیار دیا گیا ہے۔ (منافقین کے لئے) دُعا مغفرت کریں یا نہ کریں اگر اِن کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دُعا کریں، اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِنہیں ہرگز نہ بخشے گا آپ ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَتَی النَّبِیُّ ﷺ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ بَعْدَ مَادُفِنَ فَاَخْرَجَہٗ فَنَفَثَ فِیْہِ مِنْ رِیْقِہٖ وَاَلْبَسَہٗ قَمِیْصَہٗ**[۶۶] ''سرورِ کائنات ﷺ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے، جب اُسے اُس میں رکھا گیا تھا تو آپ ﷺ نے حسبِ وعدہ اُس کو باہر نکلوایا اور اُس کے منہ میں لعاب شریف ڈالا اور اپنی قمیص اُس کو پہنائی''۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ قَمِیْصِیْ لَنْ یُّغْنِیَ عَنْہُ شَیْئًا**[۶۷] ''میری قمیص اِس کو کوئی فائدہ نہیں دے گی''۔

---

۶۵ تیسیر الباری جلد۲ ص۲۵۲۔ ۶۶ بخاری جلد۱ ص۱۶۹، تیسیر الباری جلد۲ ص۲۵۳، تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۳۵۔ ۶۷ تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۳۶۔

اور مجھے اُمید ہے اِس کی وجہ سے اِس کا باپ مسلمان ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اِس خُلقِ عظیم کے صدقے اِس کے قبیلہ خزرج سے ایک ہزار اَشخاص بھی مشرف بہ اِسلام ہو گئے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب بدر کے دن قیدی ہو کر آئے اُن کے گلے میں قمیص نہیں تھی اور وہ طویل القامت تھے تو ابن ابی رئیس المنافقین نے اُن کو اپنی قمیص پہنائی جبکہ وہ بھی طویل القامت تھا صرف اُس کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پوری آ سکتی تھی۔ اِس کی مکافات کے لئے آپ ﷺ نے اُس کو اپنی قمیص پہنائی۔

باب زیارۃ القبور: باب قبروں کی زیارت کرنا [1]

[1] حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے زیارۃِ قبور کا باب باندھا ہے۔ ۞

۞ ''مسلم نے مرفوعاً نکالا'' میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اَب زیارت کرو کیونکہ اِس سے آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے'' ..... ابنِ حزم نے کہا قبروں کی زیارت فرض ہے' اگرچہ عمر میں ایک ہی بار ہو اور وہ جو حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اُن عورتوں پر جو قبروں کی بہت زیارت کرتی ہیں تو قرطبی نے کہا کہ یہ لعنت بہت زیارت کرنے والیوں پر ہے جو خاوند کے کاموں کا خیال نہ رکھیں اور رات دن قبروں ہی پر گھومتی پھریں نہ یہ کہ مطلق زیارت عورتوں کو منع ہے کیونکہ موت کو یاد کرنے کے مرد اور عورت دونوں محتاج ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۵۹ من وعن)

ایک عورت کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جبکہ وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِتَّقِی اللّٰہَ وَ اصْبِرِیْ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈر اور صبر کر''۔ وہ عورت کہنے لگی چلتے جاؤ' تم' میری جیسی مصیبت کو نہیں پہنچے۔ اُس عورت نے آپ ﷺ کو

پہچانا نہیں تھا۔ پھر لوگوں نے اُس عورت سے کہا کہ وہ تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ تھے' یہ سن کر وہ عورت (گھبرائی) اور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے دَرِاقدس پر حاضر ہوئی۔ وہاں دربان وغیرہ کوئی نہ تھے اور عذر کرنے لگی' میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں (معاف فرمایئے) آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی ۶۸ ''صبر تو جب صدمہ شروع ہوا اُس وقت کرنا چاہئے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ص۲۶۰) ☆

☆ اِس حدیث شریف کی باب کے عنوان سے مناسبت اِس طرح ہے کہ سیّد عالم ﷺ نے میت کی قبر کی زیارت سے منع نہیں فرمایا بلکہ اُس کو صبر کی تلقین فرمائی۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارتِ قبور مرد وعورت کے لئے جائز ہے۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا کہ جمہور علماء نے زیارتِ قبور کے جواز کا فیصلہ دیا ہے۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ مردوں عورتوں کے لئے زیارتِ قبور جائز ہے۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ۶۹ ''میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کرتا تھا' اَب اِن کی زیارت کرو''۔

اِس حدیث شریف کو حضرت اِمام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ حدیث کے اَلفاظِ عام میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ ابنِ ماجہ نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اِس میں فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ فِی الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُ فِی الْاٰخِرَةِ کا اِضافہ کیا۔ حضرت ابنِ ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے وَلَا تَقُوْلُوْا

---

۶۸ بخاری جلد۱ص۱۷۱' تیسیر الباری جلد۲ص۲۶۰' تفہیم البخاری جلد۲ص۳۴۵' مشکوٰۃ ص۱۵۰ حدیث نمبر۱۷۲۸' ابن ماجہ حدیث نمبر۱۵۹۶' ابوداؤد حدیث نمبر۳۱۲۴' مسلم حدیث نمبر۹۲۶/۱۵' نسائی حدیث نمبر۱۸۶۹' ترمذی حدیث نمبر۹۸۷' مسند احمد جلد۳ص۱۳۰' مرقاۃ جلد۴ص۱۸۵۔

۶۹ مستدرک حاکم' ابن ماجہ حدیث نمبر۱۵۷۱' مجمع الزوائد جلد۳ص۵۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۷۶' الترغیب والترہیب جلد۴ ص۳۵۷' مشکوٰۃ ص۱۵۴ حدیث نمبر۱۷۶۹' مرقاۃ جلد۴ص۲۲۱' قرطبی جلد۱۰ جز۲۰ حدیث نمبر۱۷۰۔

هِجْرًا کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو اِس کی وجہ سے تم آخرت کو یاد رکھو گے۔ حضرت ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے صحیح سند سے حدیث شریف ذکر کی ''جو کوئی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ دُنیا میں پہچانتا تھا اور اُس کو سلام کہے وہ اُس کو پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے''۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف پر اہل علم کا عمل ہے وہ زیارتِ قبور میں کوئی حرج نہیں جانتے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ ۷۰

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف سے یہ حدیث شریف منسوخ ہے۔ مگر نوجوان عورتوں کا قبور پر نہ جانا بہتر ہے کہ ان کے باہر نکلنے میں سخت فتنہ ہے۔ اِن کے لئے گھر میں رہنا مستحسن ہے۔ حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اگر عورتیں تنہا ہوں اور مردوں سے اِختلاط نہ ہو تو سب عورتوں کے لئے زیارتِ قبور مباح ہے اور اِس میں کسی کا اِختلاف نہیں۔ ساری اُمّت جناب نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبور کی زیارت پر متفق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر سے واپس آتے تو روضۂ اَطہر کی زیارت کرتے اور عرض کرتے: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِبْنَاہُ۔**

قبور کی زیارت کی ممانعت شروع اِسلام میں تھی۔ جبکہ بتوں کی عبادت کا زمانہ قریب تھا اور نئے نئے مسلمان ہوئے تھے جب اِسلام مضبوط ہو گیا' لوگوں کے

---

۷۰ تفہیم البخاری جلد۲ ص ۳۴۷۔۳۴۶۔

دِل قوی ہو گئے اور قبور کی عبادت کا خطرہ جاتا رہا تو اُن کی زیارت کی ممانعت منسوخ ہوگئی کیونکہ اُن کی زیارت آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

عورتوں کو خوشنما ہیئت اور خوبصورت لباس میں حسن و جمال کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبروں پر نہیں جانا چاہئے کیونکہ ایسی صورت اور حالات میں فتنہ و فساد سے مامون رہنا مشکل اَمر ہے۔ زیارت کا مقصد تو موت کی یاد اور آخرت کا خوف و ڈر ہے۔ اگر قبروں کی زیارت کے وقت یہ مقصد ہی فوت ہو جائے تو پھر قبروں پر جانے میں کیا مقصد ہے؟

مصیبت اور صبر:

مُحَوّلہ بالا حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی مصیبت آ جائے تو اُس کی آمد پر صبر کرنا' یہی حقیقی صبر ہے کیونکہ اچانک مصیبت واقع ہونے سے دِل گھبراتا ہے۔ اُس وقت سکون' صبر ہوتا ہے۔ مصیبت گزر جانے پر سکون کرنا صبر نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے اُس عورت کو صبر کی تلقین' اِس لئے فرمائی تا کہ اُس پر دو مصیبتیں جمع نہ ہوں ایک بچہ کے فوت ہو جانے کی مصیبت اور دوسری بے صبری کی صورت میں ثواب واَجر کا ضائع ہو جانا۔ ثواب کا ضائع ہو جانا بھی مصیبت ہے۔

میدانِ جنگ نگاہِ مبارک میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَعٰی زَیْدًا وَّ جَعْفَرًا وَّ ابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاتِیَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَاِنَّ عَیْنَیْ لَتَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰی

فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اے

''نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے حضرت زیدؓ حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کی شہادت کی خبر لوگوں کو سنادی (جبکہ آپ ﷺ مسجد نبوی شریف میں جلوہ اَفروز تھے) اور اَبھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے زید (ؓ) نے (سرداری کا) جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے پھر جعفر (ؓ) نے (جھنڈا) سنبھالا وہ شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہ (ؓ) نے (جھنڈا) سنبھالا وہ شہید ہوئے۔ آپ ﷺ فرماتے جاتے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ پھر فرمایا: اِس کے بعد اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا سنبھالا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی''۔ ۞

۞ ''یہ لڑائی ۸ھ میں ہوئی' بلقا کی زمین میں ملک شام کے پاس' مسلمان تین ہزار تھے اور کافر بے شمار۔ آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا اور فرمادیا تھا اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفرؓ سردار ہوں گے اگر جعفر مارے جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ یہ تینوں سردار مارے گئے۔ آخیر میں خالدؓ بن ولید نے فوج کی کمان سنبھالی اور کافروں کو شکستِ فاش دی۔ آپ نے اُس لشکر کے لڑنے سے پہلے ہی سب خبر لوگوں کو سنادی۔ اِس حدیث میں آپؐ کے کئی معجزے ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۴۰ من وعن) ☆

☆ اِس حدیث شریف میں اُن حضرات کے لئے درسِ عبرت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ) یہ حدیث شریف نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے دیوار کے پیچھے کے علم

اے بخاری جلد۱ ص ۱۶۷' مسند احمد جلد۳ ص ۱۱۸۔۱۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۷۰' مستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۷' بخاری جلد۱ ص ۱۶۷' تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۴۰' جلد۵ ص ۴۴۷۔

کی نفی کرنے والوں کو سمجھانے کے لئے خوبصورت دلیل ہے۔ آپ ﷺ اُس وقت مدینہ منورہ میں تھے جبکہ سریہ موتہ میں مُحَوّلہ بالا حضرات کی شہادتیں واقع ہوئیں اور شام کے ملک میں بقاء کے قریب ۸ ہجری کو ہونے والی جنگ کے حالات حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ باقاعدہ بغیر کسی مصنوعی سیارے، سیٹلائٹ سسٹم، یا کسی اور سائنسی آلات کے نگاہِ نبوت سے دیکھ رہے تھے اور فرداً فرداً سب کمانڈروں کے جھنڈا پکڑنے اور شہید ہونے کی خبر عطا فرما رہے تھے اور پھر حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈا پکڑنے اور فتح پانے کی اطلاع ارشاد فرمائی۔

☆(۲) وحید الزماں صاحب اہلحدیث نے اِس حدیث شریف کے حاشیہ نمبر۲ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) آپ (ﷺ) کے چہیتے صحابی تھے۔ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ کی تعریف میں بہت سے شعر کہے ہیں۔ ☆

☆''اِس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نعتیں لکھنا اہلِ ایمان کا شیوہ ہے۔ مخالفت کرنے والے خود فیصلہ کریں کہ وہ کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں''۔

قیامت کے دن کے حالات کی اِطلاع:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص اِحرام باندھے ہوئے تھا۔ اُونٹ نے (اُس کو گرا کر) اُس کی گردن توڑ ڈالی۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کرو اِس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اِس کو کفن دو۔ اور اِس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اِس کا سر ڈھانپو۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کو قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اُٹھائے گا''۔ ۲ے

نوٹ: کیا عظمت وشان ہے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ قبروں میں سے

۲ے بخاری جلد۱ص ۱۶۹، مسند احمد جلد۱ص ۲۱۵، دارمی جلد۲ص ۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۹۰۔۳۹۱۔۳۹۲۔۴۰۴، جلد۳ص ۲۸، شرح السنۃ جلد۳ص ۲۳۰، دار قطنی جلد۴ص ۲۹۶، مشکوٰۃ ص ۱۴۳، مرقاۃ جلد۴ص ۱۰۶، حدیث نمبر ۱۶۳۷، ترمذی حدیث نمبر ۹۵۱، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۸۸۶۔۱۱۹۶۶، تیسیر الباری جلد۲ص ۲۵۰۔

اُٹھنے والوں کے بارے میں اور اُن کی کیفیات کے متعلق بعطائے الٰہی جانتے ہیں۔ لہٰذا لوگو! اَدب و احترام کرو، بے اَدبی سے بچو اور علم مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کی نعمتیں پڑھو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زندگی کی خبر:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جس سال حجِ وداع ہوا (یعنی ۱۰ھ میں) نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا، میری بیماری تو اِس درجہ کو پہنچ گئی ہے (کہ اَب بچنے کی اُمید نہیں) اور میری ایک بیٹی ہی میری وارث ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا، آدھا مال (صدقہ کر دوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ اَوْ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَ اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَاتَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ

''تہائی مال خرچ کرنا کافی ہے۔ یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جائے تو یہ اِس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے۔ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضامندی کے لئے جو خرچ کرے گا (گو تھوڑا ہو اِس پر ثواب پائے گا)۔ یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں (لقمہ) ڈالے گا اِس پر بھی''۔

فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، میرے ساتھی تو مدینہ (منورہ) چلے جائیں گے اور میں اُن سے پیچھے مکہ شریف رہ جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:-

اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلَّا زَدْدْتَ بِهٖ

دَرَجَةً وَّ رِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّکَ اَنْ تَخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَّ یَضُرُّبِکَ آخَرُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِمْضِ لِاَصْحَابِیْ ھِجْرَتَھُمْ وَلَا تَرُدَّھُمْ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ لٰکِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ یَرْثِیْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ مَّاتَ بِمَکَّةَ ۳؎

''تو ہرگز پیچھے نہیں رہے گا پس جو کوئی اچھا کام کرے گا مگر اُس کی وجہ سے تیرا درجہ اور مرتبہ زیادہ ہوگا پھر تو شاید مکہ مکرمہ میں اَبھی زندہ رہے گا حتیٰ کہ تیرے سبب (ذریعے اور وسیلے) سے ایک قوم نفع اُٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے دُعا فرمائی: اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک)! میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ہجرت پوری فرما اور اُن کو ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج (حضرت) سعد بن خولہ (رضی اللہ عنہ) پر اَفسوس کیا کرتے تھے وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوگئے)۔ ۝

۝ ''اِس حدیث شریف میں آپ ﷺ کا ایک بڑا معجزہ ہے جیسے آپ ﷺ کی پیش گوئی تھی، ویسا ہی ہوا۔ سعدؓ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہے۔ عراق اور ایران اِنہوں نے فتح کیا'' (رضی اللہ عنہ) (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۶۹ من وعن) ☆

☆ اِس حدیث شریف میں نبوت پاک کی دلیل ہے کہ غیب کی باتیں بتانا، غیب کی خبروں کے بارے میں آگاہ کرنا، یہ شانِ نبوت ہے۔ آپ ﷺ نے خبر غیب دی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اِس مرض میں فوت نہ ہوں گے، اُن کی زندگی سے مسلمانوں کو نفع ہوگا اور مشرکین نقصان اُٹھائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ اِس کے بعد چالیس برس سے زیادہ زندہ رہے اور عراق وغیرہ کے بلاد فتح کئے۔

۳؎ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۳، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۵۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۱۱، دارمی جلد ۲ ص ۴۰۷، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۱۶، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۶۸، السنن الکبریٰ البیہقی جلد ۶ ص ۲۶۸۔

(جیسا کہ تیسیر الباری کے حوالے سے بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے) اور مسلمانوں کو بہت مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے کلام میں لفظ لَعَلَّ تحقیق کے لئے ہوتا ہے۔ حضرت علامہ عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ لَعَلَّ کا معنی ترجی ہے۔ مگر جب یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اور اُس کے رسول اللہ ﷺ اور اُس کے اَولیاء کرام کے کلام میں ہو تو اِس کا معنی تحقیق ہوتا ہے۔ (تفہیم البخاری جلد۲ ص ۳۵۹)

وصیّت:

وصیت کے بارے میں جمہور فقہا نے اِس حدیث شریف کو اَساس قرار دیا ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت جائز نہیں اور اگر کسی کا کوئی بھی وارث نہ ہو جو نسب یا نکاح کے اِعتبار سے ہو تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُس کا سارا مال وصیّت میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اِمام اعظم حضرت اِمام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ حضرت اِمام احمد اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد۲ ص ۳۵۸)

میّت کے سبب (وسیلہ) سے زندہ کو نفع:

حضرت جریر بن حازم علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضرت نافع علیہ الرحمہ سے سنا وہ فرماتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف بیان کرتے ہیں کہ جو جنازے کے ساتھ رہے اُس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔ اُنہوں نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت حدیثیں بیان کی ہیں۔ پھر (اُمُّ المؤمنین) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف کی تصدیق کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے، جیسا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تب تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِیْ

قَرَارِیطَ کَثِیرَۃٍ فَرَّطْتُ ضَیَّعْتُ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ ۴ے ''ہم نے تو بہت سے قیراطوں کا نقصان اُٹھایا (سورۂ زمر میں) جو فَرَّطْتُ کا لفظ ہے اِس کے یہی معنی ہیں' میں نے ضائع کیا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ' قِيْلَ' وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ ۵ے ''جو شخص جنازے میں نماز ہونے تک شریک رہا اُس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو دفن تک شریک رہا اُس کو دو قیراط ملیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا دو قیراط کتنے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی طرح''۔ ۵

۵ ''دُنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارھواں حصّہ ہوتا ہے۔ دوسری روایت ہے کہ آخرت کا قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۲۸۸ من وعن) ☆

☆ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا مسلمان میّت دیگر زندہ ایمان والوں کے لئے ڈھیروں ثواب حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں مرنے والا کسی کو کیا نفع دے سکتا ہے؟ شاید یہ لوگ آنکھیں کھول کر مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر آنکھیں کھول کر مطالعہ کریں تو بخاری' مسلم' مسند احمد اور ترمذی وغیرہ کی اِس حدیث شریف سے اُنہیں صحتِ عقائد میں مدد حاصل ہوگی کہ فوت شدہ مسلمان مرد یا عورت' بچی یا بچہ زندوں کے لئے کتنے اَجر و ثواب کا وسیلہ ہے۔ جنازہ پڑھیں تو ایک اُحد پہاڑ کے برابر خیرات کرنے جتنا ثواب اور اگر قبر تک' دفنانے تک شرکت کریں تو دو اُحد پہاڑ کے برابر تقسیم کرنے جتنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا میّت کے جنازہ میں شریک

۴ے بخاری جلد۱ ص ۱۷۷' شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۶۰' تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۸۷۔

۵ے تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۸۸' شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۵۹ (بالفاظ دیگر)' الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۴۱' بخاری جلد۱ ص ۱۷۷' مسند احمد جلد۲ ص ۴۰۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۴۱۲۔

ہونے اور اُس کا اِنتظام کرنے میں بہت ثواب ہے اور جو مسلمان کے فوت ہونے کے بعد اُس کی تجہیز و تکفین اور تدفین خوش اُسلوبی سے کرے اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اُس کی تکثیر ثواب سے تکریم فرمائے گا۔

میّت سنتی ہے:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری کے حصّہ کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا بَابُ الْمَیِّتِ یَسْمَعُ خِفْقَ النِّعَالِ (ترجمہ:- باب:'' مُردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے''۔) ۝

۝ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:- ''ابنِ منیر نے کہا اِمام بخاریؒ نے یہ باب اِس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور وغل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اِس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہوتا ہے۔ جو اہلحدیث کا مذہب ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۹۵ من وعن) ☆

☆ وحید الزماں صاحب نے شاید اپنی قوم سے پوچھا نہیں اگر پوچھ کر لکھتے تو اِس سچائی کا اِنکار کر دیتے کیونکہ حالات و واقعات اور قرائن سے ثابت ہے کہ اہلحدیث اور دیوبندی حضرات (سماع موتی) کے منکر ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے بعض دیگر علماء حضرات کی اَندھی تقلید کرتے ہوئے سماع موتی کا اِنکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ غلط لکیر کے فقیر ہیں۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی حدیث شریف کا اِنکار کرتے ہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے محوّلہ بالا باب قائم کرنے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی وَ ذَھَبَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اَنَّہٗ

لَيَسْمَعَ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَّ اَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ ۶؎

''جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں وہ (صاحبِ قبر) اُن کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُس کو بٹھاتے ہیں' پوچھتے ہیں' تو اِن صاحب (حضرت) محمد ﷺ کے بارے میں کیا اِعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے' دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ لے' اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (کمبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا' میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ ۝ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی پیروی کی۔ پھر لوہے کے گُرز سے اُس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ آس پاس والی مخلوق' آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے''۔

۝ ''کہتے ہیں کہ اُس وقت آنحضرت ﷺ کی پاک مبارک صورت

۶؎ تیسیر الباری جلد۲ ص۲۹۶۔

مُردے کو نظر آتی ہے جبھی تو وہ اِشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ اُن صاحبؐ کے بارے میں تیرا کیا اِعتقاد تھا۔ بہت سے مسلمانوں نے گو آنحضرت ﷺ کو دُنیا میں نہیں دیکھا مگر اُس وقت پہچان لیں گے۔ بعضوں نے کہا آپؐ کا نام لے کر مردے سے پوچھتے ہیں اور چونکہ آپؐ نے اپنی زبان مبارک سے حدیث فرمائی اِس لئے **ھٰذَا الرَّجُلَ** کے ساتھ اپنی طرف اشارہ فرمایا"۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۲۹۶ من وعن) ☆

☆"اِس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ قبر میں سیّد عالم ﷺ نظر آتے ہیں۔ اِس کا معنی یہ ہے کہ مقبور اور روضہ اَطہر کے درمیان والے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور صاحبِ قبر صاحبِ لولاک حضرت محمد ﷺ کو عیاناً (یعنی اپنی آنکھوں سے) دیکھتا ہے اور یہ کہنا کہ آپ ﷺ ذہن میں حاضر ہوتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ کافر سے کبھی بھی اَیسا تصور کرنا ممکن نہیں"۔ (تفہیم البخاری جلد۲ص۳۹۳) ۷ے

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الجنائز کے باب عذاب قبر میں سماع موتیٰ کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اِطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی اَھْلِ الْقَلِیْبِ فَقَالَ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَکُمْ رَبُّکُمْ حَقًّا؟ فَقِیْلَ لَهٗ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰکِنْ لَا یُجِیْبُوْنَ** ۸ے "نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے اَندھے کنویں میں جھانکا (جس میں کفارِ مکہ کے مقتولین کو

۷ے صحیح بخاری جلد۱ص۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث دوسری مرتبہ بَابٌ مَا جَاءَ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ (باب قبر کے عذاب کا بیان) (جلد۱ص۱۸۳) میں نقل کی ہے۔ (دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں)۔ مسند احمد جلد۳ص۲۳۳۔۱۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص۸۰، نسائی جلد۱ص۲۸۸، ابوداؤد جلد۲ص۱۰۴، مسلم جلد۲ص۳۸۶، الترغیب والترہیب جلد۴ص۳۶۳، مشکوٰۃ ص۲۴، شرح السنۃ جلد۳ص۲۷۸۔ ۸ے تیسیر الباری جلد۲ص۳۲۳، بخاری شریف جلد۱ص۱۸۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ص۱۶۰ حدیث نمبر۱۰۳۲۰ (چھاپہ دار الحیاء التراث العربی)، مجمع الزوائد جلد۶ص۹۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، نسائی جلد۱ص۲۹۳، مسلم جلد۲ص۳۸۷، مسند احمد جلد۱ص۲۷۔

پھینکا تھا) فرمایا: تمہارے رَب نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا' لوگوں نے عرض کیا' آپ ﷺ مُردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم کچھ اِن سے زیادہ نہیں سنتے' البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے''۔

سماع موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم دیا اور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کا یہ قاعدہ تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں اُنہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے۔ تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اُونٹنی پر زین کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے' آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے' وہ سمجھے شاید نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کسی کام کے لئے جارہے ہیں۔ خیر چلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے' اُن کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا۔ فرماتے یافلاں فلاں کے بیٹے یافلاں فلاں کے بیٹے:

اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تَکَلَّمَ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ اَقُوْلُ مِنْھُمْ [۷۹]

''اَب تم کو یہ اَچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول ﷺ

۷۹ بخاری کتاب المغازی جلد۲ ص ۵۶۶' نسائی جلد۱ ص ۲۹۳۔

کا فرمان مان لیتے۔ ہم سے تو جس کے ثواب اور اَجر کا ہمارے مالک نے وعدہ فرمایا تھا وہ ہم نے پالیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا نہیں؟ (حضرت) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اَیسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' میں جو باتیں کر رہا ہوں تم اُن کو اِن سے زیادہ نہیں سنتے۔ (یعنی اِنہی کے برابر سنتے ہو)''۔

مُحوّلہ بالا تمام اَحادیثِ مبارکہ پر غیر مقلدین کے اِمام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اُن کے تعصُّب اور تنگ نظری' اِنکارِ حدیث پر زجر وتوبیخ کی ہے۔ موصوف کے تبصرے من وعن پیش کئے جاتے ہیں۔

بدر کے مَردُودوں اور مشرکین کفّار کے مُردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

(۱) ''اِس حدیث سے صاف سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے (اہلحدیث اِس پر متفق ہیں۸۰) اور جب سماع موتی ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذاب قبر کس پر ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۲۳ من وعن) ☆

(۲) مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اِس باب میں وارد ہیں جن کو اِمام سیوطی نے ''شرح الصدور'' میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جا کر سلام کیوں مشروع ہوتا؟ (تیسیر الباری جلد۵ص۲۵۰ من وعن)

(۳) ''مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف اِدعاء اہلحدیث ہونے کے سماع

---

۸۰ ''بریکٹ والی عبارت بھی اِس تبصرہ کی ہے لیکن یہ جھوٹ ہے کیونکہ اہلحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیثِ مبارکہ اور بخاری شریف کا اِنکار کرتے ہوئے سماع موتی کا اِنکار کرتے ہیں''۔

موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں' لہٰذا روح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اَرے یارو! دوسری احادیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اُٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے اِنکار کی کیا وجہ ہے؟ اگر یہ لوگ اِمام سیوطیؒ کی کتاب **شَرْحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْرِ** دیکھیں تو اِن کو معلوم ہو جائے گا کہ سماعِ موتی کا اِنکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تعصب سے بچائے۔''

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۵ من وعن)

عذابِ قبر حق ہے:

مُحَوَّلہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر حق ہے۔ اہل اِسلام اہلسنّت وجماعت کا مذہب صحیح ہے۔ اور اَیسا ہی ہے۔ منکرینِ عذابِ قبر کہتے ہیں ''ہم دیکھتے ہیں کہ کسی شخص کو صلیب دی جاتی ہے وہ مصلوب ہی باقی رہتا ہے حتیٰ کہ اُس کے سارے اَجزاء بے کار ہو جاتے ہیں۔ ہم اُس شخص میں حیات اور سوال نہیں دیکھتے ہیں تو مشاہدہ کے باوجود عذابِ قبر اور قبر میں سوال وجواب کے قائلین کی بات تسلیم کرنا بے کار ہے۔ نیز جس کو کتے اور درندے کھا جائیں اور اُن کے پیٹوں میں اُس کے اَجزاء متفرق ہو جائیں تو اُن کا جمع ہو کر سوال وجواب کے لئے پیش ہونا کیسے ممکن ہے۔ نیز کسی شخص کو جلا دیا جاتا ہے اور اُس کی راکھ سخت تیز ہوا میں مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں اُڑا دی جاتی ہے تو اِس حال میں ظاہر ہے کہ اُس کے اَجزاء کا اِجتماع' پھر سوال وجواب ناممکن وغیرہ ہے۔

اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سولی دیا گیا ہے اُس میں زندگی اور سوال ہو اور ہم مشاہدہ نہ کر سکیں یہ بعید نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نظام میں ہماری عقل بے

کار ہے۔ قادرِ مطلق کی قدرت پر یقین و اعتقاد ایمانیات کا لازمی جزو ہے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ ہمیں نظر آنا یا ہمارا سننا عذابِ قبر کے حق میں ہونے کی شرط نہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ہم کلام ہوتے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے تھے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں نہیں دیکھتے تھے۔ پھر بھی ایمانی تقاضے کے مطابق مانتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادرِ مطلق ہے جو مختلف پیٹوں میں اور جگہوں میں ہضم شدہ اور بکھرے ہوئے ذرّات اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں منتشر اَجزا کو جمع کر کے صاحبِ اَجزاء کو زندہ فرما کے سوال و جواب اور عذاب کرے۔ ذیل میں بیان شدہ حدیث شریف سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جان پر زیادتی کی تھی جب اُسے موت آئی تو اُس نے اپنی اَولاد کو وصیّت کی کہ جب وہ مر جائے تو اُسے جلا دو، پھر اُس کا آدھا (حصّہ) جنگل میں اور آدھا (حصّہ) دریا میں اُڑاؤ۔ رب کی قسم! اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس پر تنگی فرمائی تو اُسے وہ عذاب دے گا جو جہانوں میں کسی کو نہ دے۔ جب وہ مر گیا تو جو اُس نے کہا تھا، وہ اُن لوگوں نے کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دریا کو حکم فرمایا تو اُس نے اپنے اَندر کا سب کچھ جمع کر دیا (یعنی اُس کے ذرّات جمع کر دیئے) اور جنگل کو حکم فرمایا: اُس نے اپنے اَندر کا (حصّہ) جمع کر دیا (اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے زندہ فرما دیا) پھر اُس سے فرمایا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ وہ بولا یا رب! تیرے ڈر سے، تجھے تو خود خبر ہے۔ اُسے رب نے بخش دیا''۔ [۸۱] سبحان اللہ!

مذکورہ شخص کا خیال قدرتِ الٰہی سے بے خبری کی بنا پر تھا۔ اِس بے خبری کی وجہ سے اُسے معذور گردانا گیا۔ لہٰذا اُسے اِس بے خبری کی بنا پر کافر نہیں کہہ سکتے۔

---

[۸۱] مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۸۳، حدیث نمبر ۲۰۵۴۸، ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۴۲۵۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۹، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۳۴۲ (اختلاف اَلفاظ)۔

ویسے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اُس کے عذاب کو مانتا تھا۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مردہ کو جلا ڈالنے اور اُس کی مٹی کو اُڑا دینے سے مردہ حساب وکتاب سے بچ نہیں سکتا۔ ربّ ذوالجلال والاکرام ایک آن میں اُس کے تمام ذرّات کو جمع فرما کر حساب بھی لے لیتا ہے اور عذاب وثواب بھی دے دیتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر!

برکت والی جگہ دفن ہونا:

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ فِی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ اَوْ نَحْوِهَا

''باب: جو شخص کسی برکت والی زمین میں جیسے بیت المقدس وغیرہ ہے دفن ہونے کی آرزو کرے''۔

○ ''بیت المقدس کی مثل ہے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور کربلا معلّٰی اور نجف اشرف سارے مقامات جہاں اللہ کے نیک بندے مدفون ہیں۔ باب لانے سے اِمام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مدفن کے لئے کسی پیغمبر یا ولی کا جوار ڈھونڈنا جائز ہے اِس میں قباحت نہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۲۹۷ من وعن) ☆

؎ خدایا آرزو ہے دل سے مجھ کو کب وہ دن ہو
مدینہ میں مروں اور بقیعِ پاک مدفن ہو☆

☆ آج کل کے اہل حدیث تو ویسے ہی اَولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مخالف ہیں۔ اِن میں سے کون اپنی قبر کا بننا وہاں پسند کرسکتا ہے۔

قبر پر مسجد بنانا:

بَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ ''باب قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے؟''

۱ ۔۔۔ ابنِ منیر نے کہا قبرستان میں قبروں سے علیحدہ مسجد بنانے میں

قباحت نہیں۔۔۔بند نیجی نے کہا مراد یہ ہے کہ قبر کو گرا کر اُسے برابر کر کے اُس پر مسجد بنانا حرام ہے کیونکہ مسلمان کی قبر کی حرمت کرنا چاہئے۔۔۔اگر کوئی شخص کسی ولی یا بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنائے اور اُسے مقصود برکت ہو نہ کہ نماز میں اُس کی تعظیم' اور نہ اُس کی طرف توجہ کرے تو وہ اِس وعید میں داخل نہیں رہتی۔انتہی اور حق تعالیٰ نے اِیمان والوں سے سورۂ کہف میں نقل کیا: قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَسْجِدًا۔۔۔ (الکہف:۲۱)

''وہ بولے جو اِس کام پر غالب رہے تھے' قسم ہے ہم تو اُن پر مسجد بنائیں گے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ص۲۹۸ من وعن)

فرشتہ آدمی کے لباس میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اُرْسِلَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْھِمَا السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَہٗ صَکَّہٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّہٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ: اِرْجِعْ فَقُلْ لَہٗ یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَہٗ بِکُلِّ مَا غَطَّتْ بِہٖ یَدُہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ سَنَۃٌ

''ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس (آدمی کی شکل میں) بھیجے گئے جب وہ آئے (اُس وقت آپ کسی کام میں مشغول تھے' اُس نے تنگ کیا) تو آپ نے ایک طمانچہ رسید کیا اُس کی آنکھ پھوڑ دی' وہ اپنے مالک (ربّ ذوالجلال والاکرام) کے پاس لوٹ گیا''۔

اُس نے بارگاہِ ربّ ذوالجلال والاکرام میں عرض کیا: تو نے مجھے اَیسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا' اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کی آنکھ دُرست فرمادی'' اور فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اور اُن سے

کہو کہ آپ ایک بیل کی پُشت پر ہاتھ رکھیں جتنے بال اُن کے ہاتھ تلے آئیں وہ اُتنے برس زندہ رہیں گے"۔

فرشتے نے ایسا ہی کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر۔ فرمایا' پھر موت۔ اُنہوں نے جواباً فرمایا: چلو پھر ابھی سہی۔ پھر اُنہوں نے ربّ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہِ اقدس میں دُعا عرض کی: اَنْ یُّدْنِیَہٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَوْ کُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ ۸۲ "یااللہ مجھے بیت المقدس سے ایک پتھر کی مار پر نزدیک کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر رستے میں لال ٹیلے کے پاس دکھا دیتا"۔ ۝

۝ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے قوی' شہ زور تھے' فرشتہ آدمی کے لباس میں تھا۔ اِس لئے طمانچہ سے اُس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۲۹۸ من وعن) ☆

☆ جو لوگ یہ کہتے ہیں نور' بشر نہیں ہوسکتا وہ دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کو قادرِ مطلق نہیں مانتے' جب تک ربّ ذوالجلال والاکرام کو قادرِ مطلق اور مختارِ حقیقی نہ مانا جائے عقیدۂ توحید سمجھ میں نہیں آسکتا۔ توحید' توحید کہنا کافی نہیں عقیدہ بھی درست ہونا چاہئے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام قادرِ مطلق ہے۔ جس طرح اُس نے اِنسان کو مٹی یا پانی سے پیدا فرمایا ہے' وہ اِسی طرح اپنی قدرت کاملہ سے نور سے بھی اِنسان بنا سکتا ہے۔ لہٰذا جب تک ربّ ذوالجلال والاکرام کو قادرِ مطلق نہیں مانیں گے مسئلہ نور و بشر کبھی بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

رسول اللہ ﷺ پر تصدُّق:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا ہے:

۸۲ بخاری جلد۱ص۱۷۸' تیسیر الباری جلد۲ص۲۹۷۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الشَّھِیْدِ باب شہید پر نماز جنازہ۔ اِس میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث شریف بیان کی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّ احِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَ قَالَ: اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَاءِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا وَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ ۸۳

''غزوۂ اُحد میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دو دو شہداء کو اکٹھا فرماتے' پھر فرماتے اِن دونوں میں سے کس کو قرآنِ مجید زیادہ یاد تھا؟ جب لوگ عرض کرتے (تو جس کو قرآنِ مجید زیادہ یاد تھا) آپ ﷺ اُس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے اور فرماتے میں قیامت کے دن لوگوں کا گواہ ہوں اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا: شہداء کو اِسی طرح دفنا دیا جائے کہ نہ اُن کو غسل دیا جائے اور نہ ہی اُن کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے''۔ ۝

۝ ''اُنہوں نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ اور رسولؐ پر تصدق کی اور اِیمان پر مرے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۰۰ من وعن) ☆

☆ گو تیسیر الباری کے مؤلف وحید الزماں صاحب کی قوم تصدق اور صدقے کی قائل نہیں یعنی اگر یہ کہو کہ یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا صدقہ ہے تو اُن کی قوم کا جی متلانے لگتا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ اِیمان لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب رسول اللہ ﷺ سے کچھ عرض کرتے تھے تو **فِدَاکَ اُمِّیْ وَ**

۸۳ تیسیر الباری جلد۲ص۳۰۰' بخاری جلد۱ص۱۷۹۔

اَبِیْ ''اپنے والدین کو سرکارِ کائنات ﷺ پر قربان کر کے بات کرتے تھے''۔ آج لوگوں نے نیا مذہب بنا لیا ہے۔ اگر یہ کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے صدقے مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑی رحمتیں ہیں' یہ نئے مذہب کے موجد جھٹ سے فتویٰ لگا دیتے ہیں کہ صدقہ کیا ہوا؟ یہ تو شرک ہے۔

شہید کی غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں:

محولہ بالا حدیث شریف کی تشریح میں وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے:

''شافعیہ اور اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے کہ شہید پر نماز نہ پڑھیں اور امام احمد علیہ الرحمہ سے اِس باب میں دو روایات ہیں۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز پڑھیں لیکن غسل نہ دینا چاہئے اور مراد وہ شہید ہے جو میدانِ جنگ میں کافروں یا باغیوں کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن وہ لوگ جن کے لئے شہادت کا ثواب حدیث میں آیا ہے' جیسے طاعون سے مرنے والا یا ڈوب کر مرنے والا اِس کو بالاتفاق غسل دینا چاہئے''۔ ☆

☆ یہاں جنازہ موجود ہے' اور اہلحدیث کا مذہب ہے کہ شہید کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں۔ اب اہل حدیث نے اپنے مذہب کو مذاق بنا دیا ہے اور جگہ جگہ بدعتوں کا مجموعہ اشتہارات چھاپ کر تاریخ اور وقت مقرر کر کے غائبانہ جنازے پڑھاتے ہیں اور دوسروں پر فتوے لگاتے ہیں کہ دن مقرر کرنا جائز نہیں' یہ نہیں وہ نہیں۔ خود شہداء پر غائبانہ نمازِ جنازہ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ لوگ بھی عجیب وغریب نظریات کا مغلوبہ ہیں جو کام دوسروں کے لئے شرک و بدعت ہیں جب یہ وہ کام خود کریں تو وہی توحید و اِسلام ہیں۔ مثال کے طور پر ختم قرآن کی محفل بدعت ہے اور ختم بخاری کی محفل اور جلسہ اور آٹھ آٹھ رنگ کا اِشتہار جو فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے وہ سُنّت و توحید ہے۔ محفل میلاد النبی ﷺ کی کانفرنس شرک و بدعت اور سیرت النبی ﷺ کی کانفرنس توحید و اِسلام۔ اِس قسم کے لوگوں کو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے معراج کی شب دیکھا تھا جو کہتے کچھ تھے کرتے کچھ تھے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے

ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کاٹ رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُمّت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اِس قسم کے بے راہ رو اور قول وفعل کے تضاد کے مجموعہ لوگوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین!

رسول اللہ ﷺ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! میں اپنے بعد میں یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم دُنیا میں لگ جاؤ گے''۔ اِس اِرشادِ مبارک کی تشریح بقلم وحیدالزماں صاحب۔ ۝

۝ ''یعنی دُنیا کی طمع تم پر غالب نہ آجائے اور دُنیا کے پیچھے اپنا دین نہ گنوا دو۔ آنحضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ مسلمان دنیا کے پیچھے لگ گئے اور ہر ایک نے یہ چاہا کہ میں بڑھ چڑھ کر رہوں، نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں نفسی نفسی پڑ گئی اور سارے مسلمان مل کر، جو ایک جان اور ایک خیال تھے، وہ بات جاتی رہی۔ جب اِن کا اِتحاد مٹ گیا تو کافروں نے اِس کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں پر غالب آنا شروع کیا یہاں تک کہ ہمارے زمانے میں جس قدر ملک اگلے مسلمانوں نے اپنے خون بہا کر فتح کئے تھے وہ اُن ناخلف اَولاد نے کھو دیئے اور اَب بھی نااِتفاقی اور اِختلاف سے باز نہیں آتے۔ سب مل کر قرآن اور حدیث کو اپنا قانون نہیں بناتے۔ اگر اَب بھی مسلمان قرآن وحدیث پر چلنے لگیں تو اَگلی حالت پھر عود کر آئے گی ورنہ اِن کی اَولاد اِن سے زیادہ کافروں کی دست نگر اور محتاج رہے گی۔ **وما علینا الا البلاغ۔**

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۰۱ من وعن) ☆

☆ یہ آخری فقرہ صاحبِ تیسیر الباری نے **علم غیب** کی بنیاد پر تو نہیں لکھا بلکہ اَندازاً، اٹکل اور تکے کی بنیاد پر کہا ہے یا حالات کے تجربہ سے جب کہ نبی اللہ ﷺ کی بات اٹکل، اَندازے اور تکے سے نہیں ہوتی بلکہ علم اِلٰہی اور وحی جلی سے ہوتی ہے۔ اُن کی

بات پر تو یہ لوگ شک کرتے ہیں لیکن اپنی بات اور دعوے کا بڑا دھیان چاہتے ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین، روح پرور۔ اور ایمان اَفروز ہیں اور جو صاحبِ ایمان ہے اِس کو ماننے میں کوئی پریشانی نہیں مگر جو لوگ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے بغض رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی عظمت وشان سے اُنہیں تکلیف ہوتی ہے وہ طرح طرح کی من گھڑت تاویلیں کرتے مثلاً یہ بات کتنی واضح ہے۔ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے:

''اور اللہ کی قسم! میں اپنے بعد میں یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک بن جاؤ گے (یعنی سب کے سب مشرک ہو جاؤ گے)''۔ مطلب یہ بتانا تاویل کرنا چاہتے ہیں ''میں یہ نہیں ڈرتا کہ سب کے سب مشرک ہو جاؤ گے بلکہ کچھ مشرک بھی ہو جاؤ گے''۔ حالانکہ آپ ﷺ کے واضح اَلفاظ میں فرمایا ہے ''میں یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک بن جاؤ گے''۔

حدیث شریف میں سرکارِ کائنات ﷺ کے علم غیب کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں: (۱) میں تمہارا پیش خیمہ ہوں یعنی تم سے پہلے دُنیا سے جانے والا ہوں۔ (۲) اللہ (عزوجل) کی قسم میں اپنے حوضِ (کوثر) کو اِس وقت دیکھ رہا ہوں۔ حوضِ کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں کے پیچھے ہے اور آپ مدینہ منورہ میں منبر شریف پر کھڑے اُسے دیکھ رہے ہیں۔ (۳) مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ (۴) اللہ (عزوجل) کی قسم! میں اپنے بعد میں یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک بن جاؤ گے۔ اور (۵) مجھے ڈر ہے کہ تم دُنیا میں لگ جاؤ گے۔

قبر کے پاس وعظ کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَعَدَ وَ قَعَدْنَا حَوْلَهُ وَ مَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَلْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ

قَالَ ! مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ مَا مِنْ نَّفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ اِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةٌ اَوْ سَعِيْدَةٌ ۸۴

''ہم بقیع غرقد میں ایک جنازہ میں شریک تھے۔ اتنے میں ہمارے پاس آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپؐ کے اِردگرد بیٹھ گئے۔ آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی' آپؐ نے سر انور کو جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں یا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانا بہشت اور دوزخ دونوں میں نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ (جان) نیک بخت ہوگی یا بد بخت''۔ ۸۵

(تیسیر الباری جلد۲ص ۳۱۶ من وعن) ☆

☆ اِس حدیث شریف سے یہ سند ملتی ہے کہ قبر کے پاس وعظ کی محفل قائم کرنا جائز ہے۔ قبروں کے پاس جب وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے تو بزرگانِ دین کی قبور پر عُرس کے عنوان سے اَیسی محافل کا اِنعقاد کرنا جس کا مقصد لوگوں کو قبر اور آخرت کے حالات و معاملات کی آگاہی ہو اور اچھی زندگی گزارنے کا شوق پیدا ہو' جائز ہے۔ کتاب و سُنّت میں اَیسی محافل کی کراہت کا ذکر تک موجود نہیں۔ مگر غیر شرعی اُمور سے تخلیہ ضروری ہے۔ عُرسوں کے موقعوں پر میلے ٹھیلے لگانا یہ محکمہ اَوقاف' کارپوریشن اور ایل ڈی اے کے گمراہ اَفسران کی سازش ہے۔ جو اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کے خلاف مصروفِ سازش ہیں۔ کارپوریشن اور ایل ڈی اے کے محکموں کی اِطلاع اور اِجازت کے بغیر اگر کوئی شخص ایک دیوار حکومت کی جگہ پر بنائے یا اپنی حدود سے تجاوز کر کے تعمیر کرے تو اُسے گرا دیتے ہیں۔ جبکہ عیاشی اور فحاشی کے اَڈے قائم کرنے کے ٹھیکے دیتے ہیں اور مال کماتے ہیں۔ دین کو نقصان پہنچتا ہے تو پہنچے' اِن اِداروں

---

۸۴ بخاری جلد۱ص ۱۸۲' تیسیر الباری جلد۲ص ۲۱۷۔ ۸۵ بخاری جلد۱ص ۱۸۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۹۴' مسلم حدیث نمبر ۲۰۳۹۔

کے گمراہ اَفسروں کو اِس سے کوئی غرض نہیں۔ محکمہ اَوقاف' کارپوریشن اور ایل ڈی اے کے وہ اَفسران جو اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کے دشمن ہیں' وہ عُرسوں کے موقعوں پر خرافات کی اِجازت بھی خود ہی دیتے ہیں' پھر اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کے خلاف زہریلا فرقہ وارانہ پراپیگنڈہ بھی خود ہی کرتے ہیں اور عُرسوں کے موقعوں پر ہونے والی خرافات کو عقائد اہلسنّت و جماعت کے ساتھ منسلک کر کے اپنی دروغ گو زبانوں سے زہر اُگل کر سادہ لوگوں کو عقائد اہلسنّت و جماعت سے گمراہ کرتے ہیں۔ حالانکہ عُرسوں کے موقعوں پر ہونے والی خرافات کا عقائد اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ عُرسوں کے موقعوں پر خرافات کے مرتکب لوگ اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کے دشمن ہیں۔ اِصلاحِ اَحوال با اِختیار لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

میّت کی تعریف کرنا:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا ہے:

بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ ۸۶ (لوگوں کا میّت کی تعریف کرنا) ۝

۝ ''بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے برخلاف زندہ کے کہ اِس کی تعریف میں اَندیشہ ہے کہ کہیں اِس کو تکبر نہ پیدا ہو''۔

(تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۱۹ من وعن) ☆

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَ كُفُّوْا مَسَاوِيْهِمْ ۸۷** ''اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اِن کی برائیوں سے باز رہو''۔

---

۸۶ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۲۔ ۸۷ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹' مشکوٰۃ ص ۱۴۸ حدیث نمبر ۱۶۷۸' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۳۸۷ (طبع قدیم)' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۴۲۸ (طبع قدیم)' مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۴۴۔

جو لوگ مر جائیں کیا اُنہیں بُرا کہنا چاہئے؟

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا** ۸۸ ''جو لوگ مر گئے اُن کو بُرا نہ کہو کیونکہ اُنہوں نے جیسے عمل کئے ویسا بدلہ پا چکے''۔

اُن کو بُرا کہنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایسا کر کے اُن کے عزیز و اَقارب اور رشتہ داروں اور دوستوں کو ایذا دینا ہے۔

مسلمان کے فوت ہونے کے بعد اُس کی اَچھائیاں بیان کرنی چاہئیں کہ نیکیوں کے ذکر سے رَحمت اُترتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرنے والے کے بعد مرنے والے کی نیکیاں بیان کرنے سے رَحمت اُترتی ہے تو کیا دُعا کرنے سے اُس پر رَحمت نازل نہیں ہو گی۔ اپنے فوت شدہ لوگوں سے بھی محبت کرنی چاہئے جہاں اُن کی اَچھائیاں بیان کی جانی جائز ہیں وہاں اُن کے لئے دُعائیں کرنا بھی جائز ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے تمہارے مرنے والے تمہاری دُعاؤں کا ایسے اِنتظار کرتے ہیں جیسے پیاسا پانی کا اِنتظار کرتا ہے۔

اِس کے برعکس دوسری روایت ہے جس کے راوی حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا: **قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِیِّ ﷺ تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ** ۸۹ ''ابولہب لعنۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے (بدکلامی کرتے ہوئے) کہا آپ ﷺ کے لئے باقی ایّام ہلاکت ہو تب یہ آیتِ مبارکہ اتری یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور ہلاک ہو''۔

---

۸۸ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۵۱، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۰، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۳۰۔ ۸۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۱۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مُحوّلہ بالا حدیث شریف کو بیان کرنے کے لئے باب باندھا ہے۔(بَابُ ذِکْرِ شَرَارِ الْمَوْتٰی) یعنی ''بُرے مُردوں کی برائی بیان کرنا''۔

یہ باب لا کر حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس حدیث شریف میں مُردوں کی برائی بیان کرنا منع ہوا ہے' اُس سے مراد وہ مسلمان مردے ہیں جو بظاہر نیک گزرے لیکن کافر اور فاسق' منافق' مشرک' مرزائی اور مرتد مُردوں کی برائی بیان کرنا دُرست ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابولہب مَردُود کی بُرائی اُس کے مرنے کے بعد بیان فرمائی۔

مشرکین و کُفار اور منافقین کی برائیاں بیان کرنے میں حرج نہیں۔ اگر اُنہوں نے کوئی اَچھا کام بھی کیا ہو تو اِس کے باعث اُن کی خوبیاں' بیان نہ کی جائیں۔ ہاں اَلبتہ اَیسے کافروں اور منافقوں کی اَولاد اگر مسلمان ہو تو اُن کے سامنے اُن کے کفّار آباؤ اجداد کی برائیاں بیان کرنے سے اُن کو تکلیف ہو تو اُن کی برائیاں بیان کرنے سے اِجتناب کیا جائے''۔

میّت کو تعریف سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو اُنہوں نے اُس میّت کی بہت اَچھے اَنداز میں تعریف کی نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: وَجَبَتْ (واجب ہوگئی۔) ۹۰

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر ایک اور جنازہ پر سے گزرے تو اُنہوں نے اُس کی برائی بیان کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَجَبَتْ (واجب ہوگئی) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ هٰذَا

۹۰ بخاری جلد ا ص ۱۸۳۔

اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ [۹۱]
''پہلے شخص کی تم نے اچھی تعریف کی اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کی تم نے بُرائی بیان کی تو اُس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۲۰ من وعن)

○ ''حاکم کی روایت میں ہے' یوں کہا کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت رکھتا تھا اور اللہ کی تابعداری پر عمل میں کوشش کرتا تھا۔ حاکم کی روایت میں ہے (دوسرا) اللہ اور اُس کے رسول سے دشمنی رکھتا تھا اور گناہ میں مصروف رہتا تھا۔ اِسی کوشش میں رہتا تھا۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۲۰ من وعن)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اِیمان بالغیب:

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں مدینہ منورہ آیا حالانکہ وہاں بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اِتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گزرا لوگوں نے اُس کی تعریف کی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اُس کی (اَچھے اَنداز میں) تعریف کی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا لوگوں نے اُس کی بُرائی بیان کی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے کہا' اے امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ تو اُنہوں نے فرمایا: میں نے وہی کچھ کہا جو نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے: اَیُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَلَهُ اَرْبَعَةٌ بِخَیْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَ ثَلَاثَةٌ؟ قَالَ وَ ثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَ اِثْنَانِ؟ قَالَ وَاِثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ

[۹۱] بخاری جلد۱ص۱۸۳' تفہیم البخاری جلد۲ص۴۲۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص۷۵۔

عَنِ الْوَاحِدِ ۹۲ ''جس مسلمان کی اچھائی پر چار مسلمان گواہی دیں اللہ عزوجل اُس کو جنت میں لے جائے گا۔ ہم نے کہا اگر تین آدمی گواہی دیں تو آپ نے فرمایا تین بھی۔ ہم نے عرض کیا دو بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق نہیں پوچھا''۔

جن اَحادیثِ مبارکہ میں یہ ذکر آتا ہے کہ مُردوں کو بُرا نہ کہو وہ اِیمان والوں کے لئے فرمایا گیا ہے۔ کافروں اور منافقوں کی بُرائی کا ذکر کرنا جائز ہے تاکہ لوگ اُن کے طریقے سے اِجتناب رکھیں۔

مذکورہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو صاحبِ اِیمان فوت ہو جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کے دِلوں میں اُس کی محبت ڈال دے تو یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص جنتی ہے اُس کے اَعمال کا معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیّت سے ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کے دِلوں میں اِس کی تعریف ڈال دی تو اِس کا نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کی مغفرت چاہی ہے۔ اِس طرح ثناء کا فائدہ بھی ظاہر ہو گیا ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

منکرین سماع موتیٰ:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب باندھا ہے:

بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۹۳

''باب: مُردے کو دونوں وقت صبح اور شام اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے''۔ ۝

۝ یعنی اگر بہشتی ہے تو بہشت کا گھر اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام

---

۹۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ حدیث نمبر ۱۳۶۸، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۲۸، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۲۲، ۶۳، ۳۰، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۶۳، نسائی حدیث نمبر ۱۹۳۴، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۳۳۔ ۹۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۳، مشکوٰۃ ص ۲۵، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۷۔

دونوں وقت اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ اِس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مردوں میں اِدراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے۔ کیا منکرینِ سماع موتیٰ اِس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو وقت اُس میں روح پھونکی جاتی ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ص ۳۲۷ من وعن) ☆

☆ ''منکرینِ سماع موتیٰ تو وحید الزماں صاحب کے فرقہ کے لوگ ہیں نیز جو لوگ سماع موتیٰ کے منکر ہیں اُنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ سماعِ موتیٰ کا اِنکار بے دین معتزلیوں کا طریقہ ہے اور کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی بات کا اِنکار کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیْہِ مَقْعَدُہٗ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ فَیُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی یَبْعَثَکَاللّٰہُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ [۹۴] ''تم میں جب کوئی مرجاتا ہے تو صبح اور شام اُس کا ٹھکانہ اُس کو دکھایا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہے تو بہشت والوں میں اور جو دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں۔ پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے جب قیامت کے دن اللہ (تبارک و تعالیٰ) تجھے اُٹھائے گا''۔ ☆

☆ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: قبر والوں کو سلام کہو۔ اگر وہ سنتے نہیں تو اُن کو سلام کہنا بے مقصد ہوگا۔ اسی طرح قبر پر تلقین کرنا مسنون ہے اگر صاحبِ قبر سنتا ہی نہیں تو تلقین بے معنی ہوگی۔ نیز جو لوگ دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو میّت اُن کی جُوتیوں کی آواز سنتی ہے''۔ تفصیل آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

---

[۹۴] مسلم جلد۲ص ۳۸۵' نسائی جلد۱ص ۲۹۱۔۲۹۲' شرح السنۃ جلد۳ص ۲۸۱' بخاری جلد۱ص ۱۸۴۔

عالَم غیب کی خبریں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّة ۹۵ ''جنت میں اِن کے لئے ایک دُودھ پلانے والی ہے''۔ ۝

۝ کیونکہ وہ ڈیڑھ سال کی عمر شیر خوارگی میں فوت ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی عزت اور عظمت اَیسی کی کہ اُن کے صاحبزادے کے لئے بہشت میں انا رکھی۔ اِس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمانوں کی اَولاد بہشت میں رہے گی جو باب کا مطلب ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۳۲۹ من وعن)

اِس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ عالم غیب کا مشاہدہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے لئے رَبِّ ذوالجلال والاکرام کا خصوصی اِعزاز ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ۹۶ ''میں (عالم غیب کی) وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام کو اپنے جیسا قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ اَیسا سوچنا سوائے بے خبری کے اور کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لئے جنت میں ایک دُودھ پلانے والی ہے۔ نیز اِس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے تصدق اِیمان والوں کے نابالغ بچے جنت میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن شریف

---

۹۵ بخاری جلد۱ص۱۸۴' شرح السنۃ جلد۷ص۲۰۳' مسند احمد جلد۴ص۳۰۰۔۳۰۲' مستدرک حاکم جلد۴ص حدیث نمبر۳۸' مجمع الزوائد جلد۹ص۱۶۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ص۳۷۹' دلائل النبوۃ جلد۷ص۸۹۔۹۰۔ ۹۶ مسند احمد جلد۵ص۱۷۳' ترمذی حدیث نمبر۲۳۲' ابن ماجہ حدیث نمبر۴۱۹۰' الترغیب والترہیب جلد۶ص۲۶۴' مستدرک حاکم جلد۲ حدیث نمبر۵۱۰' درمنثور جلد۳ص۲۶۵۔

سے ہیں۔ وہ ۸ ہجری ذوالحجہ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ہجری ربیع الاوّل شریف منگل کے روز فوت ہوئے اِن کی عمر شریف ۱۸ ماہ ہے۔ وہ جنت البقیع میں جلوہ اَفروز ہیں۔

میّت کا چارپائی پر بولنا:

بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ ''باب: میت کا گھاٹ پر بات کرنا''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِىْ قَدِّمُوْنِىْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ ۹۷

''جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اُس کو اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو آگے لے چلو۔ اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے ہائے خرابی جنازہ کہاں لئے جاتے ہو؟ اُس کی آواز آدمی کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے اگر آدمی سنے تو بیہوش ہو جائے۔'' (تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۸ من وعن)

بچوں کی شفاعت:

بَابُ مَا قِيْلَ فِىْ اَوْلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ

''باب: مسلمانوں کی نابالغ اولاد کہاں رہے گی''؟

وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَّاتَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهٗ حِجَابًا مِنَ النَّارِ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۹۸

---

۹۷ بخاری جلد۱ ص ۱۸۴' تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۸' مشکوٰۃ ص ۱۴۴ حدیث نمبر ۱۶۴۷' نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۹' مسند احمد جلد۳ ص ۴۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۱' شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۳۲' مرقاۃ جلد۴ ص ۱۱۶۔ ۹۸ بخاری جلد۱ ص ۱۸۴' تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷۶' جلد۳ ص ۳۰۶' قرطبی جلد۶ جز۱۱ حدیث نمبر ۱۷۹' جلد۷ جز۱۴ حدیث نمبر ۸۱۔

''اور (حضرت) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے روایت کی، جس کے تین لڑکے مرجائیں گے جو گناہ کو نہیں پہنچے (جوان نہیں ہوئے) تو وہ اُس کے لئے دوزخ کی روک ہوں گے یا وہ بہشت میں جائے گا''۔ ۝

۝ اکثر علماء کے نزدیک وہ بہشتی ہیں۔۔۔۔۔ امام احمد نے مرفوعاً حضرت علیؓ سے نکالا کہ مسلمان اور اُن کی اَولادیں بہشت میں ہوں گی۔۔۔ امام احمد نے مسند میں ابو ہریرہ سے یوں روایت کیا کہ جن دو مسلمانوں کے یعنی ماں باپ کے تین بچے مرجائیں جو گناہ کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ اُن کو اور اُن کے بچوں کو اپنی رحمت کے فضل سے بہشت میں لے جائے گا۔'' (تیسیر الباری جلد۲ص۳۲۹ من وعن) ☆

☆ یعنی بچوں کی شفاعت سے اُس کو بھی جنت ملے گی۔

بَابُ مَوْتِ الْفُجَاءَةِ ''باب: ناگہانی موت کا بیان''۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ

(اُمّ المؤمنین) ''حضرت (سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا، ایک شخص (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک یکدم ہی مرگئی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرنے پاتی تو کچھ خیرات کرتی۔ اَب اگر میں اُس کی طرف سے خیرات کر دوں تو اُس کو کچھ ثواب ملے گا۔ فرمایا ہاں! (تیسیر الباری جلد۲ص۳۳۵) ۝

o باب کی یہ حدیث لاکر اِمام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ مومن کے لئے ناگہانی موت سے کوئی ضرر نہیں گو آنحضرت ﷺ نے اِس سے پناہ مانگی ہے کیونکہ اِس میں وصیّت کی مہلت نہیں ملتی۔ ابنِ ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ناگہانی موت

مومن کے لئے راحت ہے اور بدکار کے لئے غصہ کی پکڑ۔''

(تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۳۶ من وعن) ☆

☆ معلوم ہوا اِسلامی عقائد میں یہ بات برحق ہے کہ فوت شدہ اِیمان والے کو ثواب پہنچانے کے لئے جو صدقہ وخیرات اور نیکی کی جائے گی۔ اُس کا فائدہ فوت ہونے والے کو ملے گا۔ غیر اِسلامی عقائد کیسے بھی ہوں اُن کا اِسلام سے کوئی تعلق نہیں اور کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اِسلامی عقائد اور اَعمال پر شرک وبدعت کا فتویٰ لگائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مسلمان کو اَیسے غلیظ فتوؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

نوٹ: اِس حدیث شریف سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ فوت شدہ کو زندہ لوگوں کی طرف سے صدقہ وخیرات کا ثواب ملتا ہے مگر اُن لوگوں کو جو دُنیا سے اِیمان کی حالت سے گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا تو اَیسا کہنے والا گویا یہ بتاتا ہے کہ مرنے والا کافر ہے کیونکہ مومن کو تو ثواب پہنچتا ہے۔ اَحادیثِ مبارکہ سے اِس بات کی صراحت ہوتی ہے کہ فوت شدہ لوگوں کو زندوں کی طرف سے نیک اَعمال کا ثواب پہنچتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مستقبل کی اِطلاع:

۱۔ حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں: ''میں زبدہ پر سے گزرا۔ وہاں مجھے (حضرت) ابوذر (رضی اللہ عنہ) (صحابی) ملے۔ میں نے پوچھا' آپ اِس جگہ شہر چھوڑ کر جنگل میں کیوں رہنے لگے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ میں شام کے ملک میں گیا تھا' وہاں میرے اور (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) میں جو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) کی طرف ملک شام کے حاکم تھے' اِس آیتِ مبارکہ کی (تفسیر کے بارے) اِختلاف ہوا۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

''اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے''۔

(حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے یہ آیتِ مبارکہ اہل کتاب کے حق میں اُتری۔ میں نے کہا' نہیں ہم مسلمانوں کے حق میں بھی اور اہلِ کتاب کے حق میں بھی۔ خیر میرے اور اُن کے درمیان خوب بحث ہوئی۔ اُنہوں نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) کو میری شکایت لکھی۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) نے مجھے لکھ بھیجا کہ تم مدینہ (شریف) چلے آؤ۔ میں مدینہ شریف میں آیا تو اِتنے بہت لوگ میرے پاس جمع ہونے لگے جیسے اُنہوں نے مجھے اِس سے پہلے کبھی دیکھا نہ ہو۔ میں نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) سے اِس کا ذکر کیا' اُنہوں نے فرمایا: آپ چاہیں تو مدینہ شریف کے قریب ایک گوشے میں الگ رہو۔ اِس وجہ سے اِس (علاقہ) میں ہوں اور اگر مجھ پر ایک حبشی کو سردار بنا دیں تو میں اُس کی بات سنوں گا اور اُس کا کہا مانوں گا۔ اِس حدیث شریف کی شرح میں وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے:۝

۝ ''اِمام احمد اور ابو یعلی نے مرفوعاً نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا: جب تو مدینہ سے نکالا جائے گا تو کہاں جائے گا؟ اُنہوں نے کہا شام کے ملک میں۔ آپؐ نے فرمایا جب وہاں سے نکالا جائے گا؟ اُنہوں نے کہا پھر میں مدینہ آجاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا پھر جب وہاں سے نکالا جائے گا تو کیا کرے گا؟ ابوذرؓ نے کہا میں اپنی تلوار سنبھالوں گا اور ماروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: میں تجھ کو اِس سے بہتر بات نہ بتاؤں تو سن لے اور کہا مان لے اور جہاں وہ تجھ کو ہانکیں وہاں چلا جا۔ ابوذرؓ نے اِس حدیث پر عمل کیا اور دم نہ مارا''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۵۲ من وعن) ☆

☆ اِس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ بعطائے الٰہی حضور نبی کریم رءُوف

ورحیم ﷺ کو آنے والے حالات کا علم تھا۔ اِسے **علم غیب** بھی کہتے ہیں۔ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا کیسا مضبوط اور صحیح اِیمان تھا وہ حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے کبھی بحث نہیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو کیا علم؟ اللہ ہی جانے کل کیا ہوگا؟ وہ سمجھتے تھے کہ نبی کا معنی ہے غیب کی باتیں بتانے والے' بلکہ اشارۃً یہ بھی بتا دیا کہ حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) کافی عرصہ زندہ رہیں گے۔ ہمارے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ قیافے' اٹکل اور تُکّے سے بات نہیں فرماتے بلکہ آپ کی زبانِ مبارک ترجمانِ وحیٔ اِلٰہی ہے' اِس لئے جو فرماتے ہیں' حق سچ ہی فرماتے ہیں۔ اَب کسی کا یہ کہنا کہ ''کل کی باتیں اللہ ہی جانے''۔ اگر کسی اور کے بارے میں اَیسی بات کہی جائے تو شرک ہے اِنتہائی غیر اِسلامی نظریہ ہے۔ مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ یہ ہے کہ کل کی باتیں بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم جانتا ہے اور اگر وہ کسی کو **علم عطا** فرما دے تو وہ بھی جانتا ہے۔ قرآنِ مجید وحدیثِ پاک کو نظرِ اِیمانی سے پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے' ہمارے پیارے کریم آقا ﷺ کو **کل کا علم غیب کیا**؟ اور **قیامت تک کیا**؟ بلکہ **قیامت کے بعد کا علم غیب** بھی عطا فرمایا ہوا ہے اور یہی اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر کلمہ گو کو یہ عقیدہ رکھنے اور اِس کی تشہیر وتبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیرات لینے والا کوئی نہ ہوگا:-

۲۔ حضرت حارثہ بن وہب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: **تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهٗ يَاْتِىْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِى الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ: لَوْجِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِىْ فِيْهَا** [۹۹] خیرات کرو۔ ایک زمانہ تم پر اَیسا آنے والا ہے کہ آدمی خیرات لے کر چلے گا اور کوئی

۹۹ بخاری جلد۱ ص۱۹۰' تیسیر الباری جلد۲ ص۳۵۶' کنز العمال حدیث نمبر۱۵۹۷۸۔

شخص نہ ملے گا کہ اُس کو قبول کرے جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا کل لاتا تو میں لے لیتا' آج تو مجھ کو اس کی ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ!۞

۞ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے: ''قیامت کے قریب زمین کی ساری دولت باہر نکل آئے گی اور لوگ کم رہ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کسی کو مال کی اِحتیاج نہ ہوگی۔ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اِس وقت کو غنیمت سمجھو جب تم میں محتاج لوگ موجود ہیں اور جتنی ہو سکے خیرات کر لو۔ حدیث شریف سے بھی نکلا کہ قیامت کے قریب ایسے جلد جلد انقلاب ہوں گے کہ آج آدمی محتاج ہے کل امیر کبیر ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۵۶ من وعن)☆

وحید الزماں صاحب نے اِس حدیث شریف کے حوالہ سے یہ بات بھی تحریر کی ہے کہ

☆ ''آج کل کے بعض لوگ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے علم غیب کے بارے اِنتہائی غیر سنجیدہ اور نازیبا عقیدہ رکھتے ہیں اور حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے علم مبارک پر ویسے ہی طعن کرتے ہیں جیسے حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات کے منافقین زبانِ طعن دراز کرتے تھے''۔ الحفیظ والامان

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ ' وَحَتّٰى يُعْرِضَهٗ فَيَقُوْلَ الَّذِىْ يُعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِىْ ۱۰۰

''قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم میں دولت کی ریل پیل ہو کر اُبل نہ پڑے۔ یہاں تک کہ مال دار کو یہ فکر رہے گی کہ اُس کی خیرات کون لے گا؟ اور کسی شخص کو خیرات دینے لگے گا وہ کہے گا مجھے کیا کرنا ہے۔☆

---

۱۰۰ بخاری جلد۱ ص ۱۹۰' تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۵۶' مسند احمد جلد۲ ص ۳۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۰۱۔

☆ سبحان اللہ! کیا شان ہے علم مصطفیٰ ﷺ کی کہ حالات تو حالات آپ ﷺ نے قربِ قیامت میں ہونے والے مکالمے کا پورا ریکارڈ بیان فرما دیا کہ ایک شخص مال دینے والا مال لینے کے لئے کہے گا مگر دوسرا کہے گا مجھے کیا کرنا ہے؟

اللہ جلّ شانہٗ اور بندے کا مکالمہ:

۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا تو دو بندے حاضر خدمت ہوئے (دونوں شکوہ کرتے تھے) ایک محتاجی کا اور دوسرا راستے کی بے اَمنی کا' آپ ﷺ نے فرمایا: اَمَّا قَطْعُ السَّبِیْلِ فَاِنَّهٗ لَایَاْتِیْ عَلَیْکَ اِلَّا قَلِیْلٌ حَتّٰی تَخْرُجَ الْعِیْرُ اِلٰی مَکَّةَ بِغَیْرِ خَفِیْرٍ ''راستے کی بدامنی تو تھوڑی ہی مدت باقی ہے جب مکہ مکرمہ تک قافلہ روانہ ہوگا اور کوئی محافظ اور ضامن ساتھ نہ ہوگا''۔

رہی محتاجی تو قیامت اُس وقت تک برپا نہ ہوگی۔ کہ تم میں سے کوئی اپنی خیرات (دینے) کے لئے گھومتا رہے گا مگر خیرات قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا پھر (قیامت کے دن) تم میں کوئی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سامنے کھڑا ہوگا تو اللہ (ربّ العزّت) اور بندے کے درمیان کوئی پردہ نہ ہوگا اور نہ کوئی درمیانی ترجمان ہوگا۔

اللہ ﷻ فرمائے گا: اَلَمْ اُوْتِکَ مَالاً ؟ کیا میں نے تجھے دنیا میں مال نہ دیا تھا؟

بندہ عرض کرے گا: ہاں مولیٰ کریم کیوں نہیں' تو نے مال دیا تھا۔

اللہ ﷻ فرمائے گا: اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَیْکَ رَسُوْلاً ؟ کیا میں نے (دُنیا میں) رسول (علیہم السلام) نہیں بھیجے تھے؟

بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! یقیناً تو نے بھیجے تھے۔

پھر بندہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو آگ پھر بائیں طرف دیکھے گا تو آگ ۝

۝ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو آگ سے بچنا چاہئے

اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے۔[۱۰۱] (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۵۷ من وعن) ☆

☆ اَبھی مکالمہ ہوا نہیں اَبھی ہونا ہے مگر کیا ہے شانِ علم مصطفیٰ ﷺ کی کہ آج سے چودہ سو سال پہلے ہزاروں سال بعد ہونے والے مکالمے کو بیان فرما دیا۔

بہشتی آدمی، یقینی علم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک اَعرابی نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا۔

اَعرابی نے عرض کیا:

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ

''مجھے اَیسا عمل بتایئے جب میں اُسے کروں تو جنت میں جاؤں''۔

نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

تَعْبُدُاللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّ تُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ' وَ تُؤَدِّی الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ' وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بلا شرکتِ غیر' عبادت کرو۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' نمازِ پنجگانہ فرض کو باقاعدگی سے اَدا کرتے رہو' فرض زکوٰۃ دیتے رہو اور رمضان المبارک کے روزے رکھتے رہو''۔

اَعرابی:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰی هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں اِس سے بڑھاؤں گا نہیں!'' (جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا۔)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[۱۰۱] بخاری جلد ۱ ص ۱۹۰' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۵۷۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا ۱۰۲ ''اگر کسی کو اچھا لگے کہ جنتی دیکھنا چاہتا ہو تو وہ اِس شخص کی طرف دیکھے''۔ ☆

☆ آپ ﷺ کے اِرشادِ مبارک سے پتا چلا کہ جنتی بننے کا نسخہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کے پاس ہے اور جس کو آپ سرکار ﷺ جنتی فرمادیں اُس کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا منکر خارجِ اِسلام ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول ہوئے تو عرب کے کئی لوگ کافر ہوگئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَ نَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَ حِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ

''آپ اُن لوگوں سے کیسے لڑیں گے؟ جبکہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے یوں فرمایا ہے:۔ مجھے لوگوں سے لڑنے کا اُس وقت تک حکم ہے کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہ کہیں، جب یہ کہنے لگیں تو اُنہوں نے اپنے مال اور جان کو مجھ سے بچالیا۔ اَلبتہ کسی حق کے بدلہ میں' یہ اور بات ہے۔ اَب اُن کا حساب اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر رہے گا''۔

تو خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ

---

۱۰۲ تیسیر الباری جلد۲ ص۳۴۴' بخاری جلد۱ ص۱۸۷' مشکوٰۃ ص۱۲' مسلم جلد۱ ص۳۱' شرح السنۃ جلد۱ ص۶۶' ابن ماجہ حدیث نمبر۳۹۷۳' ترمذی حدیث نمبر۲۶۱۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۸۳' مستدرک حاکم جلد۱ حدیث نمبر۱۵۱' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص۲۰' الترغیب والترہیب جلد۳ ص۳۳۶۔

حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا.

''اللہ (عزوجل) کی قسم! میں اُس سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز بدن کا حق ہے)۔ اللہ (عزوجل) کی قسم! اگر یہ لوگ بکری کا بچہ، جو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو دیا کرتے تھے مجھ کو نہ دیں گے تو میں اُس کے نہ دینے پر اُن سے ضرور لڑوں گا''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ۱۰۳ ''پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا (اور یہ خیال اُن کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تھا) میں سمجھا کہ یہی حق ہے''۔ ۝

۝ ''بعض تو پھر بت پرست ہو گئے اور بعض مسیلمہ کذاب کے تابع ہو گئے جیسے یمامہ والے۔ بعض مسلمان رہے مگر زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے لگے اور قرآن شریف کی یوں تاویل کرنے لگے کہ زکوٰۃ لینا آنحضرت ﷺ سے خاص تھا کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَکِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ ط..... (التوبہ: ۱۰۳) ۱۰۴ ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم)! اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل فرمائیں جس سے آپ (ﷺ) اُنہیں ستھرا اور پاکیزہ فرمائیں اور اُن کے حق میں دُعائے خیر کریں بے شک آپ ﷺ کی دُعا اُن کے دِلوں کا چین ہے''۔ ۝

۝ ''حضرت عمرؓ نے بھی بعد کو ابو بکرؓ کی رائے سے اِتفاق کیا اور سب

---

۱۰۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۸، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۶۔ ۱۰۴ اور پیغمبر کے سوا اور کسی کی دُعا سے اُن کو تسلی اور طہارت نہیں ہو سکتی''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۶ من وعن)

صحابہؓ بھی متفق ہو گئے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا۔ ہمارے زمانہ میں بعض نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دینے سے آدمی مومن ہو جاتا ہے خواہ وہ اسلام کے دوسرے اُصول کو مانے یا نہ مانے' اِن بے وقوفوں کا اِس حدیث سے پورا رد ہو گیا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا بے شک اِیمان کی نشانی ہے مگر اِسی شرط کے ساتھ کہ اِسلام کے دوسرے اُصول اور اَرکان کا اِنکار نہ کرے۔ اگر اِسلام کے ایک رکن کا بھی اِنکار کرے جیسے نماز یا روزے یا زکوٰۃ یا حج یا اللہ جل جلالہ کی صفات کا یا آنحضرت ﷺ کے معجزات کا قیامت یا حشر نشر یا ملائکہ کا یا حور اور قصور اور جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابوں کا تو وہ کافر ہے اور دائرہ اِسلام سے خارج۔ اِس سے مسلمانوں کی طرح برتاؤ نہیں کر سکتے اور نہ اِس سے شادی بیاہ دُرست ہے''۔

(تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۷۔۳۴۶ من وعن) ☆

☆ ''اِس سے اَندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد جن حقیقتوں کا اِقرار ضروری ہے اُن کا بنیادی عقائد سے تعلق ہے۔ اِس لئے مذکورہ معاملات میں بہت محتاط اور دُرست نظریہ اور عقیدہ رکھنے کی ضرورت ہے''۔

عالَم غیب کے حالات بتانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

تَاْتِی الْاِبِلُ عَلٰی صَاحِبِهَا عَلٰی خَیْرِ مَا كَانَتْ' اِذَا هُوَ لَمْ یُعْطِ فِیْهَا حَقَّهَا' تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا' وَ تَاْتِی الْغَنَمُ عَلٰی صَاحِبِهَا عَلٰی خَیْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ یُعْطِ فِیْهَا حَقَّهَا' تَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا وَ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا' قَالَ وَ مِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَی الْمَاءِ قَالَ وَ لَا یَاْتِیْ اَحَدُكُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِشَاةٍ

يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَاتِيْ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ ۱۰۵

''(قیامت کے دن وہ) اُونٹ جن کی دُنیا میں زکوٰۃ نہ دی ہوگی' خوب موٹے بن کر آئیں گے اور اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے ۱۰۶ اِسی طرح بکریاں بھی جن کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اچھی موٹی تازہ بن کر اپنے مالک کو کُھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بکریوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ پانی پر پہنچ کر اُن کا دُودھ دوہا جائے ۱۰۷ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوئے آئے وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہو پھر (مجھ کو پکارے) **یا محمد** (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے بچائیں' میں کہوں گا' میں کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو تجھے **اللہ** (تبارک وتعالیٰ) کا حکم پہنچا دیا تھا اور ایسا نہ ہو کوئی اُونٹ اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے وہ بڑبڑا رہا ہو' پھر (مجھے پکارے) **یا محمد** (صلی اللہ علیک وسلم)! (مجھے چھڑاؤ) تو میں کہوں گا' میں کچھ نہیں کر سکتا' میں نے **اللہ** (تبارک وتعالیٰ) کا حکم پہنچا دیا تھا (یہ بطور تنبیہ فرمایا تھا)''۔ ☆

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اِس حدیث سے یہ عقیدہ ملا کہ

---

۱۰۵ بخاری جلد۱ ص ۱۸۸' تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۴۸۔ ۱۰۶ مسلم شریف کی روایت میں ہے منہ سے کاٹیں گے یہ سلسلہ قیامت کے دن جاری رہے گا جس کی مدت پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندوں کا فیصلہ فرمائے اور وہ اپنا ٹھکانہ دیکھ لیں بہشت میں یا دوزخ میں۔ ۱۰۷ پانی پر اکثر غریب لوگ جمع رہتے ہیں' وہاں دُودھ دھونے سے یہ غرض ہے کہ کچھ دُودھ غریبوں' مسکینوں کو پلایا جائے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اُونٹوں کا بھی یہی حق ہے کہ پانی کے کنارے اُن کا دُودھ دوہا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور تمام راوی جن کا اِس روایت میں ذکر ہے مثلاً حضرت ابوالیمان حکم بن نافع، حضرت شعیب بن ابی حمزہ، حضرت ابوالزناد اور حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج رضی اللہ عنہم سب کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے حالات و واقعات اور دیگر خبروں کا علم ہے اور یہی عقیدہ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا ہے اور یہی عقیدہ اہل ایمان کا ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے حالات اور واقعات اور دیگر خبروں کا علم نہیں، اُنہیں اپنے اَیسے غیر اِسلامی نظریہ سے سچی توبہ کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا پاکیزہ اور صاف شفاف عقیدہ رکھنا چاہئے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن کے اُمورِ غیبیہ کا علم ہے۔

ایک اور غیبی خبر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ! اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [۱۰۸]

"اللہ (تبارک وتعالیٰ) جس شخص کو مال عطا فرمائے اور وہ شخص اُس کی زکوٰۃ

---

[۱۰۸] بخاری جلد۱ ص ۱۸۸، تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۴۹، مسند احمد جلد۲ ص ۳۵۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۸۱، جلد۷ ص ۲، الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۵۴۱، شرح السنۃ جلد۳ ص ۳۱۰، نصب الرایۃ جلد۴ ص ۴۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۸۰۱، آل عمران: ۱۸۰۔

اَدا نہ کرے تو قیامت کے دن اُس کا مال گنجے سانپ کی شکل بن کر، جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے (داغ) ہوں گے اُس کے گلے کا طوق ہو جائے گا پھر اُس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں اِس کے بعد آپ ﷺ نے سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت پڑھی۔ (ترجمہ:) ''جن لوگوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ اُس میں بخیلی کرتے ہیں تو اپنے لئے یہ بخیلی بہتر نہ سمجھیں بلکہ اُن کے حق میں بُری ہے جس کیلئے وہ بخیلی کرتے ہیں وہ قیامت کے دن قریب میں اُن کے گلے کا طوق ہونے والا ہے''۔

دُنیا کی زیب وزینت کا پھیل جانا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک دن نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ منبر مبارک پر بیٹھے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے گرداگرد (وعظ مبارک سننے کے لئے) بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا یَفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتِھَا** ''دیکھو مجھے اپنے بعد جس چیز کا تم سے ڈر ہے وہ دنیا کی زیب وزینت ہے جو (چاروں اَطراف سے) تم پر پھیل جائے گی''۔

ایک شخص نے عرض کیا، **یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)**! کیا اَچھی چیز سے بُرائی بھی پیدا ہوگی؟ (یعنی مال ودولت تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہے وہ عذاب کا سبب کیونکر ہوگی؟) یہ سُن کر آپ ﷺ خاموش رہے۔ لوگوں نے اُس سے کہا، اَرے تجھے کیا ہو گیا کہ تو نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ سے باتیں کئے جاتا ہے اور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ تجھ سے بات بھی نہیں کرتے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال فرمایا کہ شاید نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ اُس سے ناراض ہو گئے ہیں) فرماتے ہیں، پھر جو ہم نے غور سے دیکھا تو آپ ﷺ پر وحی اُتر رہی ہے، آپ ﷺ نے اپنے نورانی چہرہ مبارک سے پسینہ مبارک پونچھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں

ہے؟ جیسے آپ ﷺ کو اُس کا پوچھنا اچھا لگا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ بات تو ہے کہ اچھی چیز بُری نہیں ہوسکتی مگر بے موقع اِستعمال سے بُرائی پیدا کرتی ہے۔ دیکھو ربیع میں جو گھاس اُگتی ہے وہ کبھی تو جانور کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے لیکن وہ جانور جو ہری بھری گھاس چرے جب اُس کی دونوں کھوکھیں تن جائیں تو سورج کی طرف منہ کر کے پھر پتلا گوبر کرے' پیشاب کرے اور چرتا رہے (وہ مرتا نہیں)۔ یہ دُنیا کا مال ظاہر میں ہرا بھرا شریں ہے تو مالدار مسلمان اچھا ہے جب تک اُس مال میں سے مسکین' یتیم اور مسافر کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہے یا جیسا نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا اور دیکھو جو کوئی ناجائز طور سے مال کماتا ہے اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے مگر اُس کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ مال قیامت کے دن اُس کے خلاف گواہی دے گا۔ ۝

۝ ''مثال: مذکورہ بالا مثال دے کر آپؐ نے اُس کو سمجھایا کہ دولت گو حق تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیز ہے مگر جب بے موقع اور گناہوں میں صرف ہوگی تو وہ دولت عذاب بن جائے گی جیسے فصل ربیع کی ہری گھاس وہ جانور کے لئے بڑی عمدہ نعمت ہے مگر جو جانور ایک ہی مرتبہ گر کر اُس کو حد سے زیادہ کھا جائے تو اُس کے لئے زہر کا کام دیتی ہے۔ جانور پر کیا منحصر ہے' یہی روٹی جو آدمی کے لئے باعثِ حیات ہے اگر اِس میں بے اِعتدالی کی جائے تو موت کا باعث ہے۔۔۔۔۔ دُنیا کا مال' جو اِعتدال کے ساتھ حلال وحرام کی پابندی کے ساتھ اِس کو کماتا ہے' اِس سے فائدہ اُٹھاتا ہے' آپ کھاتا ہے اور دوسرے خلقِ خدا کو راحت پہنچاتا ہے تو وہ بچا رہتا ہے مگر جو حریص کتے کی طرح دُنیا کے مال واَسباب پر گرتا ہے اور حلال وحرام کی قید اُٹھا دیتا ہے آخر وہ مال اُس کو ہضم نہیں ہوتا۔۔۔۔ کبھی بدہضمی ہو کر اُس مال کی دھن میں اپنی جان بھی گنوا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے طمع اور حرص سے بچائے رکھے''۔

(تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۹۷) ☆

☆کیسی سچی خبر غیب ہے کہ قیامت کے دن کا حال اِس میں بیان ہے اور ایمان والوں کا اِس حدیثِ علم غیب پر ایمان ہے۔

مبارک وادی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے وادی عقیق کے باب میں رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: **اَتَانِیْ اللَّیْلَۃَ آتٍ مِنْ رَّبِّیْ فَقَالَ صَلِّ فِیْ ھٰذَا الْوَادِی الْمُبَارَکِ وَ قُلْ عُمْرَۃٌ فِی حَجَّۃٍ** ۱۰۹ ''آج رات کو میرے مالک کے پاس سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور کہنے لگا اس برکت والی وادی (بستی شریف) میں نماز پڑھیں اور فرمایئے عمرہ حج میں شامل ہے''۔

''بعض لوگ اِتنے تنگ نظر اور کم علم ہوتے ہیں جب کسی شہر یا بستی کے بارے ذکر کرتے وقت اُسے بستی شریف' مدینہ شریف' پیلے گوجراں شریف' علی پور شریف' چُورہ شریف اور بغداد شریف' کہیں تو کہتے ہیں کہ ''بستی'' کو شریف کہنے کا کیا مقصد ہے جب کہ اِس شہر یا بستی میں بُرے لوگ بھی رہتے ہیں؟ اِن نادانوں کو علم نہیں کہ اصل میں بستی کی شرافت وہاں کی نیک اور شرافت کا پیکر عظیم شخصیت کے غلبہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اِس میں کوئی قباحت نہیں۔ قرآنِ مجید میں جنگل کو پاک فرمایا گیا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اُس کی طرف چلے جب آپ وہاں پہنچے تو اللہ عزوجل نے فرمایا:

.... فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی.... (طٰہٰ:۱۲)

''تو اپنے جوتے اُتار لیں' بے شک آپ مقدس جنگل طُوٰی میں ہیں''۔

---

۱۰۹ تیسیر الباری جلد۲ص ۴۴۳' بخاری جلد۱ص ۲۰۷' مسند احمد جلد۱ص ۲۴' صحیح ابن خزیمہ جلد۴ ص ۱۷۰ حدیث نمبر ۲۶۱۷' الترغیب والترہیب جلد۱ص ۱۵۹' ۲۶۲' نصب الرایۃ جلد۳ص ۱۰۰۔ مشکوٰۃ ص ۲۴۱ حدیث نمبر ۲۷۵۸' کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۹۷۳' مرقاۃ جلد۵ص ۶۴۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۸۰۰۔

طویٰ' وادیٔ مقدس کا نام ہے۔ اِس میں تواضع اور بقعہ معظّمہ کا اِحترام اور وادی مقدس کی خاک سے حصولِ برکت ہے۔

سورۃ المائدۃ میں ہے' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم! اپنے اُوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِحسان یاد کرو کہ تم میں پیغمبر (علیہم السّلام) بنائے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا یعنی دریا میں راستے بنائے' دشمن کو غرق کیا اور مَن وسلویٰ اُتارا۔ آپ نے اپنی قوم کو فرمایا:

یَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ....

(المائدۃ:۲۱)

''اے قوم! اِس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے لکھی ہے''۔

(اِس زمین کو مقدس اِس لئے فرمایا گیا کہ وہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن تھی)

اِس سے معلوم ہوا کہ اَنبیاء کرام علیہم السّلام کی سکونت سے زمین کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے اور دوسروں کے لئے باعثِ برکت ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف جس کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں' میں ایک شخص کے ۱۰۰ قتل کرنے کا ذکر ہے۔ اُسے نیک لوگوں کے پاس جا کر توبہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ جس بستی میں نیک لوگ رہتے تھے۔ اُسے حدیث شریف میں' قَرْیَةُ الصَّالِحَةِ [۱۱۰] کہا گیا یعنی بستی شریف۔ بستیوں کو شریف نہ کہنے والے حضرات کم علمی کی وجہ سے اِنکار کرتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ نورِ علم عطا فرمائے۔

اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ لوگ حج کا اِحرام باندھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ حج کو عمرہ میں تبدیل کر ڈالو۔ یہ اَمر اُن پر گراں گزرا۔ اُنہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! عمرہ کر

[۱۱۰] ابن ماجہ ص ۱۹۲۔

کے ہم کو کیا چیز حلال ہوگی؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: سب چیزیں"۔ ۝

۝ "اُنہوں نے فوراً آنحضرت ﷺ کے اِرشاد پر عمل کیا اور عمرہ کر کے اِحرام کھول ڈالا کہ پیغمبر صاحبؐ جو حکم دیں وہی اللہ کا حکم ہے اور یہ ساری محنت اور مشقت اُٹھانے سے غرض کیا ہے؟ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خوشنودی۔۔۔ ہم اللہ کی مرضی کیا جانیں؟ جو حکم آپؐ دیں اُسی میں اللہ کی مرضی ہے۔ گو سارا زمانہ اُس کے خلاف بکتا رہے۔ اُن کا قول اور خیال اُنہی کو مبارک رہے ہم کو مرتے ہی اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ رہنا ہے"۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۵ من وعن) ☆

☆ یہی کلام اہلِ اِسلام اہلسنّت و جماعت (بریلوی) کرتے ہیں مگر اُنہیں یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کی شان اللہ (جل جلالہ) کے برابر کر دیتے ہیں یا' اللہ (جل جلالہ) سے بڑھا دیتے ہیں۔ اَیسی بات صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنی فرقہ وارانہ جماعتوں کو کسی نہ کسی صورت میں زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور اہل اِسلام میں نفرت کے بیج بونے کو اپنی عزت سمجھتے ہیں۔

قیامت کی علامت حج موقوف ہو جائے گا:

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لَيَحُجَّنَّ الْبَيْتَ وَلَيُعْتَمِرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ' تَابَعَهُ اَبَانٌ وَّ عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ' فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْاَوَّلُ اَكْثَرُ سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِى عُتْبَةَ وَ عَبْدُاللّٰهِ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ [۱۱۱]

"یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ شریف کا حج ہوتا رہے گا۔

---

[۱۱۱] بخاری جلد ۱ ص ۲۱۷' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۶۳۰' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۸۵' عمدۃ القاری جلد ۵ جز ۹ ص ۲۳۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۶۴۔۲۷' صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۱۲۹' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۶۶

حضرت عبداللہ بن عُتبہ کے ساتھ اِس حدیث شریف کو حضرت ابان اور حضرت عمران نے بھی حضرت قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے اور حضرت عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ نے اِس حدیث شریف کو حضرت شعبہ علیہ الرحمہ سے یوں روایت کیا ''قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہوگا۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' پہلی روایت بہت لوگوں نے کی ہے اور حضرت قتادہ علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عتبہ علیہ الرحمہ سے اور حضرت عبداللہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے''۔ ۞

۞ ''یاجوج ماجوج دوقومیں ہیں کافروں کی' یافث بن نوح کی اَولاد میں' جن کی اَولاد میں تُرک اور روسی بھی ہیں۔ قیامت کے قریب وہ ساری دُنیا پر غالب ہو کر بڑا دھند مچائیں گی۔ پورا ذکر اِن کا علامات قیامت میں آئے گا۔ اِس حدیث کو اِمام بخاری اِس لئے لائے کہ اِس کی دوسری روایت میں بظاہر تعارض ہے اور فی الحقیقت تعارض نہیں اِس لئے قیامت تو یاجوج ماجوج کے نکلنے اور ہلاک ہونے کے بہت دنوں بعد قائم ہوگی تو یاجوج اور ماجوج کے وقت میں لوگ حج اور عمرہ کرتے رہیں گے۔ اِس کے بعد پھر قرب قیامت پر لوگوں میں کفر پھیل جائے گا اور حج وعمرہ موقوف ہوجائے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص۴۸۵ من وعن) ☆

☆ ''علم غیب اِسے ہی تو کہتے ہیں جس پر رب کائنات جل جلالہ نے رسول اللہ ﷺ کو مطلع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو خبر غیب عطا فرمائی یہاں تک یہ خبر غیب حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں نقل کی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہیں وہ لوگ نہ تو لفظ ''نبی'' کے معنی جانتے ہیں اور نہ ہی عطائے رب ذوالجلال والاکرام کو مانتے ہیں۔ یہ حقیقت واضح ہے کہ نہ تو عطائے رب ذوالجلال والاکرام کا سلسلہ بند ہے اور نہ ہی رحمۃ

للعالمین ﷺ کی تقسیم رُکی ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بند قلوب کی شرح فرمائے تاکہ عظمت وشان مصطفیٰ کریم ﷺ سمجھ میں آئے"۔

ایک اور خبر:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے باب باندھا ہے بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ (کعبۃ اللہ گرانے کا باب)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَغْزُوْ جَيْشُ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ ۱۱۲ "ایک لشکر کعبۃ اللہ پر لڑنے کے لئے چڑھ آئے گا اور وہ زمین میں دھنس جائے گا"۔

اِس باب کے تحت حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے دو روایات نقل کی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: كَاَنِّيْ بِهٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَراً حَجَراً ۱۱۳ "گویا میں کعبۃ اللہ کو گرانے والے کو دیکھ رہا ہوں ایک کالا آدمی جو اِس کا ایک ایک پتھر اُکھاڑ رہا ہے"۔ ۝

۝ "افحج زبان عربی میں' اُس شخص کو کہتے ہیں جو اَکڑتا ہوا چلے یا چلتے میں اُس کے دونوں پنجے تو نزدیک رہیں مگر دونوں ایڑیوں میں فاصلہ رہے وہ حبشی مرد جو قیامت کے قریب کعبے کو ڈھائے گا' اِسی شکل کا ہوگا" (تیسیر الباری جلد۲ ص ۴۸۶ من وعن)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوْ السُّوَيْقَتَيْنِ

---

۱۱۲ بخاری جلد۱ ص ۲۱۷' تیسیر الباری جلد۲ ص ۴۸۶' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۶۳۲' عمدۃ القاری جلد۵ جز۹ ص ۲۳۸۔ ۱۱۳ بخاری جلد۱ ص ۲۱۷' تیسیر الباری جلد۲ ص ۴۸۶' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۶۳۲' عمدۃ القاری جلد۵ جز۹ ص ۲۳۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۲۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۷۹۔

مِنَ الْحَبَشَةِ ۱۱۴ ''پتلی ٹانگوں والا حبشی کعبۃ اللہ کو خراب کرے گا''۔ ۝

۝ ''دوسری روایت میں ہے اُس کی آنکھیں نیلی، ناک پھیلی ہوئی ہوگی، پیٹ بڑا۔ اور اُس کے ساتھ اور لوگ ہوں گے وہ کعبے کا ایک ایک پتھر اُکھاڑ ڈالیں گے اور اُکھاڑ کر سمندر میں جا کر پھینک دیں گے۔ غالباً یہ لوگ دہری نیچری ہوں گے جو قیامت کے قریب بہت پھیل جائیں گے۔ حلیمی نے کہا حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد ہوگا جب کہ قرآن دلوں سے اُٹھ جائے گا اور مصحف سے بھی۔ **نعوذ باللہ من ذالک الزمان الفاسد** (تیسیر الباری جلد۲ص ۴۸۷ من وعن)۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے کتاب **المناسک** میں ذکر کیا کہ ہر روز سورج غروب ہونے سے پہلے ایک **ابدال** بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور فجر طلوع ہونے سے پہلے اَوتاد سے کوئی ایک اُس کا طواف کرتا ہے۔ اِس سلسلہ کا انقطاع کعبۃ اللہ کا زمین سے اِرتفاع کا سبب ہوگا اور صبح کو لوگ کعبہ کا نام ونشان نہ دیکھیں گے۔ یہ اُس وقت ہوگا جب تک کہ سات برس گزر جانے تک کوئی شخص حج نہ کرے گا اِس کے بعد قرآنِ کریم اَوراق سے اُٹھالیا جائے گا پھر دِلوں سے بھی قرآن مجید نکل جائے گا اور لوگ اَشعار، گانوں اور اخبارِ جاہلیت میں منہمک ہو جائیں گے۔ اِس کے بعد دجّال نکلے گا اور حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا لوگوں کے سینوں اور اَوراق سے قرآنِ مجید اُٹھ جانے کے بعد کعبۃ اللہ کو خراب کیا جائے گا اور یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوگا۔ علامہ عینی علیہ الرحمہ نے اِسے صحیح کہا ہے۔ (تفہیم البخاری جلد۲ص ۶۲۹)۔

اگر یہ کہا جائے کہ اِس کی کیا وجہ ہے کہ اَصحابِ فیل سے کعبۃ اللہ کو محفوظ کرلیا

---

۱۱۴ بخاری جلد۱ص ۲۱۷، تیسیر الباری جلد۲ص ۴۸۷، تفہیم البخاری جلد۲ص ۶۳۲، عمدۃ القاری جلد۵ جز۹ص ۲۳۹، مسند احمد جلد۲ص ۲۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۳۴۰، مستدرک حاکم جلد۴ص ۵۰۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۱۲۷، شرح السنۃ جلد۴ص ۱۸۶، مسلم جلد۲ص ۳۹۴۔

گیا حالانکہ اُس وقت اِسلام کا ظہور نہ ہوا تھا اور حجاج بن یوسف' قرامطہ اور پتلی ٹانگوں والے حبشی سے کعبۃ اللہ کی حفاظت نہ ہوسکی۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ ہاتھیوں کو کعبۃ اللہ سے روک دینے میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی نبوت ورسالت کا اِعلان اور مستحکم برہان مطلوب تھا کہ بصیرت سے معلوم ہونے والے دلائل سے پہلے بصر سے مشاہدہ کئے جانے والے دلائل سے آپ ﷺ کی حجت کی تاکید ہے۔ (واللہ اعلم و رسولہ)۔ (تفہیم البخاری جلد۲ ص ۶۲۹)

حجرِ اَسود اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب المناسک میں باب باندھا ہے:

بَابُ مَاذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ (باب حجرِ اسود کا بیان)[1]

[1] حجرِ اسود کعبہ کا رکن ہے بیت اللہ شریف کے مشرق کی جانب ہے اِس کو رکنِ اَسود کہا جاتا ہے وہ زمین سے قدِ آدم کے برابر اُونچائی پر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نُزِلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ** [15] ''حجرِ اَسود جنت سے اُتارا گیا جبکہ وہ دُودھ سے بھی سفید تھا اور اِنسانوں کے گناہوں نے اِسے سیاہ کردیا''۔

حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے کہ وہ حجرِ اَسود کے پاس آئے اُسے چوما' پھر فرمایا: **اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ** [16] ''میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ ضرر دے سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اگر میں نے نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ

---

[15] ترمذی جلد۱ ص ۱۷۷' صحیح ابن خزیمہ جلد۴ ص ۲۲۰' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۷۳۷' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۶۳۳۔ [16] بخاری جلد۱ ص ۲۱۷' تیسیر الباری جلد۲ ص ۴۸۷' تفہیم البخاری جلد۳ ص ۶۳۳' مشکوٰۃ ص ۲۲۸۔ ۲۲۷' عمدۃ القاری جلد۵ جز۹ ص ۲۳۹۔

آپ ﷺ تجھے چومتے تھے تو میں کبھی تمہیں بوسہ نہ دیتا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ: ''میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے، نہ ضرر دے سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! یہ ضرر بھی دیتا ہے اور نفع بھی دیتا ہے''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیسے؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ قرآنِ مجید سے ثابت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ قَالُوْا بَلٰىۛ ..... (الاعراف:۷۲) ''جب آپ (ﷺ) کے اللہ (عزوجل) نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا اور اُن کی پُشت سے اُن کی ساری اَولاد نکالی اور اُن سے توحید کا اِقرار کرایا کہ کیا میں تمہارا رَبّ نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں!۔۔

اور اُسے ایک کاغذ پر لکھ دیا۔ اِس پتھر کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُسے فرمایا کہ وہ اپنا منہ کھولے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے منہ میں وہ کاغذ ڈال دیا اور اُسے فرمایا جو کوئی تیرے سامنے سے اِستلام کرتے ہوئے گزرے، اُس کے لئے قیامت کے دن گواہی دینا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجرِ اَسود لایا جائے گا۔ اُس کی زبان ظاہر ہوگی جس کسی نے اُس کے سامنے توحید کا اِقرار کیا ہوگا، اُس کے لئے یہ گواہی دے گا۔ اے امیر المومنین یہ نفع ونقصان دیتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوالحسن (رضی اللہ تعالیٰ

عنک)! میں اُس قوم سے پناہ چاہتا ہوں، جہاں تم نہ ہو"۔ ۱۱۷

حجرِ اَسود کو بوسہ دینے کی یہ حکمت بھی ہے کہ نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "یہ پتھر جنت سے لایا گیا ہے، اِس کو بوسہ دینے میں جنت کی شے دیکھ کر خوشی کا اِظہار مقصود ہے۔ نیز نبی کریم رءُوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: حجرِ اَسود زمین میں اللہ (عزوجل) کی برکت ہے۔" وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ (تفہیم البخاری جلد۲ص ۶۳۳ تا ۶۳۴)

"حاکم کی روایت میں اِتنا زیادہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ بگاڑ اور فائدہ کرسکتا ہے۔ قیامت کے دن اِس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دے گا۔" (تیسیر الباری جلد۲ص ۴۸۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اَسود کے بارے فرمایا: "اللہ (عزوجل) کی قسم، اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اِسے ایسے اُٹھائے گا کہ اِس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتا ہوگا۔ حق سے چومنے والے کی گواہی دے گا"۔ ۱۱۸

وحید الزماں غیر مقلد کے فرقے کے لوگ (جو ابنِ تیمیہ صاحب کے مقلدین ہیں) یہ کہتے تھکتے نہیں کہ کوئی کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اُن کے یہ کہنے کا مقصد اُن لوگوں کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ قبروں والے کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یہ باتیں غور وفکر کی نعمت سے محروم ہونے کی دلیل ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چیزوں میں نفع بھی رکھا ہے اور نقصان بھی۔ کہنا یہ چاہئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی نفع ونقصان کا خالق و مالک نہیں۔ لیکن جن چیزوں میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے نفع رکھا ہے، وہ نفع دیتی ہیں اور جن چیزوں میں نقصان رکھا ہے، وہ نقصان دیتی ہیں۔ بعض لوگ بس اَیسے ہی جلد بازی میں کہہ دیتے ہیں کہ کوئی کسی کو نفع ونقصان نہیں دے سکتا۔ علم اور دین، غور وفکر سے حاصل ہوتا ہے۔ اَندھے پن سے سوائے جہالت کے کچھ پلے نہیں پڑتا۔

---

۱۱۷ عمدۃ القاری جلد۵ جز۹ ص ۲۴۰۔ ۱۱۸ مشکوٰۃ ص ۲۲۷، ترمذی جلد۱ ص ۱۹۰، ابن ماجہ ص ۲۱۷، مرآۃ جلد۴ ص ۱۳۳۔

اَشیاء کا بولنا:

حدیث بالکل ظاہر ہے کسی تاویل وتوجیہہ کی ضرورت نہیں۔ قیامت کے دن ہمارے نیک اَعمال وغیرہ تمام کی شکلیں ہوں گی اور سب کام کریں گے بلکہ اَعضائے اِنسانی بھی بولیں گے۔ اللہ ﷻ سورۂ یٰسین میں اِرشادِ عظیم فرماتا ہے:

.... وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ۱۱۹

''اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں اُن کے کیے کی گواہی دیں گے''۔

جو رب اِن چیزوں کو گویائی بخش سکتا ہے وہ سنگِ اَسود کو بھی گویائی اور آنکھ بخش سکتا ہے۔ بھیڑیئے اور بیل کے بولنے کا ذکر بھی اَحادیثِ مبارکہ میں موجود ہے۔ ۱۲۰

مُؤلہ بالا حدیث شریف سے چند مسائل معلوم ہوئے:

(۱) حجرِ اَسود حاجیوں کی شفاعت کرے گا۔

(۲) حجرِ اَسود بحکمِ اِلٰہی نافع ہے۔

(۳) سنگِ اَسود کا چومنا مفید ہے قیامت کے دن کام آئے گا۔

(۴) کروڑوں آدمیوں (مردوں، عورتوں) نے حجرِ اَسود کو چُوما سب کو جانتا پہچانتا ہے۔

(۵) حجرِ اَسود ہمارے دِلوں کے اِخلاص اور نفاق بھی جانتا ہے کہ کون اِخلاص سے چومتا ہے اور کون نفاق سے۔

(۶) حجرِ اَسود حاجیوں کے اَچھے بُرے انجام کو جانتا ہے کہ کون اِیمان پر مرا اور کون کفر پر۔ تب ہی تو وہ مخلص مومن کی شفاعت کرے گا۔ مرتد اور منافق کی شفاعت نہیں کرے گا۔

جب ایک پتھر کے علم اور نفع کا یہ حال ہے تو رسول اللہ ﷺ جن کو رب کائنات نے سیّد الخلق بنایا ہے، شافع روزِ جزاء بنایا ہے۔ شفاعتِ کبریٰ کا تاج عطا فرمایا ہے اُن کے علم کا کیا پوچھنا؟

---

۱۱۹ یٰسین: ۶۵۔ ۱۲۰ بخاری جلد ا ص ۵۲۱۔

تیسیر الباری

کی ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ اور ۹

جلدوں کی تشریحات

صحیح بخاری

بحوالہ

تیسیر الباری

حصہ دوئم اور حصہ سوئم

میں ملاحظہ فرمائیں

صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری

کا حصہ دوم، حصہ سوئم حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں

ملنے کا پتہ

جامع مسجد ننگینہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

پہاڑوں کے برابر قرض سے نجات کا وظیفہ

ایک جمعۃ المبارک کے دن حضور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اے معاذ کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز جمعۃ المبارک میں نہیں دیکھا؟ عرض کیا' (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں نے ایک یہودی کا ایک اُوقیہ سونا قرض دینا تھا میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا۔ رسول کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ دُعائیہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو اُن کلمات سے دُعا کرے تو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہوا تو اللہ (عزوجل) تمہاری طرف سے اَدا فرمادے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آل عمران: ۲۷۔۲۶)

اِن کے ساتھ یہ کلمات پڑھو: رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادًا فِيْ سَبِيْلِكَ۔

''آپ (ﷺ) فرمائیں! اے میرے اللہ (جل جلالک) اے ملکوں کے مالک' تو جسے چاہے بادشاہی عطا فرمادے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت عطا فرمائے' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل فرمادیتا ہے اور دن کو رات میں داخل فرمادیتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جسے چاہتا ہے بے گنتی رزق عطا فرماتا ہے۔ اے دُنیا اور آخرت کے رحمان ورحیم اُن میں سے جو جسے تو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اُن میں سے جس سے جو چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے دوسروں سے غنی کردے۔ مجھے فقر سے غنی کردے میری طرف سے قرض اَدا فرمادے مجھے اپنی عبادت میں مصروف فرمادے اور اپنی راہ میں جہاد کی حالت میں موت عطا فرما''۔ (ہر نماز کے بعد پانچ (۵) بار پڑھیں۔ اوّل آخر تین تین بار درود شریف بھی پڑھیں)

اِ در منثور جلد ۳ ص ۱۷۴ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص نمبر ۶۱۵' مجمع الزوائد میں دعا ص سواک تک ہے جلد ۱۰ ص ۱۸۶۔

خوش حالی کیلئے مجرب نسخہ

امیری، غریبی، مالی تنگ دستی اور خوش حالی کا نظام ربِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی مشیت پر ہے۔ مالی تنگ دستی نمازی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیز گار لوگ بھی معاشی تنگی کی آزمائش میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہٗ الکریم اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان مرد وعورت کو معاشی تنگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نعمت کے ساتھ ہمکنار فرمائے اور اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ذلت والی محتاجیوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا' اُس نے اپنی غربت اور معاشی تنگی کی شکایت کی تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا:

(۱) جب تم گھر میں داخل ہو خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو تو کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

(۲) ''پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہو اور

(۳) ''ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ پڑھو''۔

اُس شخص نے اَیسا ہی کیا (یعنی اُس نے اپنا معمول بنالیا۔ جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا' دایاں قدم اَندر رکھتے ہی رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادِ مقدس کے مطابق عمل کرتا) تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اُس پر دولت کی ریل پیل کردی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہمسایوں اور قرابت داروں کو بھی دینے لگا۔[1]

[1] تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۲۵۰' تفسیر کبیر جلد ۱۶ جز ۳۲ ص ۱۷۴۔ کشف الاسرار جلد ۱۰ ص ۶۶۱' جلاء الافہام عربی ص ۲۵۵ چھاپہ بیروت۔ الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام ترجمہ جلاء الافہام ص ۲۵۶۔

رَحمت کے فرشتوں نے کہا' اِس نے دل سے توبہ کر لی ہے اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اِس نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔ پھر زمین ماپنے کے بعد اُسے معاف کیا گیا۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنی مشروع ہے حتیٰ کہ قتل وغیرہ کبائر سے توبہ کرنی بھی مشروع ہے۔ اہلِ سُنّت کا عقیدہ ہے کہ دوسرے گناہوں کی طرح قتل سے بھی توبہ قبول ہے اور جن نصوص سے توبہ کی عدم قبولیت معلوم ہوتی ہے وہ زجر و توبیخ پر محمول ہیں تا کہ لوگ قتل پر جرأت نہ کرنے لگیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ..... (النسآء:۴۸) ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ شریک کیا جائے اور شرک سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے''۔

لہٰذا شرک کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:- وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُہٗ جَھَنَّمُ .... (النساء:۹۳) یعنی ''جو کوئی عمداً مومن کو قتل کرے گا اُس کی سزا دوزخ ہے''۔ اِس سے ظاہر ہے کہ قتل عمداً معاف نہیں ہوتا۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس آیتِ مبارک کے معنی یہ ہیں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو سزا دینا چاہے تو اُس کی سزا یہی ہے جو آیتِ کریمہ میں مذکور ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو سزا نہ دے اور معاف کر دے۔ یا معنی یہ ہیں کہ قاتل' مومن کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرے تو یقیناً جہنمی ہے۔ لہٰذا مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا میں قتل کا سبب ایمان ہے یعنی قاتل نے مقتول کو اِس لئے قتل کیا تھا کہ وہ مومن ہے' اِس لئے اُس قاتل کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

نتیجہ:

مُحوّلہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ پہلے راہب نے جو فتویٰ دیا تھا کہ اُس کی توبہ قبول نہیں اُس پر عبادت کا غلبہ